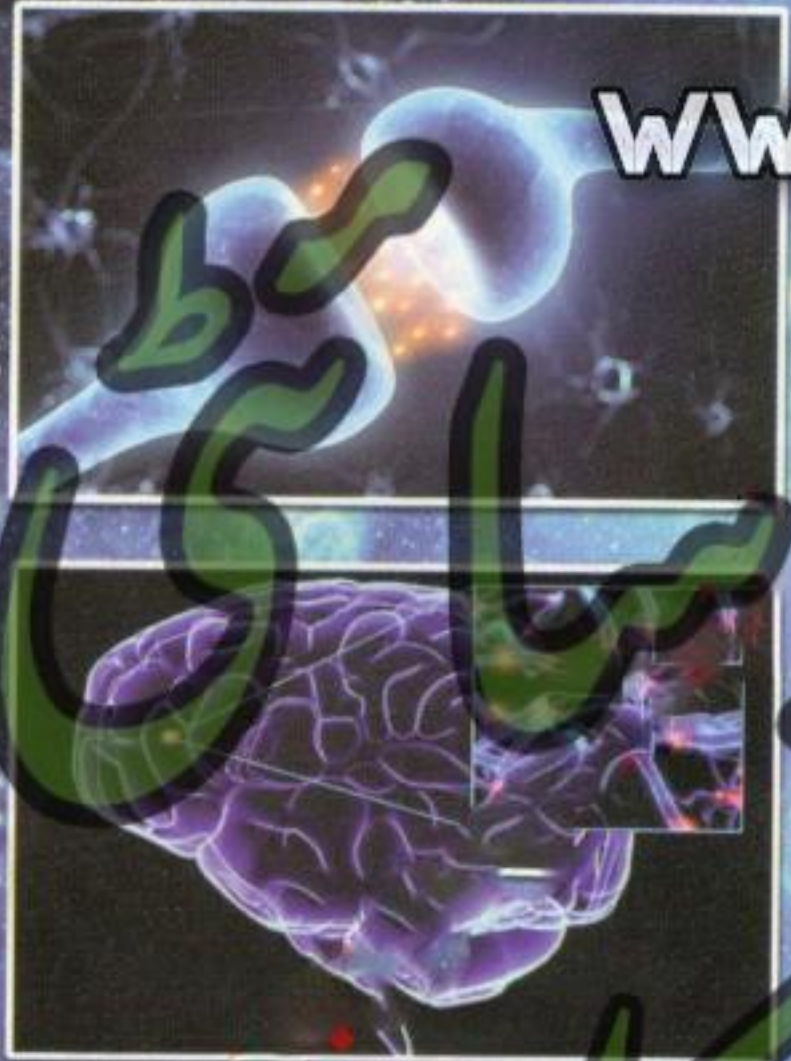


روحانی ڈائجسٹ

37
06

مئی ۲۰۱۵ء

WWW.PAKSOCIETY.COM


موت کے بعد زندگی کے سائنسی ثبوت۔۔۔

انسانی شعور موت کے بعد بھی کائنات میں موجود

رہتا ہے۔۔۔

کوہا نظم فزکس انسان کے باطنی جہد کی تلاش میں۔۔۔

پاک سوسائٹی

ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM


اس QR Code کو اپنے اسمارٹ فون سے Scan کیجیے
اور براہ راست روحانی ڈائجسٹ کی ویب سائٹ پر آئیے۔

www.roohanidigest.net

روحانی ڈائجسٹ

مئی ۲۰۱۵ء

قیمت 80 روپے



جلد: 37 شماره: 6

مئی 2015ء / رجب 1436ھ

فی شماره: 80 روپے

ماہنامہ
روحانی ڈائجسٹ
کراچی

ممبر: آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی

سالانہ خریداری کی شرح
پاکستان (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک)..... سالانہ 850 روپے
بیرون پاکستان کے لیے..... سالانہ 170 امریکی ڈالر

خط کتابت کا پتہ

D, 1/7 - 1، قلم آباد کراچی 74600

پوسٹ بکس 2213

فون نمبر: 021-36685469

فیکس: 021-36606329

ای میل / فیس بک / ویب سائٹ

roohanidigest@yahoo.com

digest.roohani@gmail.com

facebook.com/roohanidigest

www.roohanidigest.net

سرپرست اعلیٰ

ابدالحق قلیڈر بابا اور علی

چیف ایڈیٹر

خواجہ شمس الدین عظیمی

نیجنگ ایڈیٹر

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی

بہا ایڈیٹر - کراچی یونیورسٹی

اعزازی معاون

سہیل احمد

پبلشر: پرنسپل ایڈیٹر: ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی، ایف ڈی، جامعہ اسلامیہ کراچی

پتہ اشاعت: D, 1/7 - 1، قلم آباد کراچی 74600

Scanned By Amir

59



روحانی ناگجیٹ



17

23

67

اس ماہ بطور خاص.....

روح کا انتقام

برصغیر میں پہلی بنتوں، شیریں فرہاد، بیہ راغجہ کی داستانیں زبانِ نردعام ہیں اسی طرح "عمر لین جین" کی کہانی ایک لیٹنڈ کی مشہور نوک داستانوں میں سے ایک ہے، تین سو پچاس برس آزر جانے کے باوجود بھی یہ کہانی ایک لیٹنڈ میں ہر خاص و عام کو یاد ہے،

59..... ❖❖❖

ٹو اوب یا گناہ

معاشرے کی بے انصافیوں میں جکڑے ہوئے ایماندار اور مخفی نوجوان کا دردناک قصہ۔

67..... محمد علی جمال زارو

عقل حیران ہے، سائنس خاموش ہے....

ناسٹر ڈیمس۔ وہ شخص جو آنے والا کل دیکھ سکتا تھا

سولہویں صدی میں کبھی حیران کن پیشین گوئیوں

39..... ❖❖❖

زمان و مکان کے تانے بانے میں.... روح کی تلاش

موت کے بعد زندگی کے سائنسی ثبوت۔

انسانی شعور موت کے بعد بھی کائنات میں موجود رہتا ہے۔
کو اتم فزکس انسان کے باطنی وجود کی تلاش میں....

ابن وحسی..... 15

ہم کون ہیں....؟

ان قوموں سے سبق لیا جائے جو اپنی شناخت پر فخر کرتی تھیں۔

وسعت اللہ خان..... 29

غلط زبان گو اور ابد تہذیب زبان نام منظور

اردو کسی زبان کا نام نہیں، اردو ایک تہذیب کا نام ہے۔

رضاعلی عابدی..... 37

ماسٹر فلٹیس

مغربی دنیا میں ماسٹر فلٹیس کی ٹیکس ٹو بہت تیزی سے

عملی زندگی میں لٹایا جا رہا ہے۔

شماہینہ جمس..... 23

- نور الہی نور نبوت.... اللہ اور اس کے رسول کا فرمان.... 08.... خواجہ شمس الدین عظیمی
- صدائے حس.... انسانی زندگی مادی جسم کے فنا ہونے کے بعد ختم نہیں ہوتی۔ خواجہ شمس الدین عظیمی 09...
- حق الیقین.... یقین، توکل اور استغفار نے وہاں کو بھی خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی 11...

51



کیا آپ یقین کریں گے کہ سینکڑوں کلوزنی پتھر پانی پر حیر سکتا ہے...؟ یقین یہ حقیقت ہے یہ کون کر امت نہیں بلکہ قدرت کا ایک عجوبہ ہے۔

جر اٹیم.... معصیت یہ تھی کہ میں جہاں بھی نظر ڈالتا تو مجھے جراثیم کی صورت میں موت نظر آتی.... گل نوخیز اختر... 35

75.... جیلانی بانو



گور بخش سنگھ.... 83

مستی حسابتی زندگی.... زندگی کا ایک رشتہ یہ بھی ہے۔ آپ نئی کہانیوں پر مشتاق سندھ.... 99

دوران ملازمت مسائل کو فہم و فراست سے دور کریں.... سحرش شہزاد.... 107



111

بچپن کے کسی واقعے کے انسان پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔



115.... صائمہ علی

تھوڑی سی سمجھداری سے ساس بہو کا رشتہ مثالی ہو سکتا ہے....

تھائی رائیڈ گلیڈ بچوں کی صلاحیت پر اثر انداز ہوتے ہیں.... راشدہ عفت میموریل کمپن قائد جیلو... 125

پلاسٹک کی اشیاء کا محفوظ استعمال.... غیر معیاری پلاسٹک احوالیاتی آلودگی کا سبب.... سارہ اسد.... 127



55

علاؤ الدین

دلچسپ خبریں، حیرت انگیز واقعات اور ایجاوت

پاکستان

89



179

سکھ مذہب کا مقدس ترین مقام....



ایک رکن کی کہانی جسے روسی رہوں پر چلن تھا۔



151

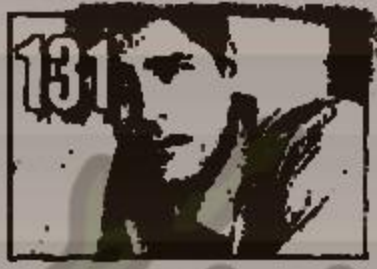
بالوں کی چمک اور مضبوطی برقرار رکھنے کے لیے چند کارآمد نسخے۔

درخشاں مقصود... 151

بلوغت کا نازک اور حساس دور... تربیت اولاد... محمد عمران مغل... 135

وار چینی... ذائقہ بھی، علاج بھی... رابعہ امین... 139

کسیرا... ایک منفرد سبزی... ردا جبار... 147



131

فیشن سے مراد وہ حالت ہے جب کسی کو کسی مسئلے کا حل نہ مل رہا ہو۔ جس کے باعث اس کے اندر مایوسی اور ناامیدی کے جذبات پروان چڑھنے لگتے ہیں۔ کشور کنول... 131

طبعی مشورے... برص کی علامات اور علاج... حکیم عادل اسماعیل... 153

کھر کا معالج... ایسے مسائل جن کا حل ہمارے فکرن میں موجود ہے... 155

اشرف پاجی کے ٹوٹکے... بھڑمڑ زندگی میں کام آنے والے گھر ٹوٹنے... اشرف سلطانہ... 157

کیفیات مسراقبہ... مراقبہ کے دوران مختلف کیفیات کا احوال... 163

143

دہی کھانوں کو لذت دینے کے علاوہ بے شمار فائدت کا بھی حامل ہے۔ دہی ہاضم ہونے کے باعث کھانوں کو ہضم کرنے میں معاون ہے۔ شائستہ سلیم... 143

خطبات عظیمی... دنیا میں ایسا کوئی عمر نہیں جس کی بنیاد میں تحقیق و سماش موجود نہ ہو... 166

قرآنی انسائیکلو پیڈیا... قرآنی الفاظ کی تشریحات... 169

روحانی سوال و جواب... روحانی سائنس سے متعلق سوالات کے جوابات... خواجہ شمس الدین عظیمی... 171

بچوں کا روحانی ڈائجسٹ... بچوں کے لیے کہانیاں، لطیفے اور سیریاں... نبیل عباسی... 183

روحانی ڈاک... آپ کے مسائل کا حل ڈاکٹر و قاریوسف عظیمی کے قلم سے... 199

173

رضوانی
رابع کبھلے



صحت مند زندگی

جسم کے عجائبات



دل

159

قطرے سے گہر ہونے تک

پچیس برس قبل راضی انجمن سے منتخب ہو کر

زندگی میں بہتری لانے کا

انسانی جسم کی کہانی اس قدر ترقی پائی





مومن تو وہ ہے، جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انہیں اسکی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں۔ (سورۃ انفال: 2)

اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے؟ اور مومنوں کو چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ (سورۃ آل عمران: 160)

توکل یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دے، لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ کسی کام کے لیے جدوجہد اور کوشش نہ کی جائے اور چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ رہا جائے۔ یہ خوش گمانی پالیسی ہے کہ اللہ کو جو کچھ کرنا ہے وہ خود کر دے گا۔ یہ الفاظ دیگر مقدر میں جو کچھ ہے وہ ہو کر رہے گا۔ ایسا کرنا توکل کے سراسر منافی ہے۔ دراصل توکل نام ہے کسی کام کو پورے ارادہ و عزم اور کوشش و تدبیر کے ساتھ انجام دینے اور یہ یقین و اعتماد دینے میں نہاں رکھنے کا کہ اگر اس کام میں خیر و برکت اور بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں ضروری کامیابی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ ”اور آپس میں کام کا مشورہ کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کرو تو خدا پر توکل رکھو پیشک خدا توکل رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے“۔ (سورۃ آل عمران: 154)

توکل اختیار کرتے وقت رسول اللہ کے فرمان کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ”اونٹ کو اکیلا چرنے کے لیے گھنٹا باندھ کر توکل پر چھوڑو اور ایسے موقعوں پر ممکن العمل تدابیر اختیار کرنے سے درگزر نہ کرو۔“ (سنن ترمذی)

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا ذہن یہی تھا کہ وہ ہر معاملے میں اللہ پر بھروسہ کرتے تھے اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہتے تھے۔ انبیائے کرام علیہم السلام جب کسی چیز کے متعلق سوچتے تو اس چیز کے اور اپنے درمیان کوئی رشتہ براہ راست قائم نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ ان کی طرز فکر یہ ہوتی تھی کہ کائنات کی تمام چیزوں کا اور ہمارا مالک اللہ تعالیٰ ہے.... جب ان کی یہ طرز فکر ہوتی تھی تو ان کے ذہن کی ہر حرکت میں پہلے اللہ کا احساس ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ محسوس کے ان کا مخاطب اور ہمہ نظر قرار پاتا تھا.... قانون کی رو سے اللہ تعالیٰ کی صفات ہی ان کا احساس بنتی تھی.... اور ان کا ذہن اللہ تعالیٰ کی صفات کا قائم مقام بن جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”اگر تم لوگ اللہ پر یقین کے ساتھ توکل کرو (جس طرح توکل کرنے کا حق ہے)، وہ تمہیں اسی طرح روزی دیتا ہے جیسے پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح جب روزی کی تلاش میں نکلتے ہیں تو ان کے پیٹ خالی ہوتے ہیں اور شام کو جب اپنے حوٹیلے میں واپس آتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔“ (جامع ترمذی ابن ماجہ، مسند احمد)

مثلاً عیسیٰ

دن، ہفت ماہ و سال پر محیط جس زمانی وقفے کو زندگی کا نام دیا جاتا ہے اس کا تعاقب دراصل مادی مظاہر ہے۔ جب یہ مادی وسائل مفقود ہو جاتے ہیں اور ہنستا بولتا، چلتا پھرتا گوشت پوست کا پتلا مسکت و بے حس ہو جاتا ہے اور زندگی کے آثار ختم ہو جاتے ہیں تو ہم اسے مردہ قرار دے دیتے ہیں حالانکہ اس مردہ جسم میں ہر عضو موجود ہے جو مرنے سے پہلے جسم میں موجود تھا۔ دماغ، پھیپھڑے، گردے، خون ہونے کے باوجود جسم میں حرکت باقی نہیں رہتی۔ اس حقیقت کے پیش نظر یہ ماننا پڑے گا کہ جسم میں ضرور کوئی تبدیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے جسم کے تقاضے ختم ہو گئے ہیں۔ انسان موت زبست میں رو دبدل ہو رہا ہے۔ زبست کو سمجھنے کیلئے ہمارے پاس وہ اعمال و افکار اور حرکات و سکنات ہیں جو ہم زندگی بھر کرتے رہتے ہیں۔ حرکت جسمانی وجود کے ساتھ ہوتی ہے اور ایسی حالت بھی طاری ہوتی ہے کہ جسمانی وجود معطل ہو جاتا ہے لیکن حرکات و سکنات لہتی پوری رہتی ہیں۔

انسانی زندگی کا دار و مدار محض اور محض اطلاع یا خیال کے اوپر ہے۔ ہم جب زندگی میں کام کرنے والے تقاضوں کا تجزیہ کرتے ہیں تو انکشاف ہوتا ہے کہ دراصل زندگی میں کام آنے والا جذبہ ایک خبر یا اطلاع ہے۔ زندگی کا کوئی رخ ہو، صحت مندی کا رخ ہو، بیماری کا ہو، پریشانی کا ہو، خوشی کا ہو، احساس کمتری یا احساس برتری کا رخ ہو۔ یہ تمام اعمال، حشرات و جذبات وغیرہ خیالات کے تابع ہیں۔

کوئی بھی اطلاع یا کسی بھی شے کا علم یا وقت ہمیں لازمانیت سے موصول ہوتا ہے اور یہ ہی لازمانیت نت نئی اطلاعیں زمانیت (وقت) کے اندر ارسال کرتی رہتی ہیں۔ لازمانیت موجودات یا کائنات کی Base ہے۔ اگر ہم لازمانیت کو ایک نقطہ سے تشبیہ دیں تو اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ نقطہ میں کائنات کا بجائی پروگرام نقش ہے۔ لہروں کے ذریعہ اس نقطہ سے جب کائنات کا بجائی پروگرام نشر ہوتا ہے تو انسان کے حلقہ سے نکلتا اور بھرتا ہے، بکھرتے ہی ہر لہر مختلف شکلوں اور صورتوں میں ہنستی بولتی، چلتی پھرتی، گاتی بجاتی، تصویر بن جاتی ہے۔

انسانی زندگی کا دار و مدار اطلاع پر ہے۔ موت کے بعد بھی اطلاعات کا سلسلہ جاری رہتا ہے، مرنے کا مطلب یہ برگز نہیں ہے کہ آدمی کا وجود تحلیل ہو گیا یا آدمی بنیادی طور پر ختم ہو گیا۔ موت کا مطلب یہ ہے کہ انسانی جسم کا رشتہ رون سے منقطع ہو گیا۔ مرنے کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ آدمی ختم ہو گیا ہے، حالانکہ انتقال ہونے کا مطلب ختم ہونا

نہیں بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہو جاتا ہے۔ یعنی آدمی گوشت پوست کے جسم کو چھوڑ کر دوسرے عالم میں منتقل ہو گیا۔ لفظ مرنے کا ترجمہ بھی امر ہونا ہے۔ کسی صاحب علم ہستی کا قول ہے کہ

”موت روشنی کو ختم کرنا نہیں ہے، یہ صرف چہرہ کو بجھانا ہے کیونکہ صبح ہو گئی ہے۔“

انسان کی زندگی مادی جسم کے فنا ہونے کے بعد ختم نہیں ہوتی۔ آدمی جب مر جاتا ہے تو دراصل وہ غیب کی اس دنیا میں چلا جاتا ہے جہاں اس کے اوپر سے زمان اور مکاں کی پابندیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسانی روح موت کے بعد مادی جسم کو خیر باد کہہ کر روشنی کا پتہ ہوا جسم اختیار کر لیتی ہے اور روشنی کے جسم کے ذریعے اس کی حرکات جاری رہتی ہیں۔ اس کی مثال خواب کی حالت ہے۔ خواب میں مادی حواس روشنی کی دنیا میں کام کرنے والے حواس سے مغلوب ہو جاتے ہیں لیکن ختم نہیں ہوتے۔ اس وقت ہماری کیفیات موت سے مشابہت رکھتی ہیں۔ لیکن جب مادی جسم کے حواس پر روشنی کے جسم کے حواس کا اس طرح غلبہ ہو جائے کہ مادی حواس کا روشنی کے حواس پر دوہرا غالب آنا ممکن نہ ہو تو مادی جسم تعطل کا شکار ہو کر بیکار ہو جاتا ہے اسی کا نام موت ہے۔

اب ہم یوں کہیں گے کہ آدمی اس خارجی زندگی کو چھوڑ کر ایسے عالم میں چلا گیا ہے جہاں اسے دنیا سے زیادہ حواس عرصے تک رہنا ہے۔ مرنے کے بعد بھی آدمی ان جذبات و احساسات میں زندگی گزارتا ہے جن جذبات و احساسات میں اس دنیا میں زندگی گزار چکا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ گوشت پوست کا جسم مٹی بن جاتا ہے اور روح اس گوشت پوست کے جسم کو چھوڑ کر عالم اعراف میں ایک اور نیا جسم بنا لیتی ہے۔

تجرباتی دنیا یہ ہے کہ انسان کہیں سے آتا ہے یعنی وہ پہلے سے کہیں موجود تھا جب وہاں کی موجودگی ختم ہوئی تو اس دنیا میں پیدا ہو گیا یعنی اس دنیا میں آنے سے پہلے اس پر موت وارد ہوئی، پھر موت وارد ہوئی پھر پیدا ہوا۔ اس دنیا سے جانے کے بعد دوسری دنیا میں پیدا ہوا۔ اس کا منطقی استدلال یہ ہوا کہ اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی ہم کہیں پیدا ہوئے تھے یعنی موت سے زندگی پیدا ہوئی اور زندگی سے موت پیدا ہوئی، اس کو اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ موت زندگی میں داخل ہوئی اور زندگی موت میں داخل ہو گئی۔ زندگی سے موت کا پیدا ہونا اور موت سے زندگی کا پیدا ہونا یا زندگی کا موت میں داخل ہونا اور موت کا زندگی میں داخل ہونا یا موت کا زندگی سے ظاہر کرنا ہے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو اس پر ایسی کو جاری رکھے ہوئے ہے اور جسے کسی تبدیلی اور تعطل کے جاری رکھے ہوئے ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: موتوقبل ان تموتوا ”مر جاؤ مرنے سے پہلے“۔ (مشکوٰۃ)

مر جاؤ مرنے سے پہلے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس زندگی میں رہتے ہوئے مرنے کے بعد کی زندگی سے واقفیت حاصل کر لو۔ جب کوئی بندہ مادی زندگی میں مرنے کے بعد کی زندگی سے آشنا ہو جاتا ہے تو غیب کی دنیا اس کے مشاہدے میں آ جاتی ہے، فہم انسانی میں ایسی روشنی موجود ہے جو کسی ظاہر کے باطن کا کسی حضور کے غیب کا مشاہدہ کر سکتی ہے۔ سیدنا حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اتقوا فراتہ السومن فانہ ينظر دنور اللہ

مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (جامع ترمذی)

بالفاظ دیگر انسانی ذہن پر یہ بات منکشف ہو جاتی ہے کہ حیات کی ابتداء کہاں سے ہوئی ہے اور انتہا کہاں تک ہے۔ جب ہم ابتداء اور انتہا پر نظر کرتے ہیں تو منکشف ہوتا ہے کہ ہر ابتداء، انتہا تک پہنچنے کے لئے قائم ہے۔



ذہنی دباؤ، اسٹریس، ٹینشن اور ڈیپریشن انسانوں کے لیے کوئی نئے عارضے نہیں ہیں۔ آج سے سو سال، دو سو سال، پانچ سو سال پہلے بھی لوگ روزی روزگار کے حصوں میں دشواریوں، کاروباری نقصانات، خاندانی مسائل، جذباتی وجوہات، حادثات، صدمات، مقابلہ آرائی میں ناکامی جیسی وجوہات سے ذہنی دباؤ میں اور اسٹریس میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ اسٹریس کے نتیجے میں لوگ کم خوابی یا بے خوابی اور دیگر ذہنی وجہاتی امراض میں بھی مبتلا ہوتے تھے۔ ماضی کے مختلف ادوار میں انسان کے پاس وسائل محدود تھے۔ آرام و آسائش کی چیزیں بہت کم تھیں لیکن پھر بھی ان ادوار میں عام طور پر لوگ سکون کی دولت سے مالا مال تھے، ان کی زندگیوں میں ذہنی انتشار اور میسکوئی کا گزر بہت کم تھا۔

موجودہ دور میں جو کہ سائنسی ترقی کے غربت کا دور کہلاتا ہے آرام، آسائش اور سہولتوں کی فراوانی ہے۔ اس دور میں آسائشوں کی فراوانی کے باوجود بہت بڑی تعداد میں لوگ شدید ذہنی دباؤ، اسٹریس، ٹینشن اور ڈیپریشن میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

آج سہولتوں کی تو کوئی کمی نہیں ہے لیکن ذہنی سکون ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ دور القادہ سفر کے لیے تیز رفتار ہوائی جہاز، مڈکوں پر سفر کے لیے آنوموتیل اور تیز رفتار ٹرینیں، ایک دوسرے سے رابطوں کے نیے بذات خود کہیں آنے جانے کے بجائے تیلی فون، ایس ایم ایس اور انٹرنیٹ کی دستیابی، دفتروں اور گھروں میں معاونت کے لیے مختلف تیز رفتار مشینوں کے کثرت سے استعمال کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ انسان کو بہت سا وقت میسر آتا۔ اس قدر غ وقت کے ایک حصہ کو انسان اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوشی سے گزارتا۔ کام سے فارغ ہو کر لوگ اپنے دوستوں اور ہم خیال لوگوں کے ساتھ بزم آرائی کرتے۔ اپنے وقت کے ایک حصے کو محمد، شہر اور ملک کی رضا کارانہ خدمات کے لیے استعمال کیا جاتا لیکن یہاں تو معاملہ الٹا ہی نظر آتا ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے جیسے جیسے سہولتیں زیادہ ہو رہی ہیں انسان کے پاس فرصت اتنی ہی تیزی

سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔

آج کے دور میں مصروفیات کا عام انداز دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ اکثر لوگوں کے پاس تو خود اپنی ذات کے لیے بھی وقت نہیں ہے۔ خود غرضی اور نفسا نفسی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کے نجوم میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود بہت سے لوگ تنہا ہیں۔ ان کے جاننے والے تو بہت ہیں لیکن وہ حقیقی دوستوں سے محروم ہیں۔

بہت سے لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہماری دن رات کی محنت نہی اولاد کے بہتر مستقبل کے لیے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ والدین اپنی اولاد کے روشن مستقبل کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اس کے لیے کوشش اور جدوجہد بھی کرتے ہیں لیکن اولاد کے بہتر مستقبل کے نام پر کن جانے والی ایسی محنت کس کام کی جو ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے باپ اور اولاد کے درمیان رابعوں کو ہی ختم کر دے۔ کیا یہ ایک انتہائی تکلیف دہ اور تلخ حقیقت نہیں ہے کہ مواصلات کی ترقی کی وجہ سے دنیا کے دور دراز ممالک تو انتہائی قریب محسوس ہو رہے ہیں لیکن ایک ہی گھر میں رہنے والے والدین اور اولاد کے درمیان اور گئے بہن بھائیوں کے درمیان فاصلے پیدا ہو رہے ہیں اور یہ فاصلے روز بروز بڑھ رہے ہیں۔

کسی شخص کی آمدنی کم ہو اور اسے اپنی بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لیے مسلسل اوور ٹائم لگا کر محنت کرنا پڑے، اس کی عدم الفرصتی تو سمجھ میں آتی ہے لیکن جس کے پاس مناسب یا کافی زیادہ وسائل ہوں وہ بھی کسی اور کے لیے نہیں بلکہ خود اپنی اولاد کے لیے ہی وقت نہ نکال پائے تو ایسی مصروفیات کو کس کے لیے قرار دیا جائے؟

موجودہ دور میں لوگوں کے مشاہدوں سے ایک عام تاثر یہ ملتا ہے کہ آج کا انسان معاشی مصروفیات کی وجہ سے سہولتوں کی فراوانی کے باوجود جسمانی آرام سے محروم اور شدید فٹکن میں مبتلا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ذہنی سکون سے بھی کوسوں دور ہے۔ ذہنی سکون سے اس دوری کا سبب اسٹریس اور ٹینشن کو بھی قرار دیا جاتا ہے۔

روز مرہ کے معاشی یا گھریلو کاموں سے ہونے والی تھکان کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ تھکان تو چند گھنٹوں کی اچھی نیند سے دور ہو سکتی ہے لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر پیدا ہونے والے ذہنی دباؤ یا ذہنی تھکان کو دور کرنا آسان نہیں ہے۔ عموماً یہ ذہنی دباؤ عملی زندگی میں پیش آنے والے مسائل یا خطرات کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔ ٹینشن کی وجوہات میں ہمارے اپنے سوچنے کے انداز کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔

ہماری سوچ اور فکر پر مختلف عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان عوامل میں والدین کا انداز فکر، گھر یا خاندان کا ماحول اور معاشرے کے حالات اور روایات کا بھی بڑا حصہ ہے لیکن اگر ہم اپنی سوچ کے انداز کو خود ترتیب دینا چاہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک خاندان یا ایک شہر کے رہنے والے اکثر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو م ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

لوگ تو ہم پرست ہوں، حصول علم کے مخالف ہوں۔ مثبت تبدیلیوں کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوں لیکن ایسے ماحول میں بھی کوئی شخص علم کے فوائد اور فضیلتوں کے بارے میں اپنے طور پر سوچ سکتا ہے یا علم کے بارے میں اپنے ماحول سے مختلف کسی بھی ترغیب کو قبول کر سکتا ہے۔ اسی طرح کسی ماحول میں جہاں بہت سے لوگ تنگ نظر اور متعصب ہوں، دوسروں کی نسبت کر کے خوش ہوتے ہوں ایسے ماحول میں رہتے ہوئے کوئی شخص فراخ دل، انسان دوست اور راست باز سوچ اختیار کر سکتا ہے۔ مختلف معاشروں میں اصلاح کا سبب بننے والے عظیم لوگوں کا ایک نمایاں وصف یہی تو تھا کہ وہ اپنے معاشرہ کی فضول اور ناقص سوچ سے متعلق نہ ہوئے۔ ایسے لوگوں نے اپنے طور پر صحیح فکر اختیار کرنے کی کوشش کی۔

ہمیں جائزہ لینا چاہیے کہ آج کے دور میں ذہنی دباؤ، اسٹریس اور ٹینشن کے تیزی سے بڑھنے کی وجوہات

کیا ہیں...؟

ٹینشن اور ڈپریشن کی ایک بہت بڑی وجہ عدم تحفظ کا احساس ہے۔ عدم تحفظ کا یہ احساس زیادہ تر معاشی معاملات اور اسٹیٹس (Status) سے متعلق ہے۔ آج کے دور کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ معاشرہ میں اعلیٰ مقام اور لوگوں کی نظروں میں اہمیت کا سبب کسی کے بلند اخلاق، علم و حکمت اور اعلیٰ اوصاف نہیں رہے۔ آج کے اکثر معاشروں میں اسے زیادہ اہمیت و مقام حاصل ہے جس کے پاس زیادہ دولت اور زیادہ اثر و رسوخ ہے۔ یہ فکر دراصل سرمایہ دارانہ نظام معیشت کی وجہ سے پروان چڑھی ہے۔

ہمیں یہ سمجھنے اور سیکھنے کی کوشش بھی کرنا چاہیے کہ زندگی کی جدوجہد میں شدید جسمانی مشقتوں اور بہت زیادہ دماغی محنت کے ساتھ ہم پر سکون زندگی کس طرح گزار سکتے ہیں۔ پر سکون زندگی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زندگی میں شدید مصروفیات نہ ہوں، دشواریاں اور تکلیفیں نہ آئی ہوں کبھی دکھ، بیماریوں کا سامنا نہ ہوا ہو، انسان ہواؤں کے سرد و گرم تھپیڑوں سے بچا ہوا ہو۔ یہ سب حالات یا کیفیات تو زندگی کا حصہ ہیں۔

ذہنی سکون کا ایک مطلب یہ ہے کہ شدید مصروفیات، ناموافق یا مخالفانہ صورتحال، دکھ یا بیماری انسان کے اندر توڑ پھوڑ نہ مچا سکے۔ مخالفانہ حالات کے ان منفی اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے اندر مثبت طرز فکر، معاملات کا روشن پہلو دیکھنے کی عادت، استقامت و استقلال موجود ہو۔

مثبت طرز فکر اور معاملات کا روشن پہلو دیکھنے کی عادت ایک اختیاری عمل ہے، یعنی آپ چاہیں تو مثبت طرز فکر (Positive Thinking) اور روشن نظری اپنا سکتے ہیں۔ پازٹیو ٹھکنگ کو سمجھا اور سیکھا جاسکتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص خوش غلطی یا مصوری سیکھ سکتا ہے اسی طرح پازٹیو ٹھکنگ کا اختیار کیا جاتا بھی سیکھا جاسکتا ہے۔ پازٹیو ٹھکنگ کو سمجھ کر اور سیکھ کر ایک شخص ذہنی دباؤ اور اسٹریس پر قابو پاسکتا ہے۔ مثبت طرز فکر کے ذریعہ ذہنی دباؤ اور اسٹریس کے منفی اثرات سے بچا جاسکتا ہے۔ اس کے ذریعہ ذہنی دباؤ اور

اسٹریس سے نجات بھی حاصل کی جاسکتی ہے لیکن اسٹریس پر قابو پانے کے باوجود ضروری نہیں کہ ذہنی سکون اور قلبی اطمینان بھی میسر آجائے۔ یہ کیفیات یقین، توکل اور استغنا کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں۔ انسان اپنے آرام و آسائش اور نفس کی تسکین کی خاطر، اسٹریس کے حصول کے لیے مادی دولت پر انحصار کرتا ہے۔ دولت یعنی روپے پیسے یاد رہے وہ دینار کی اہمیت سے ہرگز انکار نہیں۔ انسان کی ضروریات کی تکمیل کے لیے دولت ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ ہر انسان کو دولت یا وسائل کے حصول کے لیے کما حقہ کوشش ضرور کرنی چاہیے کیونکہ وہ ہم و دینار (دولت) زمین پر اللہ کی مہر ہے جو آدمی یہ مہر اپنے پاس رکھتا ہے اس کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ مادی دولت کی یہ اہمیت اپنی جگہ لیکن اس کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ مادی دولت جلد فنا ہو جانے والی نہایت بے وقاحت چیز ہے۔

مادی وسائل کی کمی یا زیادتی کا اسی یا حقیقی خوشی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حقیقی خوشی مادی آسائشوں سے، ظاہر سے نہیں ملتی۔ حقیقی خوشی تو خالص اور صاف ستھرے پانی کے چشمہ کی طرح باطن سے پھوٹتی ہے۔ حقیقی خوشی کا منبع (Origin) انسان کے اندر موجود ہے۔ اس مادی دنیا میں البتہ اس کے بعض اسباب ظاہر میں بھی موجود ہیں۔ بقول شاعر

نہ کلی ہے وجہ نظر کشی نہ کنول کے پھول میں تازگی

نقطہ اک دل کی گفتگو سبب نشا بہار ہے

بے شمار اولیاء اللہ اور عاشقین رسول ﷺ کے لائقہ اور واقعات انسان کے لیے خوشی، سکون اور اطمینان کے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ کئی اولیاء اللہ نے اس دنیا میں بظاہر کم مادی وسائل کے ساتھ زندگی بسر کی اور اپنی تمام تر توجہ اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی رشد و ہدایت کے لیے وقف کیے رکھی۔ بعض اولیاء اللہ تبلیغ و رشد و ہدایت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بڑے بڑے کاروبار کی نگرانی بھی فرمایا کرتے تھے۔

سچی خوشی اور اطمینان ان لوگوں کو ملتا ہے جن میں یقین، توکل اور استغنا پایا جاتا ہے۔ اصل دولت یقین کی دولت ہے۔ جو لوگ اللہ وحدہ لا شریک پر کامل یقین رکھنے والے ہیں وہ نہایت دولت مند لوگ ہیں، انہیں خوشحالی بھی میسر ہے اور سکون و اطمینان بھی، یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اور استغنا ان کے لیے خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

بِاِكْبَرٍ وَقَالَ يُوْسُفُ عَظِيْمٍ

2060 مریضوں کو ایک دوسرے کے ساتھ
سائنسدانوں کو ایسے شواہد ملے جن سے موت کے تین منٹ بعد تک
شیر کیا انہوں نے موت کے بعد ان کے
وائے واقعات کو بالکل درست اور اس بیان کیا
رضاکاروں میں ایک شخص نے اپنا تجربہ بیان کیا
اسے دل کے دورے کے دوران ڈاکٹر اور نرس دیکھا
زندہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مریض کا کہنا تھا
کہ وہ کمرے کے کنارے سے اپنے آپ کو زندہ کرنے
کی کوشش کا مشاہدہ کر رہا تھا۔

اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیو یارک کے اسٹنٹ
پروفیسر ڈاکٹر سیم پارنیا کا کہنا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ دل
کے رک جانے کے بعد دماغ کام نہیں کر سکتا، لیکن اس
معاظے میں شعور موت کے تین منٹ کے بعد تک
برقرار رہا۔ انہوں نے بتایا کہ اس شخص نے اس کمرے
میں ہونے والی تمام سرگرمیاں بیان کیں جس میں اہم
ترین بات مشینوں کی دوسپ کی آوازوں کے جواہوں
سے بتائیں جن سے ہمیں اندازہ ہوا کہ موت سے لگے
وائس زندہ کیے جانے کا وقت تین منٹ قبل ہی لگا

اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا دل دھڑکنا بند
ہو گیا ہے اور میں اپنے جسم سے پھسل کر باہر نکل رہی
ہوں۔... پہلے میں فرش پر پھٹی، پھر آہستہ آہستہ اوپر
اٹھے گی یہاں تک کہ میں ایک کاغذ کے پرزے کی
طرح اڑتی ہوئی چھت سے جا گئی....

وہاں سے میں صاف دیکھ رہی تھی کہ میرا جسم نیچے
بستر پر پڑا ہوا ہے اور ڈاکٹر اور نرسیں اس پر لپٹی آٹری
تھیں۔ آگیا رہے ہیں.... ایک نرس نے کہا "اوہ
خدا یا! یہ تو گئی".... اور دوسری نرس نے میرے جسم
کے منہ سے منہ لگا کر اسے سانس دلانے کی کوشش کی،
مجھے اس نرس کی گدی پیچھے سے نظر آ رہی تھی اور اس
کے بال مجھے اب تک یاد ہیں.... پھر وہ ایک مشین
لائے جس نے میرے سینے کو جھکے دیئے اور میں اپنے
جسم کو اچھٹا دیکھتی رہی....

یہ الفاظ ہیں ایک خاتون کے جو دل کے دورے کی
وجہ سے ہسپتال میں داخل تھیں۔ موت کے قریب وہ
جن لحاظ و کیفیات سے گزریں ان کی فیلیج کو اپنے تئیں
بیان کرنے کی کوشش کی۔

برطانیہ، امریکا اور آسٹریلیا کے 15 ہسپتالوں کے

زمان و مکان کے نالے بانے میں روح کی تلاش

ادارہ

Scanned By Amir

واضح کر سکیں کہ شائع ہونے والے تحقیقی مقالے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انسان کا باطن یعنی اس کی روت دراصل اس کا شعور ہے۔

مطابق ان کی معلومات بظاہر کافی قابل اعتماد ہیں اور جو کچھ انہوں نے بیان کیا وہ واقعی اس سرے میں ہوا تھا۔

ایک برطانوی نپم نے چار سال تک کے دل سے امراض کے مریضوں کا مطالعہ کیا اس دوران حاصل کردہ نتائج کا گہرائی سے تجزیہ کیا گیا۔ ان کی حاصل کردہ تجزیاتی رپورٹ کے مطابق تقریباً چالیس سے زائد مریضوں کا کہنا تھا کہ جب انہیں مرود قرار دے دیا گیا تھا اس وقت بھی ان میں کسی نہ کسی طرح کا شعور تھا۔ ماہرین کہتے ہیں کہ دل کی حرکت رُک جانے کے بعد دماغ میں سے تیس سیکنڈ کے اندر ہی کام کرنا بند کر دیتا ہے اور اس میں کسی بھی قسم کا شعور ہونے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔

کیا روح شعور ہے؟

اب تک سامنے آنے والی تمام مطالعاتی تحقیقات میں مختلف مقامات پر مختلف افراد نے جو کیفیات بیان کی ان میں سے چند بطور خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

- 1- تاریک سرنگ،
- 2- جسم سے علیحدگی،
- 3- مرے ہوئے رشتہ داروں اور دوستوں کو دیکھنا،
- 4- پوسٹھے ایک نورانی وجود،
- 5- پانچویں لہنی زندگی کے گزرے ہوئے واقعات کا نظارہ۔

تاہم اس نئے مطالعے کے دوران ایسے شواہد سامنے آئے جہاں دل کے مریضوں نے تین منٹ تک حقیقی زندگی کے تجربات بیان کئے۔ ان ہی میں سے ایک ابتداء میں بیان کیا گیا ہے۔

تاریک سرنگ سے گزرنے کے تجربے کو کسی نے یوں تعبیر کیا ہے کہ میں ایک تاریک خلا میں تیر رہا تھا، کسی نے کہا کہ یہ ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا اور کسی نے اسے اندھیرے غار کا نام دیا ہے۔ میں اس میں نیچے بیٹھے جا رہا تھا کسی نے اسے ایک کتوں سے تعبیر کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ وہ ایک تاریک وادی تھی، کوئی کہتا ہے کہ میں اندھیرے میں اوپر اٹھتا چلا گیا۔ مگر یہ بات سب نے کبھی ہے کہ ہمارے الفاظ اس کیفیت کو بیان کرنے کے لیے ناکافی ہیں، جس مشاہدے کو تمام افراد نے بڑی حیرت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ یہ تھا کہ وہ اپنے جسم سے اُٹھ ہو گئے۔

شعور کیا ہے؟

بات آگے بڑھانے سے پہلے اگر ہم یہ بھی سمجھ لیں کہ شعور کی تعریف دراصل سائنسی بنیادوں پر ہے کیا؟ اب تک شعور پر کی جانے والی تحقیقات کے مطابق اپنے آپ سے باخبر ہونے کو یعنی ہوش و حواس میں ہونے کو شعور میں ہونا کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں اسے consciousness کہتے ہیں۔ جبکہ طب و نفسیات میں اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ "شعور دراصل عقل کی وہ کیفیت ہے جس میں جس، خود آگاہی، دانائی پائی جاتی ہو اور ذاتی اور ماحولی حالات میں ایک ربط قائم ہو۔"

جسم سے باہر آنے کی اس حالت کو بعض افراد نے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ ہم ایسے نئے وجود میں آگئے تھے جو جسم نہیں تھا، اور بعض نے کہا کہ وہ بھی ایک دوسری قسم کا جسم تھا جو دوسروں کو دیکھ سکتا تھا مگر

یہاں شعور کا بیان اس سے ضروری تھا تاکہ ہم یہ





روح کو جسم سے الگ کرنے والی طالبہ

انسانی جسم اور روح کا تعلق بہت پیچیدہ ہے سائنسدان اور فلسفی مدتوں سے اس تعلق کو سمجھنے کے لیے کوشاں ہیں۔ نینڈا کی ایک چوبیس سالہ طالبہ نے سائنسدانوں کے سامنے جسم اور روح کے تعلق کا ایک نیا معرکہ آرا دیباچہ جس کے باعث صدیوں سے جاری تحقیق میں ایک اور پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ یونیورسٹی آف اوٹاوا (Ottawa) کی یہ طالبہ

بتاتی ہیں کہ وہ جب چاہتا اپنی مرضی سے غیر مرئی حالت میں اپنے جسم سے نکل جاتی ہیں اور بالکل اس طرح سے دنیا کی سیر کرتی پھرتی ہیں کہ ان کا جسم ایک جگہ پڑا ہوتا ہے اور وہ خود روحانی حالت میں کسی دوسری جگہ ہوتی ہیں۔

نیو رو سائنسدان گلین موہنی Gillian Mohny نے اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر اس طالبہ پر تجربات کیے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جب کہ جسم خوابیدہ حالت میں بالکل ایک مردد لاش کی طرح ہو جاتا ہے جبکہ وہ بعد میں اپنی گہری نیند جھکی کیفیت کے دوران پیش آنے والے تمام واقعات کے بارے میں بالکل درست انداز میں بتا دیتی ہیں۔

گلین نے جب طالبہ کے دماغ کا MRI سکن کیا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ روح کو جسم سے الگ کرنے کے بعد اس کے دماغ کی سرگرمی کسی بھی عام (دوران نیند) دماغ سے غیر مختلف متحرک دماغ جیسی ہے۔ انہوں نے اس منفرد دماغی کیفیت کے بارے میں پہلا خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ کی کیفیت Synesthesia کی ہی کوئی شکل ہے۔ ہیرین کا کہنا ہے کہ سنسٹھیسیا ایک ایسی کیفیت ہے، جس میں انسان ایک حواس (حسی اعضاء) سے دیگر حواس (حسی اعضاء) کا کام بخوبی لے سکتا ہے، یہ عام طور پر نہایت کمسن بچوں میں پائی جاتی ہے لیکن جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ ان کے خیال میں طالبہ کا جسم سے روح الگ کرنے کا تجربہ اسی کیفیت کی کوئی شدید حالت ہے۔

Source: Frontiers in Human Neuroscience February 2015

جن میں انسان اپنے آپ کو ماحول سے الگ محسوس کرتا ہے۔ بعض اوقات اس کا دماغ جھوٹے تصورات کو مرئی شکل دے دیتا ہے۔ ایسے میں اسے بعض پر فریب نظارے Hallucinations نظر آنے لگتے ہیں، ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ان افراد کو اسی قسم کی کسی کیفیت سے سابقہ پیش آیا ہو لیکن ڈاکٹر ریمنڈ موڈی نے نئی لوگوں کے بیرون جسم تجربات پر اپنی مشاہداتی رپورٹ میں تجربات پیش کئے۔ انہوں نے دونوں قسم کی کیفیات یعنی منشیات یا دواؤں کے زیر اثر پر فریب نظاروں اور روح کی جسم سے علیحدگی کا الگ الگ تجربہ کیا ان تجربات کے بعد ڈاکٹر ریمنڈ موڈی نے یہی رائے ظاہر کی ہے کہ جن لوگوں

دوسرے اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس حالت میں بعض افراد نے نظر آنے والے ڈاکٹروں اور نرسوں سے بات کرنے کی بھی کوشش کی مگر وہ لوگ ان کی آواز نہ سن سکے اور ہم اس بے وزنی کے عالم میں تیرتے رہے بلکہ اگر ہم نے کسی چیز کو چھونے کی کوشش کی تو ہمارا وجود اس شے کے آر پار ہو گیا۔

بہت سوال نے یہ بھی بتایا کہ اس حالت میں وقت ساکت ہو گیا تھا اور ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہم وقت کی قید سے آزاد ہو چکے ہیں۔

بعض ڈاکٹروں نے مریضوں کے ان بیانات اور تجربات پر یہ خیال ظاہر کیا کہ بعض منشیات اور دواؤں کے استعمال سے بھی ان قسم کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں

کی بنیاد بنتی ہے۔ سائنسدانوں نے اس کی تحقیق کے دوران یہ نظر یہ پیش کیا کہ سونے کے دوران جب ریم (RAM) سلیپ کا مرحلہ آتا ہے۔ جس میں عموماً خواب نظر آیا کرتے ہیں، درحقیقت یہ ریم سلیپ یا rapid eye movement کے دوران متحرک ہونے والے دماغ کے وہ نیورازنی ہیں جو کہ تجربات قریب الموت NDI کا سبب بنتے ہیں اور دماغی موت کی حالت میں بھی ان تجربات کے واقع ہونے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ چونکہ اس عمل میں حصہ لینے والا دماغ کا حصہ، ٹپلی جانب برین سٹیم ہوتا ہے جو کہ بالائی یا اعلیٰ دماغ کی موت کے باوجود بھی اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے۔

بہر حال مختلف تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں مختلف نظریات سامنے آتے رہے مگر عرصہ دراز سے ان سوالات کا تسلی بخش جواب تلاش کرتی ہوئی تحقیق میں انقلاب اس وقت برپا ہوا جب ڈاکٹر کس متعارف ہوئی۔

سائنسی تحقیقاتی میدان میں ڈاکٹر کس کو اپنی جدہ بنانے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ اب تک جو سائنسدان انیم کوئی انتہائی چھوٹا ذرہ سمجھتے آ رہے تھے۔ ان کے سامنے اب انیم کے اندر کی اس سے بھی زیادہ انتہائی چھوٹی باریک دنیا آ موجود ہوئی۔ یہیں ہم ڈاکٹر کس کا مختصر تعارف پیش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر کس:

یہ طبیعیات کی دو شاخ ہے جو توانائی اور مادہ کا آپس میں تعلق کا مشہور کرتی ہے۔ ڈاکٹر کس کے مطابق تمام کائنات کی حرکت مادی ہے اور اس میں حرکت توانائیوں کی وجہ سے ہے۔

سے انہوں نے انٹرویو کیا ان کے مشاہدات ان پر قریب نظاروں سے مختلف تھے۔ ڈاکٹر میلون مورس Melvin Morse نے اس احتمال پر زیادہ سائنٹیفک انداز میں تحقیق کرنے کے بعد اپنا حتمی نتیجہ یہ بتایا ہے کہ یہ مشاہدات ہیپوسٹیسس یا قریب قطعی طور پر نہیں تھے۔ اس کا مطلب یہ کہ موت کے تجربے سے گزرنے والوں کسی نہ کسی طرح کا شعور حاصل تھا۔ انہوں نے اس احتمال کہ شاید تجربات بیان کرنے والے لوگوں کے مذہبی تصورات ان کے ذہن پر اس طرح مسلط تھے کہ بے ہوشی یا خواب کے عالم میں وہی تصورات ایک محسوس واقعے کی شکل میں ان کے سامنے آ گئے، ڈاکٹر ریمینڈ مودی کا کہنا تھا کہ اس سوال کی تحقیق کے سلسلے میں جن لوگوں سے ان کی ملاقات ہوئی ان میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو مذہب کے قائل نہ تھے، یا اس سے اتنے یگانہ تھے کہ ان پر مذہبی تصورات کی کوئی اسکی چھاپ غالب نہیں آ سکتی تھی۔

تحقیقاتی دنیا کو یہ سوال پریشان کرتا رہا ہے کہ اگر یہ تمام واقعات حقیقت سے قریب تر ہیں اور ہیپوسٹیسس یا قریب نہیں ہیں تو پھر یہ مشاہدات کیا ہیں؟.... دو کون جسم ہے جو اس لمحے الگ ہو اور وہ زندہ جسم میں کہاں ہوتا ہے؟....

اس سوال کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے Kentucky یونیورسٹی کے طبی عملے نے قریب الموت افراد کے دماغ میں آلات کی مدد سے برقی فعلت کی موجیں ریکارڈ کیں اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ موت کے وقت دماغی نیورونز جب oxygen کی کمی کا شکار ہوتے ہیں تو ان میں برقی تحریک نمودار ہوتی ہے۔ یہ برقی تحریک ہی ان افراد کے دماغ میں تجربات بیرون جسم OBE جیسے تجربات

ہونے کا تجربہ اس وقت ہوتا ہے جب کو انٹم سبستانس جو روح کی تشکیل کرتا ہے نروس سسٹم سے نکل کر بالآخر کائنات میں داخل ہو جاتا ہے پروفیسر اسٹیوارٹ اور ان کے ساتھی سائنسدان Roger Penrose کہتے ہیں کہ ہماری روح دماغ کے خلیوں کی گہرائی میں موجود Microtubules یا MTs کا اصل جوہر ہے اور ان کے مابین اختلاط سے وجود میں آتی ہیں۔

مائیکروٹوبیولز کیا ہیں؟

مائیکروٹوبیولز دماغ کے Cytoplasm میں پائے جانے والے لکڑی ریشہ Tissue ہے جو خلیوں کے تقسیم ہونے یا دو لخت ہونے پر نکل کر بنا کر بنانے میں کام آتا ہے۔ یہ انتہائی باریک لچھے دار ساخت ہوتی ہیں جو ہر خلیہ میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ ہر خلیہ کی پہلی بنیادی تقسیم کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ خلیے کی حرکت اس کی ساخت اس کا کردار یہ تمام معلومات اور ہدایات مائیکروٹوبیولز ہی ان تک پہنچتے ہیں۔ چونکہ ان کی لہنی ساخت ایک باریک تلی کی طرح ہوتی ہے اس لئے ان کو مائیکروٹوبیول کہا جاتا ہے۔ جبکہ ان کا کیمیائی بناوٹی مادہ ایک پروٹین ہے جو ٹوبیولن کہلاتا ہے۔ ڈاکٹر اسٹیوارٹ ایمر آف کے مطابق ایکٹرون مائیکروسکوپ میں مشاہدے سے یہ بات سامنے آئی کہ ان مائیکروٹوبیولز میں ہمہ وقت ایک ارتعاشی عمل یا ایک مسلسل حرکت ہوتی رہتی ہے۔ اس کی رفتار کم سے کم ایک میکٹھ میں 40 بار لوٹ کی گئی ہے۔ مائیکروٹوبیولز کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نیند کے دوران مختلف درجات پر پیدا ہونے والی برین ویز یا اٹھا بیٹا تھین لہریں اور ان کی رفتار میں کمی زیادتی بھی دماغ کے انہی خلیات میں پائے جانے والے مائیکروٹوبیولز کی بدولت ہوتی

یہ سائنس کی دو شاخ ہے جس کے قوانین و نظریات کائنات کی ایٹمی یا جوہری ذرات جیسے بہت چھوٹی اور باریک ترین دنیا کے اندر موز کو جاننے کی کوششوں میں سرگرداں ہیں۔

مزید آسان الفاظ میں کو انٹم فزکس دراصل ایٹم کے انتہائی چھوٹے چھوٹے ذرات کے مطالعہ اور تحقیقات کا علم ہے۔

اب اگر غور کریں تو ابتداء میں بیان کردہ شعور کی تعریفیں بھی ادھوری اور نامکمل محسوس ہوتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ابھی تک شعور کی صحیح تعریف تک نہ تو فلسفہ پہنچ پایا ہے نہ ہی نفسیات اور نہ ہی طب۔ تاہم کو انٹم فزکس نے دماغ کی ان عجیبہ گتھیاں سلجھانے میں نئے درواکے کھلے ہیں۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ انسانی دماغ لہنی مادی حیثیت میں مختلف نیورونز سے مل کر بنا ہوا ایک مجموعہ ہے انہیں نیورونز کے فصائل ہونے سے حس بنتی ہے اور عقل و شعور پیدا کرتی ہے۔

شعور اور کو انٹم کمپیوٹر

اسٹیوارٹ ایمر آف Stuart Hameroff پروفیسر ایمر پطرس یونیورسٹی آف ایریزونا میں سینئر آف کاشنیش سنڈی ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر اور انسٹیسیالوجی اور سائیکولوجی کے پروفیسر ہیں۔ ان کے پیش کیے جانے والے نظریے

کو انٹم تیوری آف کونسیس نیس کے مطابق ہوش و حواس یعنی کہ شعور دماغ میں موجود کو انٹم کمپیوٹر کے لئے ایک پروگرام کی حیثیت رکھتا ہے جو کہ موت کے بعد بھی کائنات میں قائم رہ سکتا ہے۔ انہوں نے ایک دستاویزی فلم کے ذریعے وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ موت کے قریب ترین

1 انسانی دماغ کے تقریباً 100 ارب نیورونز ایک دو سرے کو سکلز بھیجے ہیں

1

2 ہر نیورون میں 3000 چھوٹے سسٹنڈر نما پولیمر
مائیکروٹیوبلز microtubules ہیں

2

3 ہر مائیکروٹیوبل میں موجود مائیکروٹریکے
پوجیڈ و جال lattice میں لاکھوں پروٹینی جز
ٹوبولین tubulin پائے جاتے ہیں

3



انستھیسیا دینے والے چند مریضوں کے سیلز کا جائزہ لیا گیا تو ہم نے ان کے دماغی خلیوں میں پائے جانے والے مائیکروٹیوبلز کی حرکت اور حالت میں واضح تبدیلی نوٹ کی۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ قریب المرگ زندگی سے تجربے سے یہ نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ مائیکروٹیوبلز اپنی کوآئیم حالت کو چھوڑ دیتے ہیں یا کہ یہ انفارمیشن جسم سے نکل کر کائنات میں واپس چلی جاتی ہے۔ اگر مریض دوبارہ ہوش میں آجاتا ہے تو یہ کوآئیم انفارمیشن دوبارہ مائیکروٹیوبلز میں واپس آجاتی ہے اور مریض کہتا ہے کہ اس نے تو موت کا منظر دیکھ لیا ہے۔ اگر یہ بحال نہیں ہوتا اور موت واقع ہو جاتی ہے تو اس انفارمیشن یعنی شعور سے رابطہ مکمل طور پر منقطع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس صورت میں یہ عین ممکن ہے کوآئیم انفارمیشن جسم سے باہر شاید ناقصی مدت تک کے لیے موجود رہے۔

ان کا مزید کہنا ہے کہ تحقیقات سے واضح ہوا ہے کہ مائیکروٹیوبلز میں موجود یہ کوآئیم انفارمیشن تباہ نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ تباہ ہو سکتی ہے۔ یہ محض تقسیم ہوتی ہے اور جسم سے رابطہ منقطع ہونے کی صورت میں

ہے۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ قدرت کا یہ اعلیٰ درجے کا اعصابی نظام اور اس کی فعالیت کا انحصار خالصتاً انہیں مائیکروٹیوبلز کی فعالیت اور ان سے جاری کردہ ہدایات پر ہے۔ مائیکروٹیوبلز کی اس سرگرمی کو جس کے تحت یہ ہدایات جاری کرتے ہیں کوآئیم انفارمیشن یا شعور کہہ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ہیمر آف اور ان کے ساتھ چین روز نے سائنسی چینل پر ورم ہولڈا کو منتر کی ذریعے حیات کا مائیکروٹیوبلز سے گہرے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ موت کی صورت میں جیسے ہی دل رکتا ہے خون کا بہاؤ بھی بند ہو جاتا ہے۔ اس دوران مائیکروٹیوبلز اپنی حالت بدساہتے ہیں۔ اس کے لئے وہ ایک مثال ایسے مریضوں کی بھی دیتے ہیں جنہیں سرجری کے لئے استھیزیا کے انجکشن لگا کر بے ہوش کیا جاتا ہے۔ جس کے بعد مریض کا رابطہ اپنی حیات سے عارضی طور پر منقطع ہو جاتا ہے وہ درد یا تکلیف محسوس نہیں کر پاتا اور نہ ہی ہوش و حواس میں ہوتا ہے۔ پروفیسر ہیمر آف کا کہنا ہے کہ اس صورت میں جب

ترکیبی ڈاکٹمنٹ

4 کسی مائیکرو کمپیوٹر میں کو اتم میکانیکل عمل کی طرف بہ نئیو سائنس میں نیو بن پر وٹین میں کھٹنے اور بند ہونے کا عمل جاری رہتا ہے



یعنی ہر نیورون میں ایک سینڈ میں دس ہزار صرب کاروائیاں ہو جاتی ہیں۔ انہی شعور اور ذہن انہی ان گنت کو اتم کاروائیوں سے تشکیل پاتا ہے۔ شعوری آگاہی اور کسی خیال کے آنے کا پوشیدہ حلقہ عمل زمان و مکان space-time کے انہی جانے پانے میں سرایت ہے۔



نو بیونز کی ہدایت پر عمل کیا ہے تو پھر یہ مائیکرو ٹوبیوں کس کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں؟

سائنسدان اس کا جواب ڈھونڈنے میں مصروف ہیں۔ سائنسی تحقیقات توفی اذیل خاصا وقت اور خاصے مراحل بھی درکار ہیں۔ بہر حال اگر اس لمحہ ذرا دیر صبر کر ہم اپنے اسلاف اور روشن ضمیر بزرگوں کی کتابوں اور ان کی تعلیمات پر غور فکر کریں تو اس کا جواب با آسانی پائیں گے۔

لوگوں و قلم اور نظریہ رنگ و نور میں قلندر بابا اولیاء اور حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی اعلیٰ فیبرک یا تانے بانے کی وضاحت اس طرف فرماتے ہیں کہ پورا کائناتی ڈھانچہ اور سارا مادی نظام لہروں کے تانے بانے پر قائم ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے اور آئن سٹائن کی نظریہ اضافیت کے بعد ثابت ہو چکا ہے کہ ہر شے دو رخوں پر قائم ہے۔ اسی طرح نور آدم بھی روشنی اور عنصر کا مجموعہ ہے۔

آپ وضاحت فرماتے ہیں کہ کائنات میں موجود کوئی بھی وجود دورخوں کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

ایک خاص وقت پر بالآخر کائنات میں پرواز کر جاتی ہے۔

اس تصویر کو آرچیسنر ریڈ آئیجیکٹوریو ریڈیشن کا نام Orchestrated Objective Reduction دیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں مصروف دونوں سائنسدانوں نے بیان کیا ہے کہ ہمارے دماغ کے نیورونز کے باہمی اشتراط سے مزین ہیں۔ جو شاید کائنات کے وجود میں آنے کے وقت بھی موجود تھیں۔ یہ حقیقت میں کائنات کے انتہائی اعلیٰ فیبرک سے تشکیل پائی ہیں۔ ڈاکٹر ہیر آف کے وضاحت کردہ اس اعلیٰ فیبرک کو ہم بتانا بھی کہہ سکتے ہیں۔

اعلیٰ فیبرک یا تانا بانا

یہاں آپ یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ اعلیٰ فیبرک کیا ہے؟ یا اس بتانا بانا سے کیا مراد ہے؟ دوسرا سوال یہ کہ ان مائیکرو ٹوبیوں کو اطلاع کہاں سے ملتی ہیں؟ اگر زندگی سے تعلق رکھنے والا ہر خلیہ ان مائیکرو

مقداریں مختلف نوعوں، جمادات، حیوانات، نباتات، بشمول آدمی کی صورت میں ہمیں نظر آتی ہے۔ یعنی اس تانے بانے میں مرکب لہر پر نقش و نگار بنتے ہیں اور روشنی کی مفرد لہر زندگی کے ان نقش و نگار کو فیڈ کرتی ہے۔

اس جملے کی وضاحت اس طرف کی جا سکتی ہے کہ جس رخ کا دنیا میں ظہور ہوا وہ دیت یا مکانیت ہے اور جو رخ بظاہر نظر نہیں آتا اس میں ظاہر ہونے والے ان نقش و نگار کی اطلاع یا انفارمیشن موجود ہے۔ یعنی کہ باطن زمانیت یا روشنی ہے جو زندگی کو فیڈ کرتی ہے۔

قندر بابا اولیاء کے بتائے ہوئے ان کلیات کے مطابق اگر کسی بھی وجہ سے روشنی کی اس آہری یا مفرد لہر کا مرکب لہر پر نقطہ ہو جائے تو انسان کو OBE بیرون جسم تجربات کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک انتہائی سادہ اور جامع مثال نیند کے دوران خواب کی حالت ہے۔ ہم گہری نیند میں ہوتے ہوئے بھی خواب کے دوران بیداری کے حواس کی طرح کھاتے پیتے بھی ہیں، چلتے پھرتے بھی ہیں۔ اگر خواب میں ڈر جائیں تو بیدار ہونے پر ہم اس ڈر کو محسوس کرتے ہیں۔ کوئی چوٹ لگے تو اس کے درد کو محسوس کرتے ہیں جبکہ بحیثیت مادی جسم ہم بستر پر تقریباً جان حالت میں پڑے ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ہیبر آف اور چین روز کی تھیوری آف کونشنیشن اور مائیکرو ٹوبولوجی کے کردار پر بحث سے کم سے کم یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب سائنسدان شعور کے ساتھ لاشعور اور زمان و مکان کے اس تانے بانے کو صحیح رخ پر سمجھ پائیں گے اور جسد یا ہر سائنسی شواہد کے پراسوں کو اس کے شواہد سائنسی بنیادوں پر پیش کریں گے۔



کتاب لوح و قلم میں حضور قندر بابا اولیاء روشنی کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روشنی خلاء ہے۔ اس خلاء کا ایک وجود ہے۔ خلاء کا وجود ہے تو اس میں حرکت بھی ہے یعنی خلاء میں مسلسل ایک ارتعاشی عمل جاری ہے۔ جس کا سفر ازل سے ابد تک طرف ہے۔ اب خلاء کی آہری حرکت کو مفرد لہر یا نمہ مفرد کہا جاتا ہے۔ درحقیقت یہی مفرد آہری لہر ہی ہے جو تمام حیات کی بنیاد یا بسط یا بیس Base ہے۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ کائنات میں موجود ہر شے کی زندگی کی بنیاد اسی روشنی کی آہری مفرد لہر کی حرکت پر قائم ہے۔ جب روشنی کی اس آہری مفرد لہر میں اتنی سمت میں دوسری مرکب لہر کا اضافہ ہوتا ہے تو تانے بانے کی صورت میں ایک جال یا گراف کی تشکیل ہوتی ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح دھاؤں کی انتہائی باریک ڈوریں عمودی اور افقی سمت میں ایک دوسرے میں بہت ہو کر ایک پڑے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ دھاؤں کی ڈوریں بظاہر ایک دوسرے سے ملتی ہیں مگر آتی ہیں مگر ایک دوسرے سے الگ بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح روشنی کی دو لہریں مل کر تانے بانے بنتی ہیں جن کے درمیان موجود کشش کا قانون انہیں ایک دوسرے میں توازن کے ساتھ بہت یا جوڑے رکھتا ہے۔ اس تانے بانے کو قندر بابا اولیاء نے اپنی کتاب لوح و قلم میں نمہ کا نام دیا ہے۔

یہ تانے بانے ہی ہے جو زمان و مکان کہلاتا ہے۔ شعور لاشعور کہلاتا ہے۔ جس میں حیات کے ضد و خال تشکیل پاتے ہیں۔ مخلوق کے نقش و نگار بنتے ہیں۔ آپ مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ ہر تخلیق کے لئے اس تانے بانے کی تشکیل معین مقداروں پر ہوتی ہے۔ یہی معین

مائڈ فلنسیس

ہر حال میں خوش رہنا سیکھیں



قسط نمبر 3

لباس انسانی جسم کے ساتھ انسانی ذہن پر بھی مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔ کائن آپ کے جسم کے مساموں کو سانس لینے کے قابل رکھتا ہے اور ٹھنڈک کا احساس بھی برقرار رکھتا ہے۔

شابینہ جمیل

اس بات کی تو آپ سب تائید کریں گے کہ شدید گرمی میں آپ سوتی لباس میں جتنا زیادہ خود کو پرسکون محسوس کرتے ہیں وہ سکون آپ کو ریشم یا کسی اور میٹریل میں نہیں ملتا۔ اس کی ایک سائنسی توجیہ یہ ہے کہ سوتی لباس کا بنیادی میٹریل یعنی کاشن یا کپاس ایک خاص اور قدرتی یا سائنسی زبان میں آرگینک منریل ہے۔ ایسا نہیں کہ سوتی لباس کا

استعمال صرف گرمیوں میں ہی بہتر ہے بلکہ ہر موسم ہر علاقے میں سوت سے بنا ہوا ہلکا بھاری یا موٹا ہر طرح کا لباس آپ کے جسم کے ساتھ آپ کے ذہن کو بھی اختشارت بچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ارے ارے کاشن کی اتنی زیادہ تعریفیں سن کر آپ حیران مت ہوں۔ ایسا کیجئے تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ محض ایک ہفتہ اپنے ہر طرح کے لباس میں صرف کاشن کے

ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ اس ماہ کے شمارے میں ہم آپ کو بتائیں گے کہ اپنے ہی خاص مقصد کو پانے میں مائڈ فلنسیس کی کون سی ٹیکنیکس کس طرح مددگار ثابت ہوں گے۔ ان ٹیکنیکس کے ساتھ چند بنیادی مشقیں بھی ضروری ہیں۔ بھرپور کامیابی کے لیے تکنیک کے ساتھ ان مشقوں پر باقاعدگی کے ساتھ عمل بھی کرنا ہے۔ تو پھر شروع کرتے ہیں پہلے ان بنیادی مشقوں سے۔

پونہوں مشق

سوتی لباس کا انتخاب

حضرات ہوں کہ خواتین زیادہ سے زیادہ سوتی لباس کو ترجیح دیجیے۔

سوتی لباس ہی کیوں....؟

سوتی لباس کا انتخاب ہر موسم میں سب سے بہترین ہے۔ یہ آپ کے جسم کو آرام پہنچاتا ہے اور قدرتی آرگینک میٹریل سے تیار ہونے کے باعث اس کے پہننے والوں کو جدی الرجی skin allergies ہونے کے امکانات بہت ہی کم ہوتے ہیں کہ نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی اکثر اپنے مریضوں کو کاشن کا لباس پہننے کی ہدایت دیتے ہیں۔ ایک نشست میں اس کی افودیت بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ سوتی

مئی 2015ء

Scanned By Amir



پانہو میں مشق

پانہو میں مشق کرنے کے لیے پانہو میں مشق کرنے کے لیے پانہو میں مشق کرنے کے لیے

روز پودوں کو پانی دیجیے

پودوں کو پانی دینے کی عادت ڈالئے۔ اگر آپ کا گھر چھوٹا ہے یا آپ بڑے درخت یا پودے نہیں لگا سکتے تو ایک چھوٹا سا مٹی پلانٹ یا گلد رکھ لیجیے۔ کچھ نہیں تو اس میں ہر ادھیہ کی ڈال دیجیے۔ بس اس کا روز خیال رکھنا ہے۔ اچھا ہے آپ کے ہاتھ کی لٹی سبزی گھر میں پانے کی یا پھر ہر ادھیہ اس میں ڈالے گا تو آپ خوشی کے جس احساس سے گزریں گے وہ ہم نہیں آپ ہی ہمیں اور دوسرے کئی لوگوں کو بتائیں گے۔

اور ہاں.... جب پودوں یا ایک ہی پودے کو پانی دینا تو اسے مسکرا کر ضرور دیکھئے گا۔ اب یہ پڑھ کر آپ ایسے ہی مسکرا دیئے۔ بلکہ کچھ دوست تو فہم پڑے۔ دیکھئے اس کی ایک چوری سا سنسی وجہ ہے جو ہم اٹھی اقساط میں بیان کر دیں گے۔ طرئی الحال یہ سمجھ لیجئے کہ مسکراتے ہوئے پانی ڈالنے کے فوائد ان آت میں اور بہت اس عمل کے مثبت اثرات ہیں۔ جن پر تفصیل سے بات کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اب آجائے خاص تکنیک کی جانب

مائسٹر فلنسیس تکنیک

اگر میں آپ سے پوچھوں کہ آپ کی سب بڑی خواہش کیا ہے جو آپ اس تکنیک کے ذریعے پورا کرنا چاہیں۔ تو شاید کئی قارئین سوچ میں پڑ جائیں گے۔ وجہ اس کی یہ نہیں کہ آپ کی کوئی خواہش نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پے دم نکلے تو جناب اب مسئلہ یہ ہے کہ ان ہزاروں خواہشوں



بنے ہوئے لباس کا انتخاب کیجئے

اور پھر ایک نئے بعد دوسرے میزبل کا استعمال کیجئے فرق آپ خود محسوس کریں گے۔ تو اب کائن پہننے کی مشق آج سے ہی شروع کر دیجئے۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف کائن ہی پہننا ہے۔ ہم نے کب زیادہ سے زیادہ کائن کے لباس کا استعمال کیجئے۔ یعنی تیس دنوں میں تم سے تم پچیس دن تو ضرور سوتی لباس پہنیے۔ اس دوران ایک خاص کام جو آپ نے کرنا ہے وہ یہ کہ اپنے لباس کے لمس کو محسوس کرنے کی کوشش کیجئے۔ محسوس کیجئے کہ یہ لمس آرام دہ ہے یا اس سے بے آرامی محسوس ہو رہی ہے۔ آپ کا جسم اس لباس کے لیے چھین کا احساس ہے یا نرمی کا خوش گوار احساس ہے۔

یہاں آپ اعتراض کر سکتے ہیں جناب چھوتی موٹی دعوتوں میں بھی کیا سوتی لباس پہنیں! تو بھی مرد حضرات کو شاید اس پر اعتراض نہ ہو مگر ہم پہننے سے بتاتے دیتے ہیں کہ خواتین کے لیے بھی بہانے کی گنجائش اس لئے نہیں ہے کہ اب پاکستان میں لان مختلف برانڈز اور ناموں کے ساتھ ایسے دیدہ زیب پرٹ اور ڈیزائن میں دستیاب ہے کہ یہ لباس باسانی دعوتوں میں بھی پہنے جاسکتے ہیں۔ اس کا دہرہ قاعدہ یہ ہے کہ ایک تو آپ فیشن ایبل کی سنٹ میں آجائیں گی اور دوسرے آپ کے جسم کے ساتھ آپ کا ذہن بھی آرام محسوس کرے گا۔ اس طرح آپ دعوت سے بھی زیادہ ہلف اندوز بھی ہو سکیں گے۔

کرتے ہیں۔ سائنڈ فلٹس ٹینک کی اس کا پہلا مرحلہ پیش خدمت ہے۔

سب سے پہلے اپنے گھر میں اپنے سب سے پسندیدہ گوشے کا انتخاب کیجئے۔

یہ پسندیدہ گوشہ آپ کے کمرے میں بھی ہو سکتا ہے یا کسی اور حصے میں بھی جیسے کہ ڈرائنگ روم یا میزوں یا پھر برآمدہ۔ یہاں پسندیدہ سے مراد آپ کے گھر کا وہ حصہ ہے جہاں آپ خود کو پرسنوں اور خوش محسوس کر سکتے ہیں۔ نوٹ کیجئے کہ آپ اپنا زیادہ وقت کہاں گزارتے ہیں۔ خاص طور پر جب گھر میں کسی سے اختلاف رائے ہو جائے یا پھر کوئی ایسی بات کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے اٹک تھلک بیٹھنا چاہیں تو کہاں کارب کرتے ہیں۔

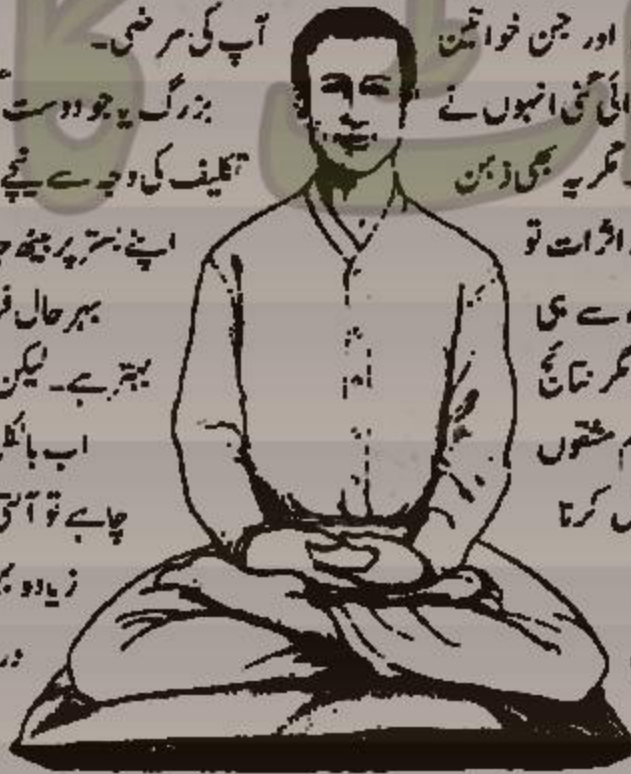
بہتر چاہے کوئی بھی ہو۔ آپ کی پسندیدہ ہو اور آپ وہاں نسبتاً زیادہ آرام دہ اور کمپرٹ محسوس کریں۔

اب بیٹھنے کے لئے آرام دہ نشست کا اہتمام کیجئے۔ اگر فرش پر بیٹھ جائیں تو بہت اچھا ہے۔ فرش کی سختی سے بیٹھنے کے لئے کوئی کوشش یا تدابیر نہ کیجئے۔ یہ آپ کی مرضی۔

بزرگ یا جو دوست گھنٹوں میں درد یا کسی اور تکلیف کی وجہ سے بیٹھ نہ بیٹھ سکیں وہ کرسی پر یا اپنے بستر پر بیٹھ جائیں۔

بہر حال فرش پر بیٹھنا ہر طرح سے بہتر ہے۔ لیکن پابندی نہیں۔

اب بالکل آرام سے بیٹھ جائیے۔ چاہے تو آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائیں یہ زیادہ بہتر ہے۔ اگر گھنٹوں میں درد ہے یا آلتی پالتی مار کر نہیں بیٹھ سکتے تو کوئی



میں سے اصل میں ہم کیا چاہتے ہیں؟ چند قریبی دوستوں نے جواب دیا کہ ہزار خواہشیں پوری ہونے کے باوجود بھی ایک کمی کچھ ادھور اپن سا رہ جاتا ہے یا کئی دوستوں کا کہنا ہے کہ جب خواہش یا مقصد پورا ہو جائے ہے تو لگتا ہے کہ اصل میں ہماری خواہش یا گول یہ نہیں تھا بلکہ یہ تھا....

اگر آپ اس ٹینک سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو پھر اس کے لئے سب سے پہلے اپنے ذہن کو چھاننا ضروری ہے۔ یاد رکھئے ذہن خالی نہیں کرنا بس ذہن کی وارڈ ڈوب کر ترتیب دینا ہے۔ اس عمل سے آپ با آسانی اپنی خواہشات کو اپنی چاہ کو صحیح معنوں میں سمجھ سکیں گے۔ یہ اس ٹینک کا پہلا مرحلہ ہے۔ یاد رہے اس ٹینک کے ساتھ مندرجہ بالا مشقوں کا جاری رہنا بھی ضروری ہے۔ جس میں ہم بتدریج اضافہ بھی کرتے چھے جائیں گے۔

یہ اسی سلسلے کی ابتدائی مشق ہے۔ اسے آپ مائنڈ فلٹس میڈیٹیشن بھی کہہ سکتے ہیں۔ سڑکیں اور ڈپریشن سے نجات میں ان مشقوں کے انتہائی حیران کن اور مثبت نتائج سامنے آئے ہیں اور جن خواتین حضرات کو بھی یہ میڈیٹیشن کروانی گئی انہوں نے انتہائی خوشی اور سکون محسوس کیا۔ مگر یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ اس میڈیٹیشن کے اثرات تو آپ کے جسم اور ذہن پر ابتداء سے ہی مرتب ہونا شروع ہو جائیں گے۔ مگر نتائج سامنے آنے کے لئے بتائی گئی تمام مشقوں اور ہدایات پر باقاعدگی سے عمل کرنا ضروری ہے۔

تو جناب مائنڈ فلٹس کی ان مشقوں کے ساتھ اب بات

بس اپنی توجہ سانس پر مرکوز رکھئے گا۔ اس ہوا کو گہرائی سے محسوس کرنے کی کوشش کرتے رہئے جو آپ کے جسم میں داخل ہو کر آپ کو آکسیجن فراہم کر رہی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کی صورت میں زہریلے مادوں کو باہر نکال رہی ہے۔ بس محسوس کیجئے کہ آپ اس دنیا میں وجود رکھتے ہیں۔

ایک ان دیکھی ان چھوٹی ہوا ہے جو آپ کے سانس لینے کے دوران ناک کے نختوں سے آپ کے جسم میں داخل ہوتی ہے اور سانس باہر نکالتے ہوئے آپ کی تمام تھکاوٹ اداسی پریشانی مایوسیوں ساتھ لے کر باہر نکل جاتی ہے۔

اور پھر نئی تازگی ہوا جسم میں داخل ہوتی ہے اور یہی عمل بار بار دہرائی ہے۔

اس لمحے احساس کیجئے کہ آپ کے جسم کی صفائی کا کتنا اہم عمل قدرتی طور پر جاری و ساری ہے اور آپ کو اس کی خبر تک نہ تھی۔

احساس کیجئے کہ آپ اس دنیا میں وجود رکھتے ہیں احساس کیجئے کہ قدرت نے آپ کے حصے کی ہوا آپ کے لیے مختص کر دی ہے کیونکہ آپ دنیا میں موجود ہیں۔

پھر چاہے آپ کسی آدمی کے لئے اہمیت رکھیں یا نہ رکھیں قدرت کے لئے آپ اہم ہیں۔ قدرتی وسائل آپ کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں۔ اس خدمت پر پر نہ تو کوئی مل ہے نہ ٹیکس اور نہ ہی کوئی اور ادائیگی۔

اس میڈیشن میں دورانیے کی کوئی قید نہیں جتنی دیر آسانی سے بیٹھ سکیں اسی احساس میں بیٹھیے۔ جب جسم کو عادت ہونے لگے تو دورانیہ کم سے کم دس منٹ رکھئے۔

بات نہیں آپ کسی بھی آرام دو حالت میں بیٹھ جائیے۔ اب اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیجئے لیکن کمر اور گردن کو سیدھا رکھیے۔

دھیان رہے کہ آپ نے کمر اور گردن کو سیدھا رکھنے کی کوشش کرتی ہے اسے اترانا نہیں ہے۔ اگر کمر میں درد ہے یا درد محسوس ہو تو ٹیک لگائیے۔

اب آپ آنکھیں بند کر لیجئے۔ اس لمحے اگر کوئی خیال آپ کو آنکھیں بند کرنے سے روکے تو اسے نظر انداز کیجئے۔ خیالات چاہے کتنی ہی رفتار سے آنا شروع ہوں انہیں آنے دیجئے، جانے دیجئے۔

اب یقیناً آپ سانس تو لے رہے ہیں۔ سانس لینے کے دوران جو ہوا اندر داخل ہو رہی ہے اور خارج ہو رہی ہے اس پر اپنی توجہ مرکوز کر دیجئے۔ اس ہوا کو محسوس کرنے کی کوشش کیجئے سانس لیتے ہوئے پیٹ کو پھلائے اور سانس خارج کرتے ہوئے پیٹ کو اندر کر لیجئے۔ اس مشق میں خود کو اتنا مہر کر لیجئے گا کہ آپ سانس کچھ دیر کے لیے روک سکیں۔ خیر یہ تو آگے کا مرحلہ ہے۔ ابھی تو بس اپنی ساری توجہ اس ہوا پر رکھیے جو سانس کی آمد و رفت میں جسم کے اندر جاری ہے اور باہر خارج ہو رہی ہے۔

سانس کی اس مشق کے دوران دوسرا کام جو آپ نے کرنا ہے وہ یہ کہ آنے والے خیالات یا کوئی بھی احساس خوشی کا ہو تو کبھی اچھی بات ہے، مگر کسی تکلیف درد کا بھی ہو یا کوئی اندیشہ غم پریشانی کا ہو اس سے بالکل بھی نہیں مہرانا ہے۔ انہیں قبول کیجئے کسی بھی احساس کو زبردستی مت جھٹکیے۔

اور سب سے اہم آپ آنے والے ان خیالات اور احساسات کو کوئی نام مت دیجئے۔ یہ اچھے ہوں یا برے خوشی کے ہوں یا غم کے۔

ہوتے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح آپ اپنی سانس کے آنے جانے سے لطف اندوز ہوئے۔

مانندِ قل نہیں کے بارے میں کوئی سوال ذہن میں آئے یا کسی مشق کے حوالے سے کوئی وضاحت درکار ہو تو روحانی ڈائجسٹ کے پتے پر بذریعہ ای میل یا خط رابطہ کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ اعلیٰ قسط میں ہم اس کے مزید مرحلوں اور مشقوں پر بات کریں گے۔

(حبابی ہے)



میڈیشن کے بعد تھوڑی دیر اسی حالت میں رہئے۔ ایک دم سے یا فوری نہیں اٹھنا ہے۔ آنکھیں بھی آہستہ آہستہ کھولنی ہیں۔

اس مشق کو اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کبھی آسمان پر اڑتے پرندوں یا کسی خوبصورت نظارے پر ہماری توجہ اتنی گہری ہو جاتی ہے کہ نہ تو ٹریفک کا شور ہمیں ڈسٹرب کرتا ہے ناکسی کی موجودگی اس المہاک میں محفل ہوتی ہے۔ ہم اس پاس کے ماحول سے بے خبر ہو کر اس منظر سے لطف اندوز

پاکستان ہیرالڈ پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ اور ڈان میڈیا گروپ کے ڈائریکٹر مسعود حامد، جمعہ 17 اپریل 2015ء کو کراچی میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے جاں بحق ہو گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ



ان کی عمر 57 برس تھی، مسعود حامد مرحوم کی نماز جنازہ اور تدفین میں عزیز واقارب کے علاوہ دوستوں، ان کے دفتر کے ساتھیوں، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، ایڈورٹائزنگ سے تعلق رکھنے والے لوگوں اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے شرکت کی۔

مسعود حامد پچھلے 28 برس سے پاکستان ہیرالڈ پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ سے وابستہ تھے، اپنی بہترین قائدانہ صلاحیتوں کے باعث مسعود حامد نے ڈان گروپ کے لیے بہترین مارکیٹنگ مینم تشکیل دی۔

مسعود حامد آئل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی (اے پی این ایس) آئل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی کے سیکرٹری جنرل بھی رہ چکے ہیں۔ مسعود حامد اخباری صنعت کی ترقی کے لیے بھی متحرک رہے، وہ میڈیا انڈسٹری کی ہر و اعزب شخصیت تھے۔

انہوں نے لواحقین میں اہلیہ، ایک بیٹی اور بیٹا چھوڑا، اور ان کی ایک صاحبزادی بھی صحافت کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسعود حامد مرحوم کی مغفرت ہو، انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا ہو اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہو۔ قارئین سے بھی مسعود حامد مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔



ڈاکٹر وقار یوسف عظیمی کی کتاب

نظر بد اور شر سے حفاظت



قرآنی آیات، احادیث نبوی ﷺ اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں نظر بد، حسد، سحر کی وضاحت اور

ان سے نجات و حفاظت کے لیے اور ادو ظائف.... اس کتاب میں جنات کی حقیقت اور انسانوں کے ساتھ جنات کے رابطوں اور تعلقات کا تذکرہ بھی شامل ہے۔

اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب فرمائیں یا بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک گھر بیٹھے منگوانے کے لیے رابطہ کریں

سرکولیشن ڈیپارٹمنٹ، مکتبہ روحانی ڈائجسٹ

1-D, 1/7 ناظم آباد، کراچی 74600۔ فون: 021-36606329

ای میل: manager_roohanidigest@yahoo.com

روحانی ڈائجسٹ



جب حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے وسطی ایشیا کے آریا گھڑ سوار یورپ، مغربی اور جنوبی ایشیا میں پھیلنے شروع ہوئے تو جہاں جہاں بھی انھوں نے بستیاں بسائیں وہاں وہاں کے ہو رہے۔ یورپ میں یہ آریا سلاوگ اور جرمن ہو گئے۔ ایشیا میں ایرانی اور جنوبی ایشیا میں ہندو جڑاتے گئے۔

یہ یمن سے آنے والا چاؤش بھسے کتنی بھی باتیں کر لے۔ آج ذمہ داری سو برس بعد بھی اس کی آٹھویں نس خواب میں یمن ہی دیکھتی ہے۔ چودہ سو برس پہلے کے خطبہ حجۃ الوداع کے بعد بھی عربوں کا تصور دنیا آج بھی دو حصوں میں بنا ہوا ہے۔ عربی (صاحب اللسان) اور عجمی (اجنبی اور گونگے) جو عرب اس نسیات سے بظاہر انکار کریں انھیں ذرا دس منٹ کرید کے دیکھیے پھر وہ آپ کو دیکھ لیں گے۔

اور یہ صرف عربوں کا ہی حال نہیں۔ صحرائے اعظم کا برابر اور ناٹھیر یا کابلانی مسلمان ہو کہ ہتسمہ زہد جنوبی سوڈانی عیسائی زادہ۔ خود کو بیچ ڈالنے کا نظر اور افریقی شناخت کسی قیمت فروخت نہیں کرتا۔ رہا جنوبی ایشیا تو یہاں کے بنگالی بھسے مسلمان ہوں کہ غیر مسلم وہ اپنی جڑیں بنگال میں ہی دیکھتے ہیں۔ انھیں زمین زادہ ہونے پر اتنا ہی فخر ہے جتنا ہندو یا مسلمان یا بودھ ہونے پر۔ یہی حال ملے اور انڈونیشیائیوں کا بھی ہے۔ عقیدہ بھننے کچھ بھی ہو مگر جانتے ہیں کہ ان کا جینا مرنا اپنی ہی بھومی سے وابستہ ہے۔ ان کے پرکھے ہزاروں برس پہلے کہیں سے

آریاؤں کے برعکس سامی انفس یہودی سازھے تین ہزار سال کی در بدری کے باوجود آج بھی نجد کی، اذلی امت کے طور پر کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ لیکن اس دوران انھوں نے ہم از کم ایک مرکز ایسا ضرور بنا لیا جو یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہودی بھنے کسی بھی ملک میں رہتا ہو پہلے یہودی ہے پھر کچھ اور۔ اس لیے دنیا کے کسی کونے سے جو بھی یہودی چاہے اپنی غیر اسرائیلی شناخت سمیت اسرائیل میں آباد ہو سکتا ہے۔ آ کے پھر جا سکتا ہے اور جا کے پھر آ سکتا ہے۔ ہم ہمیشہ یہی حال سامیوں کے دوسرے گروہ عربوں کا بھی ہے۔ وہ اسلام سے پہلے بھی عربی ثقافت میں جلتے تھے اور اسلام کے بعد بھی عرب خصوصیت دماغ سے نہ نکال پائے۔۔۔ جتنے عرب سعودی ہے اتنا ہی عرب شامی اور مصری بھی ہے اور جتنا عرب ایک مسلمان ہے اتنا ہی عرب ایک فلسطینی و لبنانی عیسائی بھی ہے اور جتنا عرب ایک کویتی ہے اتنا ہی عرب ایک عراقی شیعہ بھی۔

دن کی صنعت عظیم کی فوج میں بھرتی کے

آئے بھی ہوں گے تو ان کی بلا سے۔

اور بنگال مسلمان نکال دیے جائیں تو باقی سب اپنے
ڈانڈے آج بھی برصغیر سے باہر تلاش کرتے ہیں۔

مثلاً سب سے زیادہ سید جنوبی ایشیا میں ہیں اور
سب کے شجرے ایران، بخارا اور حجاز سے شروع ہو
کر وہیں ختم ہوتے ہیں۔ یقیناً متغولوں کے حملوں کے
بعد سے بالخصوص بخارا و سمرقند، ایران اور عربستان
سے لوگوں نے برصغیر کی جانب ہجرت کی۔ مگر کیا یہ
تمام کے تمام خما، صوفیا اور اثر افیہ ہی تھے؟ کوئی ایک
آدھ ترکھان، جولانہ، لوہار، مزدور اور کاشتکار بھی تو ان
علاقوں سے آیا ہو گا؟ وہ آج کہاں ہیں؟

کہا جاتا ہے ہندوستان پر مسلمانوں نے ایک ہزار
برس حکومت کی۔ خاندان غلاماں سے مغلوں تک
سب یہیں آکر بسے، مقامی رسوم و رواجات سے بھی
متاثر ہوئے اور اپنی روایات سے مقامی لوگوں کو بھی
متاثر کیا۔ دفن بھی یہیں ہوئے لیکن خود کو مرتے دم
تک ہندوستانی کے، بجائے ترک، مغل اور افغان بچہ ہی
کہتے رہے اور کہتے ہیں۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ سلطنت
مغلیہ کے زوال کے بعد سے بیشتر مغل آخر پنجاب میں
ہی کیوں پائے جاتے ہیں؟ پاکستان کے دیگر صوبوں میں
اتنے کیوں دکھائی نہیں دیتے۔ اور ساری مغلیہ مغل
کھانوں پر ہی کیوں ختم ہو جاتی ہے۔

اسی طرح بہت سے پشتونوں کا خیال ہے کہ وہ
مقامی یا آریائی النسل نہیں بلکہ بنی اسرائیل کا بارہواں
گمشدہ قبیلہ ہیں۔ تو پھر باقی گھیر و قبیلوں کے وارث
انھیں اپنا گمشدہ بھائی تسلیم کیوں نہیں کرتے....؟

سندھی اتنے قوم پرست ہیں کہ مرسوں
مرسون سندھ نہ دلیوں۔ لیکن جہاں جڑوں کی بحث
چھڑتی ہے تو کمبوز سے اور داؤد پوتر سے فوراً سلطنت

مگر (سوائے بنگال) جنوبی ایشیا کے مسلمان کون
ہیں؟ اگر تو یہ اسی دھرتی کے ہیں تو پھر جہاں جہاں کے
دیکھتے ہیں اور اگر یہ باہر کے ہیں تو پھر جہاں جہاں کے
بھی ہیں وہاں وہاں کے انھیں اپنا کیوں تسلیم نہیں
کرتے۔ یہ کب تک شناخت کے صحر میں بھٹکتے رہیں
گے اور ان کی روحوں کو کب قرار آئے گا اور دماغ و
دلی کب سمجھیں گے کہ تمہارا اصل کس مٹی میں
ہے؟ کئی لوگ اقبالیات میں پناہ لیتے ہوئے یہ بھول
جاتے ہیں کہ ترانہ ہندی کہنے والے اقبال کا پن
اسلام ازم نسلی تفاخر سے نہیں ممکنہ سیاسی یکجہتی کی
کوہ سے پیدا ہوا تھا۔

مگر میں جب اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالتا ہوں تو
بہت کم ایسے مسلمان نظر آتے ہیں جو خود کو یہیں کا
کہتے ہوں اور اپنی شناخت باہر ڈھونڈنے میں فخر نہ
محسوس کرتے ہوں۔

آپ خود ہی سوچنے کے محمد بن قاسم سے بہادر
شاہ ظفر تک عرب، ایران، افغانستان اور وسطی ایشیا
سے زیادہ سے زیادہ کتنے ترک، پھان، ایرانی، کرد،
کائیشیائی فوجی، امراء، درویش یا ہنرمند آکر برصغیر میں
بسے ہوں گے؟ دس لاکھ، بیس، تیس لاکھ، پچاس
لاکھ، حد ایک کروڑ۔ آج بھارت اور پاکستان میں
مسلمانوں کی مجموعی تعداد اڑتیس سے چالیس کروڑ
کے درمیان بتائی جاتی ہے (یہ آبادی پورے مشرق
وسطی اور شمالی افریقہ کے مسلمانوں سے زیادہ ہے)۔

حقیقت یہ ہے کہ ان چالیس کروڑ میں سے
نوسے فیصد وہ ہیں جن کے آباد اجداد صوفیا کے طفیل
مسلمان ہوئے۔ لیکن ان میں سے اگر جاٹ راجپوت

اسی سبب ان مقامات سے ان کی عقیدت بھی باقی دنیا کے مسلمانوں کے مقابلے میں دو چند ہے لیکن جب انھی مسلمانوں کا آج کے کسی ایرانی، ترک یا عرب سے سامنا ہوتا ہے تو وہ انھیں ہندوستانی اور پاکستانی کے کچھ نہیں سمجھتا۔ اپنے ہی ملک میں تین تین نسلوں سے آباد بہت سے برصغیر یوں کو شہریت دینا تو آج انھیں رفیق اور مسکین سے اوپر اٹی تک کہنے پر آمادہ نہیں۔ اس کے باوجود برصغیر کا مسلمان اپنی اصل شناخت کو کھونچنے اور اس پر فخر کی عادت ڈالنے کے بجائے اپنے بدلی شجرے سنجال سنجال کے خود ہی خوش ہوتا رہتا ہے۔

جب تک اندر کے بجائے باہر کی طرف دیکھنے کی عادت رہے گی تب تک نہ لہنی لگا ہوں میں لہنی تو قیر ہو سکتی ہے اور نہ دوسروں کی نظروں میں۔ پتھر لہنی جلد پر ہی بھاری ہوتا ہے۔ مگر یہ محاورہ سچ ہوتا ہے ہی ممکن ہے کہ خود کو غیر برصغیری سمجھنے والے مسلمانوں سے آزاد کرنے کی اجتماعی کوشش کی جائے اور ان مسلمان قوموں سے سبق لیا جائے جو لہنی لہنی شناخت پر فخر کرتی ہیں مگر ان کا اسلام بھی خطرے میں نہیں پڑتا۔ آپ یہاں کے ہیں اور یہیں کے ہی رہیں گے۔ بھلے آپ انہیں یا نہ انہیں۔ دوسرے آپ کو یہی ملتے ہیں....

بشکر روزنامہ ایکسپریس



عباسیہ سے رشتہ جوڑ لیتے ہیں۔ تاپور، چانڈیہ، جتوئی، زرداری وغیرہ بلوچ ہیں اور بلوچ خود کو کردوں کا ایک قبیلہ سمجھتے ہیں۔ صرف براہوی ایسے ہیں جو خود کو یہیں کا کہتے ہیں۔ سومرہ جانے کب سے سندھی ہیں مگر گنگو میں وہ آپ کو عربستان سے اپنی آمد کا بتانا نہیں بھولیں گے۔ سید ایسوسی ایشن بھی آپ کو سندھ میں ہی ملے گی۔

سندھ کے ساٹ قبائل خود کو یہیں کا بتاتے ہیں لیکن کسی کو بھی یہ کہنا سنا اچھا نہیں لگتا کہ ان کے پرکھے راجہ داہر کی بھی رعایا یا ہم مذہب رہے ہوں گے۔ میں بہت سے سندھی دوستوں کو جانتا ہوں جو خود کو فخر یہ ساٹ بھی کہتے ہیں اور اگلی سانس میں یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ محمد بن قاسم کے ہمراہ یا فوراً بعد سے یہاں آباد ہیں۔ آخر میں صرف کوہلی، بھیل، گھوڑا اور ٹھاکر ہی بچتے ہیں جو سندھ میں نہ کہیں سے آئے نہ کہیں گئے۔

قبل از ضیاء دور کے تعلیمی نصاب میں کم از کم اتنا ضرور تھا کہ موہن جو دڑو، ہڑپہ اور نیکسلا کو بھی پاکستان کا تہذیبی و نسلی ورثہ شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن اب سے پانچ برس پہلے جب میں نے موہن جو دڑو میوزیم کے ایک کیورٹور سے ان آثار کی دن بدن خستہ حالی کی بابت پوچھا تو اس نے کہا

”یہ تو ہندوؤں کا ورثہ ہے۔ ہندو تو اب یہاں سے چلے گئے۔ ہم سے جتنی دیکھ بھال ہو سکتی ہے کر رہے ہیں۔ ابھی اور کیا کریں سائیں“

ایک جانب تو برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ ان کی رگوں میں آج بھی وہ سٹی ایشیا سے لے کے حجاز اور یمن تک کا خون دوڑ رہا ہے اور

غلط زبان گوارا

بدترکیب زبان نامنظور

غالب اور
اقبال حمید ہی
کہتے تھے۔ اردو زبان
میں وہ فارسی جیسی
وسعت نہیں۔ اس کا
دامن تنگ ہے۔ ہر بات کہنے
کا بس ایک ہی ڈھنگ ہے۔ کسی کو بے حیا

اور سمجھا کر ادا کیجئے تو سخت غیر پریمانی ہے) سنا ہے یہ
خونہی عربی میں بھی ہے مگر ہمارا اس طرف گزر نہیں
اس لیے وثوق سے نہیں کہہ سکتے لیکن انگریزی کے
بارے میں تو ایک بات طے ہے۔ کتنے ہی نازیبا اور نا
وار الفاظ کی جگہ مینے کے لئے ایک سے ایک مہذب
اور ادب و آداب میں لینا ہوا لفظ طلب کیجئے، یہ زبان
تجسٹ پیش کر دیتی ہے۔ انگریزی میں تو نہایت
مہذب اور تمیز دار تو تو میں میں بھی ہو
سکتی ہے۔ بے حد معقول لفظوں میں
نہایت نامعقول بات ہی جاسکتی ہے اور

رضا علی عابدی

کہنا ہو تو زیادہ سے زیادہ بے شرم کہہ سکتے ہیں۔ یہی
صورت بے شرم کہنے کی ہے۔ ہاں اگر اردو روایت کو
توڑ کر ڈوب مرو کہا جائے تو اس میں ڈال آتی ہے، گویا
یہ ہندی ترکیب ہے جس میں گڑگا جمنی مٹی کی بو صاف
چھلکتی ہے۔ ڈال وانا اصول اختیار کیا جائے تو ایسا
انگشاف اور ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اردو زبان میں گالین
بھی نہیں۔ اردو میں دشنام طرازی کی فہرست بتائی
جائے تو اکثر سسرالی رشتے داروں کے
نام آتے ہیں۔ میں یوپی کے جس علاقے
میں پیدا ہوا تھا وہاں رواج پانے والی
گالیوں میں ایک گالی

”سوہرا“ بھی تھی جو یقیناً شوہر کی بگڑی ہوئی
شکل ہے۔

وہ بھی اس خونہی سے کہ نہ قابل دست اندازن،
پوئیس ہونہ تھانہ چہرہ کی نوبت آئے۔ یہی سبب
ہے کہ اردو میں کبھی جانے وانی جتنی ناوار اور
نازیبا باتوں کی برطانیہ سے شکایت کی گئی ان کا حشر
سب جانتے ہیں۔ جب ان ہی (پھر فارسی لفظ میری
بدد کو آئے) ناکفیت ہے باتوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا
گیا تو امدان سے جواب آیا کہ اس میں تو ایسی کوئی بات
نہیں کہ پوئیس کی دوزیں لگ جائیں۔ یہ الفاظ اتنے
ناقص تو نہیں۔ ان میں تھوڑی سی ہو تو ہو کچھ زیادہ
بہت عزت تم سے تم ہم برطانیہ وانوں کو نظر نہیں
آتی۔ اس پر ہمارے بھائی سوگ صاف بچ نکلے۔ یوں

میں جس وقت یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں، صبح کا
وقت ہے اور میں پاکستان کی پاریمان میں ہونے وانی
(دیکھئے کیسا اچھا فارسی لفظ ذہن میں آیا) چشم کشا
گنگو سن چکا ہوں۔ اسی کے بعد یہ احساس ہوا کہ
انگریزوں کے گھر میں چالیس سال گزارنے کے بعد
آج احساس ہوتا ہے کہ گہمت زبان کے معاملے میں
بڑے ہی عیار ہیں۔ (میرے لفظ گہمت پر غور کیجئے،
آہستہ سے کہا جائے تو اس میں ڈلار جھلکتا ہے، چونچ کر

زیر نگرانی

مثال بن کر لب کشائی کرنی چاہئے (یا اہل لکھنؤ کی نسبت سے) کرنا چاہئے کہ دنیا دیکھا ہی کرے لیکن اب حال یہ ہے کہ آٹھ آٹھ آنسو رونے کو جی چاہتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے فلاں کی شان میں گستاخی کی تو عوام اسے جوتے مارے گی۔ مگر عرض ہے کہ عوام جوتے مارے گی۔ اس کو کہتے ہیں بے ادبی۔ اسی کا دوسرا نام زبان کی بے حرمتی، یہی ہے زبان کی بے توقیری۔ اول تو کسی مہذب معاشرے میں جوتے مارنے کی بات سخت بد تہذیبی ہے۔ پھر وہ بھی عوام کے ہاتھوں۔ سوچنے وہ عوام کیسے ہوں گے جو کسی کو جوتے ماریں گے۔ یہاں تک بھی خیمت ہے لیکن جو بات قطعی منظور نہیں وہ یہ لہجہ کہ عوام مارے گی۔ بے چارے عوام، غریب، سادہ لوح، تہذیب یافتہ عوام، لفظ بھر میں مونٹ بنا دیئے گئے۔ وہی عوام جو کبھی ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، جو کانٹا امرائے درو دیوار بزا دیتے ہیں اور وہ عوام جو ستم کا نشانہ بھی بنتے ہیں ان کی کلائیوں میں چوڑیاں کیسے ڈال دی گئیں، اور وہ بھی ان لوگوں کے ہاتھوں جنہیں اپنے اہل زبان ہونے پر ناز ہو۔ ایسے لوگوں کو خواص تو شاید کچھ نہیں کہیں گے البتہ عوام ان کے لئے جو لفظ ادا کریں گے اس لفظ کے بس ایک دو ہی متبادل ہیں، وہ بھی کمزور اور بزدل۔

اردو کے بارے میں رشید احمد صدیقی مرحوم نے کیا اچھی بات کہی تھی کہ زبان کے علاوہ اردو بہت کچھ اور بھی ہے، جیسے ایک قیمتی درخت، ایک قابل قدر روایت، ایک نادر آرٹ، ایک مسکور کن نغمہ، قابل فخر کارنامہ، کوئی بیان و قایا اس طرح کی کتنی اور باتیں جو محسوس ہوتی ہیں لیکن بیان نہیں ہو پاتیں۔

بھی خدا جانے کون کہاں بیٹھا اپنے چمٹکار دکھا رہا ہے کہ وہ کچھ بھی کہیں، چھوٹ جاتے ہیں۔

ایک بات سچ کچھ کہوں تو یہ ہے کہ اردو کسی زبان کا نام نہیں۔ یہ کوئی بھاشا نہیں، کوئی لینگویج نہیں۔ اردو ایک تہذیب کا نام ہے۔ یہ زندگی کے ایک ڈھنگ کا، ایک طور اور ایک طریقے کا نام ہے۔ یہ بول چال، رکھ رکھاؤ، زندگی بسر کرنے کے ایک قرینے کا دوسرا نام ہے۔ اردو اصل میں لشکر کو کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھئے تو اس میں فرد نہیں آتا، معاشرہ آتا ہے۔ یہ ایک اجتماع کے روپے کا نام ہے۔ لفظ اردو ترکی کے علاوہ منگولوں کی زبان میں بھی ہے۔ وہی زبان جس میں رہائش کے خیمے کو ”گھر“ کہا جاتا ہے۔ اسی میں ہر نئی بیوی کے لئے بنائے جانے والے گھر کو ”اردو“ کہتے ہیں۔ گویا یہ لفظ کسی فرد کے نہیں، کسی گنبد یا گھرانے کے اجتماعی ادب و آداب کا آئینہ دار ہے۔ یہ نہ تمیز سے خالی ہے نہ تہذیب سے تہی۔

اسی بحث میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دنیا کی تمام دوسری زبانوں کے برعکس زبان اردو میں شعر و شاعری، افسانے، ناول اور سوانح و ادب کہا جاتا ہے۔ آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ جس صنف کو دنیا لٹریچر کہتی ہے، ہم ادب کہتے ہیں۔ ادب اردو کے ان گنے چنے لفظوں میں شامل ہے جس کے درجن بھر متبادل مل جائیں گے، مثلاً لحاظ، مرثیہ، تمیز، تہذیب، سلیقہ، قرینہ، شانگل، دستور، مراتب، تعلیم، پاس اور توقیر۔ یہ سب ملتے ہیں تو ادب بنتا ہے۔ ایسے میں وہ لوگ جو خود کو اردو اسپیکنگ کہتے ہیں یا کہلاتے ہیں ان کو تو ادب کی ایسی

انہوں نے یاس عظیم آبادی، جگر مراد آبادی اور اصغر گونڈوی جیسے شاعروں کو لاہور بلایا، اسی زمانے میں سیما اکبر آبادی اور ساغر نظامی بھی لاہور آگئے تو لاہور کا یہ حال ہوا جیسے بارات میں شہنائیاں بجنے لگی ہوں۔ لاہور میں ہر طرف شعر و شاعری کے چرچے شروع ہو گئے۔ پھر مر عبد القادر مرحوم موجود تھے اور وہ تو بچائے خود ایک ادارہ تھے۔ تو وہ دور ہم نے دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے۔ لوٹ بڑھ چڑھ کر شاعروں کو داد دیتے تھے۔ آپس میں موصرات چٹک بھی ہوتی تھی لیکن گالی گلوچ تک نوبت نہیں آتی تھی۔ تو لاہور کا وہ دور پھر ہم نے نہیں دیکھا۔ اجاز ہو گئے عہد کہن کے میٹانے نریشہ بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں۔“

جس وقت یہ باتیں کہی جا رہی تھیں، عاشق حسین بٹالوی نہیں بول رہے تھے، ایک دور بول رہا تھا، ایک عہد بول رہا تھا اور ہم نے باادب ہو کر آنکھیں جھکا لی تھیں۔



پاکستان میں خدا جانے کس نے طے کر لیا ہے کہ اردو ہندوستان سے آئی ہے۔ اب کون انہیں سمجھائے کہ پاکستان کبھی ہندوستان تھا۔ یہ اعزاز شہر لاہور کو حاصل ہے جہاں آج کی اردو نے آنکھیں کھولیں اور چلنا سیکھا۔ ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کے یہ الفاظ میری یادداشت کے ذخیرے میں محفوظ ہیں کہ۔ ”علم و ادب کی ترقی اور فروغ کے اعتبار سے سب سے زیادہ زرخیز اور بھرپور دور جو میں نے لاہور میں دیکھا ہے وہ دور دوبارہ نہیں آیا۔ لاہور کے اور نخل کالج میں ڈاکٹر شیخ محمد اقبال، پروفیسر شیخ محمد شفیع، حافظ محمود شیرانی، گورنمنٹ کالج میں پطرس بخاری اور پھر اقبال خود اور اس کے علاوہ مولانا ظفر علی خاں۔ ہندوؤں میں ناجیت رائے، تموک چند محروم، میلارام وفاق، دستا پڑ شاد فدا، نانک چند ناز، ادے سنگھ شائق، کرپال سنگھ بیدار، سوہن نال ساحر جیسے بے شمار ہندو شعرا تھے۔ مولانا تاجور نجیب آبادی کی ساری عمر لاہور میں گزری۔ انہوں نے وہاں اردو مرتز قائم کیا جس میں کام کرنے کے لئے

ایک کروڑ بیس لاکھ بچے تعلیم سے محروم



اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق مشرق وسطیٰ میں تعلیمی شعبے میں بہتری کی کوششوں کے باوجود بارہ فیصد بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ ان اعداد و شمار کو پریشان کن قرار دیا جا رہا ہے۔ رپورٹ میں گزشتہ ایک دہائی کے دوران بچوں کی تعلیم کے لیے کیے جانے والے اقدامات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں اکتشاف کیا گیا کہ اس خطے میں اسکولوں کی تعداد میں اضافے کے باوجود تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔ ان اعداد و شمار میں عراق اور شام میں جاری تنازعات سے متاثر ہونے والے بچوں کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

دھوتے تھے، انہیں جراثیم کا پتہ تھا، میں نے انہی سے کہنے پر ٹوتھ پیسٹ کے ساتھ ساتھ ماڈرن شوہر کی استعمال کرنے شروع کی، اپنے کھانے کے برتن علیحدہ کر لیے، قابلہ علیحدہ کر لیا اور ہر چیز چھان پھینک کر کھانے لگا۔ مجھے جیسیاں حالت کا بہت شوق تھا لیکن جب ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ جیسیاں شوگر کا باعث بنتی ہیں اور ان میں جراثیم بڑھ کر جراثیم دھوتے ہیں تو میں نے

جراشیم

ڈاکٹر صاحب سے میری پہلی ملاقات آج سے پندرہ سال پہلے ہوئی جب میں سڑک پر کھڑا برف کا ٹوٹا اٹھ رہا تھا۔ گرمی بہت زیادہ تھی، برف کا گولا تو مجھے سردیوں میں بھی اچھا لگتا ہے۔ بڈا گرمیوں میں تو میں ہاتھوں ڈھونڈنے کے ٹولے کھاتا ہوں۔ حسب معمول میں رات برف ٹکا ڈالنا چاہتا تھا کہ ایک صاحب میرے قریب آئے اور آہستہ سے بولے "مختار! یہ بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔" میں نے چونک کر دیکھا تو ایک انتہائی مدبر صاحب، سینک لگائے کھڑے تھے۔ میں نے اپنی بات سے پوچھا "اس میں کیا نقصان ہے؟" انہوں نے کچھ دیر میری آنکھوں میں دیکھا، پھر تحمل سے بولے "اس میں جراثیم کی بجائے سکرین استعمال ہوتی ہے اور اوپر جو رٹک ڈالے جاتے ہیں وہ بھی انتہائی مضر صحت ہوتے ہیں، بڑا قسم کی بیماریاں لگ سکتی ہیں۔" میں نے یہ سنتے ہی بوکھا کر ڈونا سڑک پر پھینک دیا۔

باول نخواست جیسی سے بھی منہ موڑ لیا۔ میں جب بھی ڈاکٹر صاحب سے ملتا ہوں، لگتا کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس موت کو شکست دینے کے ایک سو ایک طریقے ہیں۔ انہیں ہر بیماری کی وجوہات کا علم تھا، ہذا وہ منہ ڈانر پھینکتے تھے، مرچوں والے سائٹ سے پرہیز کرتے، ایسی ہوئی چیزیں پسند کرتے اور چائے کا کپ پکارتے ہوئے بھی ہاتھ پر نشو پیر لپیٹ لیتے۔ ڈاکٹر صاحب کی وجہ سے میری زندگی میں بہت تبدیلی آئی، میں نے نمبر میں نہانا چھوڑ دیا، پرائیویٹ سے پرہیز شروع کر دی اور مٹی والی جگہوں سے دور رہنا شروع کر دیا۔ میرے سب مٹنے چھنے والے مجھ

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب سے میری باقاعدہ دوستی شروع ہوئی۔ میں نے ان جیسا صفائی پسند انسان کبھی نہیں دیکھا، ہاتھ دھونے سے پہلے بھی ہاتھ

میں نے یہ سیکھا کہ جراثیم ہی جراثیم نظر آتے ہیں جہاں بھی نظر آتے ہیں جراثیم ہی جراثیم نظر آتے ہیں اور انہیں مٹانے کے لیے ہاتھ دھونے کی کوشش کر رہی ہے۔

بڑی ہوئی کہ جب کوئی مجھ سے ملنے آتا تو نہ سلام لینے ہوئے اس کا ہاتھ مجھ تک پہنچتا اور نہ گفتگو کرتے ہوئے اس کے منہ سے نکلنے والے جراثیم.... !!!

ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا تھا کہ گلے ملنے سے بھی جراثیم منتقل ہو جاتے ہیں لہذا میں عید کی نماز پڑھنے جانا تو کوشش کرتا کہ نماز ختم ہونے کے بعد جدی سے گھر آ جاؤں تاکہ کسی سے عید نہ ملتی پڑے۔ گھر میں اگر مجھے تھوڑی سی بھی صفائی کی کمی نظر آتی تو میں سب کا جینا محال کر دیتا، مجھے ہر اس چیز سے نفرت ہو گئی تھی جہاں جراثیم ہو سکتے تھے۔

مصیبت یہ تھی کہ میں جہاں بھی نظر ڈالتا مجھے جراثیم ہی جراثیم نظر آتے اور یوں لگتا جیسے موت مجھ پر حاوی ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب سے تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھے شاباش دی اور ایک عدد رنگین شیشہ عطا فرمایا، کہنے لگے کہ احتیاط کا تقاضا ہے کہ جب بھی کسی چیز پر شک ہو یہ شیشہ اس کے اوپر کر کے دیکھ لینا، جراثیم صاف نظر آ جائیں گے۔ میں بہت خوش ہوا کہ اب زندگی آسان ہو جائے گی، لیکن میرا جینا دو بھر ہو گیا۔ میں اسے ٹی ایچ سے نوٹ بھی لکھواتا تو انہیں پکڑنے سے پہلے شیشے میں دیکھتا، نوٹوں پر جراثیم کی قطاریں نظر آتیں اور مجھے مجبوراً دستانے پہن کر نوٹ وصول کرنا پڑتا۔

میری جیب میں ہر وقت جراثیم و ککین کرنے والا شیشہ موجود رہنے لگا۔ اب ہی ایک شیشہ ڈاکٹر صاحب کے پاس بھی تھا۔ شروع شروع میں تو مجھے بہت مشکل پیش آئی لیکن پھر میں عادی ہو گیا۔ میں نے ایک عینک والے کو کہہ کر اس شیشے کی عینک بنوا کر پہن لی۔ اب میں جہاں بھی جاتا یہ عینک مجھے فوراً بتا

سے تنگ آنے لگے، کئی ایک نے تو یہیں تک کہہ دیا کہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ میں ان کی باتیں سن کر دل ہی دل میں ہنستا تھا کہ انہیں کبھی چاہتا کہ میں نے ابدی زندگی کا ٹرپا لیا ہے۔ دھیرے دھیرے میری ہواؤں سے واقفیت ہوتی گئی اور میں کھانا کھانے سے پہلے پوری تسلی کر لیتا کہ کہیں کوئی وائرس تو میرے پیٹ میں جانے کے لیے تیار نہیں بیٹھا۔

میرا دل کرتا تھا کہ ہر وقت ڈاکٹر صاحب کے پاس بیٹھا ہوں اور ان سے جراثیموں کے بارے میں گفتگو کرتا رہوں، مجھے یہ چل گیا تھا کہ موت کا دوسرا نام جراثیم ہے، اگر جراثیم پر قابو پایا جائے تو موت پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کو دیکھ دیکھ کر مجھے رشک آتا اور میں کوشش کرتا کہ میں بھی ان جیسا بن جاؤں۔ ایک دن جب انہوں نے مجھے بتایا کہ ہاتھ ملانے سے بھی جراثیم ایک شخص سے دوسرے میں منتقل ہو جاتے ہیں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے دوستوں رشتہ داروں سے ہاتھ ملانا چھوڑ دیا، کوئی ہاتھ آگے کرتا تو میں نہ کی بھی سی جنبش سے مسکرا کر جواب دے دیتا۔ کئی ایک نے شکوہ کیا کہ تم مغرور ہو گئے ہو، اب میں انہیں یہ بتاتا کہ میں جینا چاہتا ہوں، ان کی طرح جراثیم کے انبار میں پھنس کر قبر میں نہیں اترنا چاہتا۔ میں نے کاری چلاتے ہوئے بھی دستانے پہننے شروع کر دیے۔

دفتر میں بھی کوشش کرتا کہ کسی زیادہ بولنے والے بندے کے سامنے نہ بیٹھوں کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا تھا کہ جب کوئی بندہ بولتا ہے تو اس کے منہ سے بھی نظر نہ آنے والے جراثیم نکلتے ہیں۔ میں نے اس مسئلے کا حل یہ نکالا کہ اپنی آفس نہیں اتنی

قریبی جراثیم

رکھے، ٹرک رواں دواں تھے اور موت سے بھاگنے والوں کا مذاق اڑا رہے تھے.... میں نے ایک لمحے کے لیے سوچا، پھر بینک اتار کر زور سے قریبی دیوار پر دے ماری۔ شیشے کڑی کڑی ہو گئے، مجھے لگا جیسے بر کر چکی میری طرف دیکھ کر جس رسی بنے اور کہہ رہی ہے "تم اور تمہارے ڈاکٹر جیسے بہت سے آئے اور چلے گئے لیکن موت کا کچھ نہیں بگاڑ سکے.... موت تو آکر رہے گی، کر لو جو کرنا ہے۔"



دیتی کہ کہاں کہاں جراثیم ہیں۔ مجھے حیرت تھی کہ ہر جگہ جراثیم ہی جراثیم بھرے نظر آتے۔ صوفوں پر، کرسیوں پر، فی وی پر، سڑک پر، گلیوں میں، درختوں پر، بانوں پر، کپڑوں پر، جوتوں پر....!!!

پھر ڈاکٹر صاحب نے مجھے ایک جراثیم کش دوائی عنایت فرمائی، اس دوائی کی وجہ سے میں بہت سکون میں آئی، جونہی میری بینک کے شیشوں میں کوئی جراثیم نظر آتا، میں ہاتھوں پر جلدی سے دوائی چھڑک کر مطلوبہ چیز اٹھاتا اور مجھے صاف نظر آ جاتا کہ جراثیم فنا ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی مہربانی سے میں بھی ان کے نقش قدم پر چل نکلا تھا اور مطمئن تھا۔ ہم نے موت کو شکست دینے کا طریقہ ڈھونڈ نکالا ہے۔

ایک دن میں ڈاکٹر صاحب سے ملنے ان کے کلینک پہنچا، کلینک بند تھا، میں ان کے گھر چلا گیا۔ وہاں کافی سارے لوگ جمع تھے۔ میں گھبرا گیا، چونکہ اس سے پہلے تو اس نے ایک عجیب و غریب جواب دیا، کہنے لگا "ڈاکٹر صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ میرے کان سائیں سائیں کرنے لگے، ڈاکٹر صاحب بھڑکیے وفات پا سکتے تھے؟؟؟ انہوں نے تو خود کو ہر قسم کے جراثیم سے بچا کر رکھا ہوا تھا، پھر وہ کیسے مر گئے؟"

یہی سوال میں نے ڈاکٹر صاحب کی بیگم سے پوچھا تو انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا

"گاڑی میں کھینک جا رہے تھے راستے میں ایک ٹرک نے ٹکر مار دی اور وہیں دم توڑ دیا۔" میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں.... میں سکتے کے عام میں چلتا ہوا مین روڈ پر چمکنی، پیسے بینک کے شیشوں میں دیکھا، پھر بینک اتار دی.... ہر طرف گاڑیاں، بسیں،

ایسے تمام خواتین و حضرات اور خصوصاً



بیرون ممالک کے قارئین گرام جنوبیس ائی

میل کی سہولت

حاصل ہے۔ وہ بچوں کا روحانی ڈائجسٹ، روحانی سوال و جواب، روحانی ڈاٹ۔ محفل مراقبہ اور استشارات کے لیے اپنے خطوط اور تجویز، نفل سے متعلق تحریریں، مضامین، رپورٹس، ڈویویشنس، تصاویر اور دیگر فنون کی انٹرنیٹ لہذا ائی میل کے ساتھ درج ذیل ایڈریس پر اپنی آراء ارسال کر سکتے ہیں۔

roohanidigest@yahoo.com

اپنی برائی میل کے ساتھ اپنا نام، شہر اور ملک کا نام ضرور تحریر کریں۔
رکوالیشن سے متعلق استشارات کے ساتھ اپنا رجسٹریشن نمبر لازماً تحریر کریں۔



عقل حیران ہے...! سائنس خاموش ہے...!

دلچسپ، عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعات و آثار
سائنس جن کی حقیقت سے آج تک پردہ نہ اٹھا سکی

زندگی منطق کے بغیر تو موزر سکتی ہے۔ جذبات، احساسات اور وجدان کے بغیر نہیں۔
 پر اسراریت میں انسان کی دلچسپی ازلی ہے اور ابد تک رہے گی۔ گو کہ پراسرار فوق العظمت باتوں کی کوئی منطق نہیں
 ہوتی اور سائنس کے مروجہ اصولوں سے انہیں ثابت کیا جاسکتا ہے لیکن حقیقت، محبت اور سچے خوابوں کی بھی تو کوئی عقلی
 توجیہ یا تشریح نہیں کی جاسکتی۔ ان کا ہونا ہی ان کی سائنس ہے۔ عقل کی محدودات میں انہیں سمیٹا نہیں جاسکتا۔ یہ سب
 بظاہر غیر عقلی باتیں بھی لوازمات حیات ہیں۔
 یوں تو سائنس نے انسان کے سامنے کائنات کے کئی حقائق کھول کر رکھے ہیں لیکن ہمارے ارد گرد اب بھی بہت
 سے ایسے راز پوشیدہ ہیں جن سے آج تک پردہ نہیں اٹھایا جا سکا ہے۔ آج بھی اس کرکھارتن پر بہت سے واقعات رونما
 ہوتے ہیں۔ کئی آثار ایسے موجود ہیں جو صدیوں سے انسانی عقل کے لیے حیرت کا باعث بنے ہوئے ہیں، جن کے متعلق
 سائنس سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔

سولہویں صدی عیسوی کے فرانسیسی نجومی ڈونرڈیمس
 کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی کتاب "لیس
 پروفیتیس" Les Propheties چار سو سالوں میں سب سے
 زیادہ بکنے والی کتاب ہے۔

اس کتاب میں ڈونرڈیمس نے اپنے کئی بڑے بڑے
 واقعات کی حیران کن پیش گوئی کی تھیں، اس نے انقلاب
 فرانس، شاہ ہنری کی موت، پولیس، پنڈر، جنگ عظیم اول و
 دوئم، صدر آئینیڈی کا قتل، تائین ایٹم، اکیسویں صدی کی
 سائنسی اختراعات کی درست پیش گوئیاں کیں۔ کہا جاتا ہے کہ
 اس کی 42 پیش گوئیاں میں سے 85% درست ثابت ہوئیں۔



ناسٹر ڈیمس وہ شخص، جو اگلے دن کے سب کچھ جانتا تھا...

Scanned By Amir

نعلین پر اب لندن سے خون کا تہ ضا ہو گا
وہ آٹ سے جلے گا، سات تین میں اور چھ کو
قدیم عورت اپنے بلند مقام سے گر جائے گی
اس فرقہ کے کئی لوگ مارے جائیں گے

ٹاسٹر ڈیس نے اپنی بعض پیشگوئیوں میں واقعات
کی درست تاریخ اور نام بھی استعمال کیے۔ اس پیشگوئی
میں ٹاسٹر ڈیس نے سال بھی بتا دیا تھا، مگر اس نے پیشی
کی طرف لامطینی انداز میں تین میں اور چھ لکھا، یعنی سن
چھپوہ سٹھ۔ یہ واقعہ ٹاسٹر ڈیس کی موت کے سو سال بعد
2 ستمبر سے 5 ستمبر 1666ء میں پیش آیا۔

برطانیہ کی تاریخ کی اس ناقابل فراموش آتش
زدگی میں آگ مسلسل چار دن تک لندن کے مختلف
حصوں تک پھیلی چلی گئی۔ آگ قدیم رومی دیوار لندن
کی حدوں میں واقع شہر لندن کو کھ گئی۔

یہ آگ شاہنہ طمطراق کے حامل ویسٹ منسٹر
(موجودہ لندن کی مغربی حد) کے ضلع چار اس دوئم سے
سفیہ محل اور بہت سے مضافاتی آبادیوں کے لئے بھی
خطرہ بن گئی تھی لیکن وہاں تک پہنچ نہ سکی۔ تاہم تقریباً
تیرہ ہزار دو سو 200، 13 مکانات، ستہ سی 87 ذیلی کلیسا،
سیانت پل سمیت تیسہ زل اور زیادہ تر شہر کی محکماتی عمارات
اس آگ کی نذر ہو گئیں، دوسرے لفظوں میں لندن
شہر کا 75 فیصد حصہ جل کر خاک ہو گیا۔

اندازے کے مطابق اس آگ سے 80 ہزار میں

تیسرا اور آخری حصہ

ٹاسٹر ڈیس انسانی تاریخ سے پیشگوئیوں میں
تیرت اقمیز انفرادیت رکھتا ہے، کیونکہ اس کی اکثر
پیش گوئیاں جو بڑے لوگوں اور بڑے واقعات کے
بارے میں تھیں درست ثابت ہوئیں۔ ٹاسٹر ڈیس کی
پیش گوئیوں کی تصدیق اس کی اپنی زندگی کے دور سے
شروع ہوئی تھی۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ اولین پیش
گوئی جس نے شہرت حاصل کی وہ شہر دہلی کی حادثاتی
موت کی تھی جو بالکل درست ثابت ہوئی۔

اس سے پہلے اس نے رهب لیبیکا پریتی Felice
Peretti di Montalto کے پاپائے روم سیکتوس
خامس Sixtus V بننے کی پیش گوئی کی تھی یہ بھی بعد
میں درست ثابت ہوئی تھی۔ پری ٹاسٹر ڈیس کے
مرنے کے 30 سال بعد 1585ء میں پاپائے روم بنا۔

ٹاسٹر ڈیس کی موت کے بعد اس کی وہ مشہور
پیشگوئی جو قریب ترین زمانے میں پوری ہوئی، لندن کی
بولنگ آتشزدگی کی تھی، (صدی 2: رپ فی 52)

*The blood of the just will demanded
a fault at London,
Burnt through Fire in the year of
three twenties and the six.
The ancient lady will fall from her
high place,
Several of the same sect will be
killed.*



Scanned By Amir

اس پیش گوئیوں میں دئے گئے سن 1580 سے 1703 کے دوران یورپی ممالک میں تخت یقیناً پانچ بار تبدیل ہوا، اس کی ابتداء 1580 میں سپین کے بادشاہ فلپ دوم پر لگیا ساتھ اس سے لے کر اور 1703ء



سے 70 بار باشندے بے گھر ہو گئے تھے۔ اس کے نتیجے میں ہونے والا جانی نقصان نامعلوم ہے، کیونکہ روایاتی اعداد و شمار سے محض چند اموات کی پتہ چلتا ہے۔ تاہم اموات کے ان اعداد و شمار کو درست تسلیم نہیں

کیا جاتا، جس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ جانی نقصان کی مد میں درمیانے طبقے اور غریب طبقے کے لوگوں کو شمار نہیں کیا گیا تھا۔

شارمین اس رباغی کے دوسرے ہند میں قدیم عورت سے جینائیوں کا قدیمی فرقہ کیتھولک مراد لیتے ہیں، کیونکہ اس آئینہ نگاری کے بعد ہی سے برطانیہ میں پروٹسٹنٹ فرقہ جو کیتھولک سے دب کر رہتا تھا ان پر حاوی ہو گیا۔



ناٹھ ڈینس کی دوسری بڑی پیش گوئی انقلاب فرانس (1789، 1794ء) کے متعلق تھی۔ انھار ہویں صدی میں فرانس کی شاہی حکومت اثر افیہ طبقہ اور کیتھولک پادریوں اور جاگیردارانہ گھج جوڑ پر مشتمل تھی، بادشاہ و امراء اپنے ملک اور رعایا کا بھی خواوند تھے، شاہی خزانہ خالی ہو گیا، جسے بھرنے کے لیے عوام پر اضافی ٹیکس عائد کیے گئے۔

واقعات کی درست تاریخ بیان کی تھی۔ برصغیر کی سیاسی اور چھٹا کے متعلق تھی: (صدی 6: رباغی 2)



دوسری جانب مذہبی اور اثر افیہ حقیقت مان مشکلات و محسوسات کی بوجے ایسے نظریاتی مباحثات میں پھنسے رہے جن کا عوام کی بدترین حالت یا ان کے مصائب سے دور کا جی تعلق نہ تھا۔

پانچ ڈینس کی ایک اور پیش گوئی جس میں

En l'an cinq cents auant plus ou moins
On attendra le siecle bien estrange :
En l'an sept cents, et trois lieux en
septmains.
Que plusieurs regnes en a cinq serent
change

In year five hundred eighty more or less,
One will await a very strange century:
In the year seven hundred and three the
heavens witness thereof,
That through multiple reigns, there will
be five changes

لوگ بدلتوں، مذہبی جھگڑوں اور امراء کی عیاشیوں سے آگے گئے تھے۔ اس دوران روس اور وائٹبر جیسے انتہا پسند مفکرین نے جمہوریت، مذہبی رواداری اور انسانیت کا پرچار کیا، جن کی تحریروں کو پڑھ کر عوام حالات بدلتے پر آمادہ ہوئے اور پھر انقلاب برپا ہوا۔

تقریباً ۶۰۰ عیشت سے پانچ سو اسی میں
آیت عجیب دور آئے گا
سرت سو تین میں آسمان گواہ ہوگا
متنفس حکومتوں میں پانچ تبدیلیاں

1789ء میں عوام نے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی، بادشاہ اور امراء نے اس کے خلاف فوجی کارروائیوں کی کوشش کی مگر پھر اس کے عوام نے بغاوت کر دی۔

*Les gens de l'air chantent, chantent des requêtes.
Captifs par les princes et seigneurs aux prisons :
Ils murmurent par leurs fers sales,
Ils ont recours par divines oraisons.*

Songs, chants, and demands will come
From the enslaved
while Princes and Lords are held cap-
tive in prisons.

In the future by such headless idiots
These will be taken as divine utterances

غلام بنا کر رکھے عوام کے نغمے اور مطالبات سے
شہزادے اور اشراف جینوں میں قید ہوتے
مستقبل میں، یعنی سرود کے یہ قوافی کے
الہامی کلمات اس سے لے لیے جائیں گے
ان دونوں رباعیوں پر غور کریں تو اس میں
انقلاب فرانس کا ایک ایک منظر نظر آتا ہے، شاہی طبقت
کے جانب سے مایوسی بحران، عوام کے مطالبات اور
بغاوت، عوام کی افراتفریق، اشرافیہ جمہوں کا قید اور
اور سر قلم ہونا، نیا دستور اور پاپائی قانون کا خاتمہ۔



ناسٹر ڈیسس نے انقلاب فرانس کے بعد یونین یوں
پارٹ کے برسرِ اقتدار آنے کی بھی پیش گوئی کی، اور
پہیلی کی صورت میں اس کا نام بھی ظاہر کیا۔ صدی کی
رباعی (61) میں ناسٹر ڈیسس لکھتے ہیں:

*Un Empereur naîtra près d'Italie,
L'air à l'Empire fera vendre bien cher,
L'on dit avec quels gens il se verra,
L'on le trouvera moins prince que boucher.*
An Emperor will be born near Italy,
who will cost the Empire very dearly.
They will say, when they see his allies,
that he is less a prince than a butcher.

اٹلی کے نزدیک ایک شہنشاہی نامہ سے کہ
جو سلطنت کی بہت محبت سے قدر کرے گا
وہ اس کے صحیفوں کو دیکھ کر کیفیت کے
کہ وہ بادشاہ کم حساب زیادہ آٹا سے
اسی طرح صدی 8 کی پہلی رباعی میں ہے:

*Un Roy naîtra plus fou qu'un bœuf sans
saire, plus grand que sa saire.*

اہل چرخ سے بائیس کے جیل خانے کو منہدم کر دیا۔
بیس سے چرخ کا باثروت طبقہ ڈر گیا، جب یہ خبر دیکھی
جتے تک پہنچی تو انہوں نے بھی بغاوت میں حصہ لیا۔

سیاسی انقلاب سے ساتھ اقتصاد بھی، سماجی اور مذہبی
انقلاب بھی آیا۔ 1791ء میں بادشاہ اور ملکہ نے ملک
سے فرار ہونے کی ہوشش کی مگر پکڑے گئے اور انہیں
نظر بند کر دیا گیا۔ نئے دستور کا نفاذ ہوا اور بادشاہ کو
ادوارہ منصب پر مقرر کیا گیا۔ رپورٹوں اور بادشاہ نے
اپنے بچپانے سے یہ نغمہ مومب سے ساز باز کی نظر آچھو نہ
ہیں۔ 1792ء کو عوام نے شاہی محل پر حملہ کر دیا۔
اور بادشاہ اور ملکہ کو گرفتار کر کے ان کے موت دے
دی گئی۔ کلیسے کے مذہبی جبر کے خلاف قانون پاس ہوا
اور ہر شخص کو مذہبی آزادی کا حق دیا گیا۔ دریں اثنا
فرانس میں آئی کی سرکاروں نے حکومت نہ تھی۔ 1793ء سے
1794ء کے درمیان ہزاروں افراد کو موت کے گھاٹ
اتار دیا گیا۔ ستمبر مئی 1804ء میں یونین یوں پارٹ برسر
اقتدار آیا اور فرانس کی تاریخ کا نیا باب شروع ہوا۔

انقلاب فرانس کا اثر ناسٹر ڈیسس کی ان رباعیات
میں متاثر ہے۔ صدی 6 : رباعی 23 میں دیکھتے ہیں:
*Le esprit de régné murmurait toujours
Et faisait peuples émeutes contre leur Roy
L'air, plus nouveaux, servait les empereurs
Rupte ont fut en si régné: un Roy
Coins depreciated by the spirit of the
realm
And people will be stirred up against
their King:
New peace, holy laws become worse,
Paris was never in so severe an array*

شاہ کے بادشاہی کے وقت قدر کم فروغ ہوئے گئے
لوگ اپنے بادشاہ کے خلاف شہنشاہت ہو گئے
نیا صلح نامہ، مذہبی قانونت کی پامالی
پیرست میں بھی اتنی افراتفریق نہیں ہوئی
ان صدی 8 کی پہلی رباعی میں تحریر ہے:



1794ء میں پیرس واپس آیا اور حکومت کا تختہ الٹ کر خود کو نیشنل اول بنا اور پھر 1804 میں اسے فرانس کا شہنشاہ بنا دیا گیا۔



مشہور فرانسیسی کیمیا دان لوئی پاچر Louis Pasteur (1822ء تا 1895ء) کے نام سے تو آپ واقف ہوں گے، جس نے یہ ثابت کیا کہ بہت سی بیماریاں از خود نہیں بلکہ جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اس کی تحقیق سے جرثومیات کا نیا علم وجود میں آیا، پاچر نے نہ صرف متعدد بیماریوں کے جراثیم دریافت کئے بلکہ متعدد امراض مثلاً کتے کے کانے کا علاج بھی دریافت کیا۔ دو سائنس اور مذہب میں کان ہم آہنگی کا قائل تھے۔ آپ کو حیرت ہوئی کہ پاچر کی پیدائش کے 356 برس قبل ناپلے ڈیمیس نے اپنی پیش گوئی میں اس کا تذکرہ کیا تھا۔ صدی 1: رباب 25 میں ہے:

*Perdu son honneur, caché de si long siècle,
Le Pasteur de Dieu honoré:
Ainsi que la lune, un jour son grand cycle,
Ses autels verraient son dishonore.*
Lost found, hidden for such a long time
The Pasteur will be honored as a god-like figure.
This is when the moon completes her great cycle
He will be dishonored by other winds.

جو چیز صدیوں سے پوشیدہ تھی اسلجائے گئی اور "پاچر" کی ایک دیوتا کی طرح قدر ہو گئی یہ تب ہوگا جب چاند اپنا چکر مکمل کرے گا نیلیج بعضے گروہ اس کی تائید کر رہے تھے اس ربانی میں باقاعدہ طور پر "پاچر" کا نام لیا گیا ہے جو یقیناً حیرت کا باعث ہے، پاچر نے صدیوں سے

*Les agistes enracinés refusent,
L'empire d'arriver les rendre enfermez.
Pau Ney Loron will create more fire
and blood
Bathed in praise, great escape is assured
Those worried will refuse him entry
But doubtful that for long they will
keep them imprisoned*

"پاؤ نے دریت" آت اور خون برسائے گا
قریف میت بہتر، عظیم سنہ کا یقین ہے
فرد مند لوٹ انت کو افسے سے روٹیں کے
مشکوٹ لوٹ انت کو نظر بند کر دیں کے



اس ربانی میں موجود نام پاچر
پاؤ نے اورین Pau Ney : oron
کے متعلق کہا جاتا ہے کہ
ناپلے ڈیمیس نے اصل
میں Napoleon Roy کو توڑ
مرور کر رکھا ہے، جس کا فرانسیسی
میں مطلب "شاہ پوٹین" ہے۔
پوٹین فرانس اور اٹلی کے

قریب جزیرہ کورسیہ کا میں 1764ء میں پیدا ہوا۔ فرانس کے ملٹری اکیڈمی میں تعلیم پائی، وہ انقلاب فرانس کا حامی تھا، 1795 میں اس نے پیرس میں تشدد اور افراتفری پر قابو پانے میں سب سے بڑی کامیابی تو ان کے محاصرے میں حاصل کی، جہاں اس نے آپ ختم کیا ایسے مخصوص انداز میں استعمال کیا کہ اس کی وجہ سے فوج ہو گئی۔ اس سے چند مئی اور آسٹریا میں پے در پے فوجوں سے رخصت میں اور 1797 تک وہ ایک قومی ہیرو بن گیا۔ اسی سال اس کو منہ کے خلاف ایک ممبر کا اتحاد مقرر کیا گیا۔ پوٹین اب تک منگنی کی لڑائیوں میں توجہ مند رہا، چنانچہ آہستہ آہستہ جب دریا کے کنارے پر پیرس فوجی بیٹان سے مقابلہ ہوا تو ان کا بھری بیٹا ناکام ہو گیا۔ منہ میں سے نغمہ بند کر دیا گیا آخر کار وہ

سوچ سکتا تھا کہ لوگ ہوا میں سفر کریں گے...؟
 نو ستر ڈیس کی اس سے اگلی پیش گوئی (صدی 1:
 رباعی 64) جنگ عظیم کا منظر بھی پیش کرتی ہیں،
 حیرت انگیز بات یہ کہ اس نے ایک فضائی لڑائی کا ذکر
 کیا ہے، وہ بھی ایک ایسے زمانے میں جس میں حقیقی جہاز
 تو دور کی بات ہے، کاغذ کے جہازوں کا تصور تک نہیں تھا،
 اس دور میں جب سائنس تک ایجاد نہیں ہوئی تھی اس
 وقت نو ستر ڈیس نے فضائی جنگوں کا تذکرہ کیا ہے۔

*Le soleil s'élève proférant ses
 vœux, le pauvre venant comme un verrou,
 s'élève, chant, bataille au ciel battu aperçu,
 Et brutes brutes à parler l'air au.*
 At night they will think they have seen
 the sun,
 when they see the half pig man;
 Noise, screams, battles seen fought in
 the skies.
 Brute beasts will be heard to speak.

سوچیں گے کہ انہوں نے رات کو سورج دیکھا
 جب وہ خنزیر جیسی شکل کے آدمی کو دیکھتے تھے
 شور، جھنجھلاہٹیاں اور آسمان میں ہوتی لڑائیاں
 پھر آپ اتنے درندہوں کو بولتا نہیں گئے
 شارحین بتاتے ہیں کہ یہاں جہاز کے پائلٹ کا
 ذکر کیا گیا ہے، اس رباعی کو جنسی جہازوں و درندہوں کی
 آواز اور پھر وائر لیس کے ذریعے پہنچانے کے آپس میں
 رابطے کے پس منظر میں دیکھا جائے تو ایک ایک بات
 چہرے اترتی ہے۔ اگر ایسی کسی فضائی جنگ کی فلم بن کر
 کسی پرانی صدی کے شخص کو دکھائی جائے تو وہ اسے
 ایسے ہی بیان نہیں کرے گا...؟



نوسٹرو ڈومس کی تمام روایوں کی مہم نہیں ہیں،
 چھو روایوں میں نام اور اشارے بہت واضح ہوتے ہیں
 جیسا کہ جنگ عظیم کی اہم شخصیات ایڈولف ہٹلر کا نام
 اس کی تین روایوں میں ہسٹریا ہسٹریا کا ذکر آیا ہے۔



پوشیدہ بیٹھیے یا اور بچ رہی کے درمیان تعلق کو ظاہر کیا،
 لوگ تو سائنس اس کے کارناموں کی وجہ سے پھر کو
 ایک لہجہ بنتی ہے مگر ڈارون کے نظریے کی مخالفت کی
 بنا سے پھر کو شدید تنقید کا بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہاں
 چاند کے چکر کھلنے کرنے سے مراد Metonic cycle
 ہے جو چاند ہر 19 سال بعد کھل کر رہتا ہے اور حیرت
 انگیز طور پر 1858ء میں جب پانچو نے اپنی تحقیق کھل
 کی چاند کا Metonic cycle بھی اسی سال پورا ہوا۔



نو ستر ڈیس کی یہ کتاب کئی صدیاں گزرنے کے
 باوجود آج کے اس جدید اور ترقی یافتہ دور میں بھی
 لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ وہ ترقی جس کی خود
 اس نے پیشین گوئی کر دی تھی (صدی 1: رباعی 63):

*Les fleues passés diminuent le monde,
 Long temps la paix tenait inhérent.
 Je ne marchera par ciel, car mes pas n'ont
 Plus de nouveau les guerres suscitent*
 Pestilences extinguished, the world
 becomes smaller,
 For a long time peace inhabited lands
 People will travel safely through the
 sky land and seas:
 then wars will start up again.

وہاں میں قصہ پارینہ اور دنیا چھوٹی ہو جائے گی
 جس سے زمین لمبے عرصہ تک آرام کرنے گی
 لوگ بحر و بر اور آسمان میں سفر کریں گے
 اور پھر جنگیں دوبارہ بھڑکتی اٹھیں گی
 آج کے دور میں شاید ہمیں یہ باتیں پڑھ کر کوئی
 خاص حیرت نہ ہو، لیکن جب یہ بات سولہویں صدی
 کے محو دو سائنس میں رہنے والا ایک شخص کر رہا ہو تو
 بات یقیناً حیرت بگڑا انتہائی حیرت کی ہے۔ وہ سینوں
 کے ذریعے وباؤں کا خاتمہ... کیا آج نین لوتی کی اس
 ترقی کے دور میں ہم خود نہیں کہتے کہ دنیا مختصر ہو کر
 ایک گاؤں بن گئی ہے۔ سولہویں صدی میں کوئی یہ



اقی طرقت صدق 5: رباعی 24 میں بسز نام متا ہے

*La liberté ne recouvrée,
L'occupera noir, fier, vilain inique,
Quand le maître du pont sera ouvrée
L'Hitler, 'Venus fasciée la republique.*

Liberty is not recovered.
They shall be occupied by a dark, fierce,
iniquitous villain.
When the edicts of pope will overruled
By Hitler, and Italy becomes a fascist
republic.

آزادیت! اب دوبارہ حاصل نہیں ہوگی
شدید، ظالم اور ہوننا کن سایہ اس پہ تو بھنک ہوگا
جب پوپ کا فتویٰ مسترد کیا جائے گا
بسز سے، اٹلی ایک فاشٹ جمہوریہ بن جائے گا

یہاں ہٹلر کے ساتھ اٹلی کے فاشٹ بننے کی پیش
گوئی کی ہے۔ انتہا پسند قوم پرستی
پر مبنی نظریہ فسطائیت کی ابتدا،
1914ء میں ہوئی، دوسری
جنگ عظیم کے دوران جرمنی
میں ہٹلر، اٹلی میں موسولینی اور
جاپان میں نوجو اس نظریہ کے
ترجمان بن گئے تھے۔ اٹلی میں
موسولینی کے ذریعہ اس تحریک کو



قروغ ملا۔ صدی 4 کی رباعی 26 میں ہے:

*En lieu bien proche, non esignée de Venise,
Les deux plus jeunes de l'Asie & d'Afrique
Du Rhin & d'Hitler qui au dire sont Venise;
Cris, pleurs, a Malta & la cote ligurienne.*

In place very close, not far from Venice,
two agree to expand into Asia & Africa
From the Rhine & that Hitler will now
speak for Venice:
Cries, tears, at Malta & the coast of
Liguria.

بہت قریب کن جگہ وینس سے زیادہ زور نہیں
دونوں میں ایشیا اور افریقہ تک توسیع کا معاہدہ
رائن سے اور ہٹلر وینس (اٹلی) سے بات کرے گا
ساحل لیوریا سے مالٹا تک آجیت اور آٹلی

(صدی 2: رباعی 24) مدحک فرمائیں:

*Beasts ferocious de famo fleurs rannes,
Plus part de champ encontre Hister fier,
En cage de fer le grand feroi serfice,
Quand rien enfant de Germain observe*

Beasts ferocious from hunger will
swim across rivers:
The greater part of the battlefield will
be against the Hister,
The great one will cause it to be
dragged in an iron cage.
When the German child will observe
nothing.

بھوک کے ذر سے وحشی دریا پار کر جائیت گے
میدان جنگ کا زیادہ تر حصہ بسز کے خلاف ہوگا
عظیم قائد کو لوہے کے پنجرے میں کھینچ لائے گا
جب جرمنی کا بیٹا ہر قانون نظر انداز کرے گا

یہاں جنگ عظیم دوم کی ابتدا کا

احوال ہے جب جرمن فوج دریائے
رائن عبور کر کے فرانس پہنچی تھی اور
یورپ کے اکثر اتحادی جرمن نازی
لیڈر ہٹلر کے خلاف صف آرا تھے،
اگرچہ رباعی میں نام بسز لکھا ہے، لیکن
واقعات ہٹلر پر ہی پورے اترتے ہیں۔
نوسٹریڈیمس کی ٹیٹ اور پیش گوئی

(صدی 3: رباعی 35) ہٹلر سے منسوب ہے:

*Le plus profond de l'Occident d'Europe,
D'e pauvres gens un jeune enfant naître,
Qui par sa langue féoum grande troupe:
son bras au rogne d'Entus plus croiffie.*

From the very depths of the West of
Europe,
A child will be born of poor people,
by his tongue he will seduce great troop:
His fame will increase towards the realm
of the East.

مغربی یورپ کے سب سے نشیبی حصہ میں
عام غریب گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوگا
اپنی چرب زبانت سے وہ عظیم فوج کو برکائے گا
اس کی شہرت مشرق تک پھیل جائے گی

جانتے کی صورت میں بھگتنا پڑا۔



نوٹر ڈیس نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر بمبوں سے
کی رو رواد بھی سنائی ہے (صدی 2: رباعی 6):

*Après des portes et dedans deux cites
Verront deux fleuves et on n'appasera un tel,
Sitem, dedans petite, de feu hors gens bourez,
Citez fécours un grand Dieu immortel*
Near the gates and within two cities
There will be two scourges the like of
which was never seen,
Famine plague, people put out by steel,
Crying to the great immortal God for
relief.

بندرگاہ کے قریب دو بڑے شہروں میں
دو آفتیں، جن کی جہل کوئی نظیر نہیں ملتی
بھوک، طاعون، لوہے سے باہر پھینکے گئے لوگوں
عظیم لافانی خدا سے مدد کے لیے التجا کریتے

اسی طرح صدی 2: رباعی 7(1) میں ہے:

*Le dard du ciel fera son effandue,
Morts en parlant, grande exécution,
La pierre en Yubet la fiere gens reditus.
Dessus humanis monstre purge expiation*
The dart from the sky will make its
extension,
Deaths speaking: great execution.
The stone in the tree, the proud nation
restored,
Noise, human monster, purge expiation.

آسمان سے تیر کر کر انہیں منتشر کر دے گا
ایک بڑا منصوبہ اور موت کا بول
درخت بھر بیٹھے، مگر قوم نے خود کو بچا لیا۔
انتشار اور حیوانیت سے نکل کر کفارہ کیا

ہیروشیما اور ناگاساکی شہر ہندو
پر واقع ہیں اور 1945ء میں دونوں پر
ایٹم بم گرایا گیا تھا اور پھر واقعی وہ
قیامت ٹوٹی جس کی تاریخ میں کوئی
نظیر نہیں ملتی۔ دوسری رباعی بھی
ایسی دھماکے کے اثرات اور پھر جاپانی



یہ پیش گوئی دوسری جنگ عظیم پر ثبت ہوئی
ہے جب 1940ء میں وینس میں بنظر اور مسونینی
کے درمیان خفیہ معاہدہ کے بعد جنگ عظیم کو افریقہ
اور ایشیا تک پھیلا دیا گیا، مسونینی نے برطانیہ اور فرانس
کے خلاف جنگ شروع کی اور اطالوی افواج نے
فرانس کے ساحل لیٹوریہ اور افریقی ساحلوں جن
میں مانتا بھی شامل تھا حملہ کیا۔



نوٹر ڈیس اپنی ایک پیش گوئی صدی 9: رباعی
100 میں ایک بحری جنگ کا تذکرہ کرتا ہے:

*Nouvelle pugne nous fera fapace,
Le feu, sur nous à l'Occident ruine
Ruhraie neupie, la grand nef colonée,
Ite à vaincu, et victoire en brinie.*
Naval battle night will be overcome,
Fire in the ships to the West ruin:
New trick, the great ship colored,
fury from vanquished victory in mist

رات گئے ایک بحری لڑائی غلبہ پانے کی
مغرب کے جہاز میں آتے لٹنے سے تباہی
ایک نئی چال، جہازوں کو رنگ دیا گیا
گنست خوردہ کی غضب ناک اور خند میں فتح

یہ دسمبر 1941ء کو پرل ہاربر میں ہونے والے
حملے کی طرف اشارہ ہے، امریکہ کی نہایت اہم بندرگاہ
پرل ہاربر (Pearl Harbour) پر رات گئے دو
اطراف سے جاپانیوں کے اچانک حملے نے باعث امریکی
بحری بیڑوں کو شدید نقصان پہنچا، یہ حملہ اس قدر شدید

اور اچانک تھا کہ امریکی بحریہ کو اپنا
آپ سنبھالنے کی مہلت بھی نہ مل
سکی۔ اس کے بعد امریکانے جاپان
کے خلاف باقاعدہ اعلان جنگ
کر دیا۔ جس کا خمیازہ جاپان کو
1945ء میں ایٹم بم کے اثرات

اس رہائی میں نہ صرف اسپین کے ڈکٹیٹر جرنل "فرینکو" کا نام لیا بلکہ جلا وطن ہونے کے بعد مغرب سے اس کی واپسی کے بارے میں بھی بتایا، ساتھ ہی یہ بھی کہ اسے سمندر پار کر کے اسپین نہیں جائے دیا جائے گا اور اقتدار میں آنے کے بعد اس کی پارٹی میں اختلاف پیدا ہوگا، یہی نہیں بلکہ رہائی میں اس کے دشمن ڈکٹیٹر پر انموڈی "ریور" کا نام بھی بڑی صداقت سے لیا گیا... ایک ہی رہائی میں دو نام ہونا، یقیناً اتفاق قرار نہیں دیا جاسکتا....



جان ایف نینڈی

قوم کے دوبارہ خود کو بحال کرنے کی صرف اشارہ ہے۔



ڈاکٹر ڈومس کی رہائیوں میں ہنر کا نام مہم ہے، لیکن کچھ رہائیوں میں بعض نام اور اشارے بہت واضح ہیں جیسا کہ اسپین کے جرنل فرینکو سے متعلق رہائی اشاری واضح ہے (صدی ۱: رہائی 16):

*Le castel Franco sortira l'assemblée,
d'ambassadeurs non pleinsans faux scism;
C'aux de Rivera seront en la merlee,
Et au grand gouffre dernier aut l'entree*
The castillian Franco, will leave the
assembly,
The ambassadors will not be pleased
with the schism;
Those of Rivera will join in the fray,
But a great gulf denies them entry.

فرینکو کیسٹل اسمبلی سے جانے کا
غیر ناراض ہو کر چلے گا، جو جانیں
رہنے کے صاف فساد میں توجہ سے
اور اس کو خلیج میں واضح سے روکا جائے گا

بیسپانوی ڈکٹیٹر پر انموڈی ریور 1923ء سے
1929ء تک تخت پر قابض تھا، اس دوران توہن خانہ
بٹھی ہوئی، پھر دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی،
نیو ناسٹوں اور سوشلسٹ گروپ نے انقلاب شروع کر دیا،
جرنل فرینکو، اسپین کا دوسرا سب سے زیادہ طاقتور رہنما
تھا جو جزیرہ ہالیرک میں جلا وطن تھا، جرنل پر انموڈی
ریور اقال نکا پارٹی سے تعلق رکھتا تھا جو جرنل فرینکو کے
خلاف تھی۔ جب فرینکو نے دیکھا کہ اس کا ملک اب
سوشلسٹ قبضہ میں جاسکتا ہے تو وہ فوراً اسپین کے لیے
رواں ہوا لیکن اسے اسپین کی خلیج میں داخل ہونے سے
روکا گیا۔ مگر وہ حلیف طاقتوں (ہنر اور موسیقی) کی مدد
سے اسپین آ گیا اور اپنی فوجی آمر حکومت قائم کرنی۔

بیسویں صدی میں امریکہ میں نینڈی برادران
کے قتل پر بھی ناسٹ ڈومس کی ایک رہائی ملتی ہے
(صدی ۱: رہائی 26):

*Le grand du foudre tombe d'heure draine,
C'est un preduz par porteur populisme
Chavane profage tombe d'heure nocturne
Conflict Reims, London, L'empire pestifer.*
The great man will be struck down in
the day by a thunderbolt.
An evil deed, foretold by the bearer of
a petition.
According to the prediction: another
falls at night time.
Conflict at Reims, London, and pesti-
lence in Tuscany.

عظیم آواز کوہوت دہا ہے، بلیٹ مندوتی ہے خلیج
حرکت جس کی کرنے والے نے پیشگوئی کی
پھر دوسرا بہت مزارا جاتا ہے مگر رات کے وقت
ریس اور لندن میں لڑائی ٹو سکینیا میں دبا
امریکہ کے ہیٹیویوں صدر جان نینڈی کو نومبر
1963ء میں ویلاس میں دن دہانے سر میں گولی مار کر
قتل کر دیا گیا، پھر پانچ سال بعد 1968ء میں اس کے بھائی
رابرٹ نولس انجینس میں ابتدائی ریاستی انکسٹن کی
جیت کی خوش منات ہوئے آدھی رات کے وقت قتل

ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا حادثہ ہوا، جس نے بڑی شدت سے ایک بار پھر ساری دنیا کی توجہ ٹرانسٹریڈیس کی طرف مبذول کرائی۔ بین میں مندرجہ ذیل رباعی (صدی 1: رباعی 87) سب کی توجہ کا مرکز رہی ہے:

*Ennavigé feu du centre de terre
Feu tremble au tour de ses neufvres;
Deux grands rochers long temps furent la guerre
Deux Arethusa saugru nouveau fleuve.*
Earthshaking fire from the centre of the earth
will cause tremors around the New City.

Two long Castle will war for long time
then Arethusa will redder a new river

زمین کے مرکز میں آتے زمین کو بلاتی ہے
”نئے شہر“ کو زور دار جھٹکتے آتے ہیں
دو عظیم برج کے سبب لمبی جنت چھڑ جاتی ہے
پھر نئے دریا ہے سرخ رنگت کا سایہ پڑتا ہے
ٹرانسٹریڈیس کی کتاب میں اس درجہ ایک نئے شہر
”نیو سٹی“ کے متعلق متعدد پیش گوئیاں ہیں۔

1970ء کی دہائی سے کے متعلق تمام مفسرین متفق تھے کہ یہ ”نیویارک“ کی طرف اشارہ ہے اور پیش گوئی کے مطابق اس میں پیش آنے والی تباہی کو وہ تیسری عالمی جنگ چھڑنے کا خطرہ قرار دیتے تھے۔ کچھ پہلے محققین نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ آخر ٹرانسٹریڈیس نے اس رباعی میں لفظ دو عظیم برج کا استعمال کیوں کیا؟ لیکن 11 ستمبر 2001ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے حادثہ کے بعد ماہرین نے ان ساری پیش گوئیاں کارث اس طرف موز لیا۔ اس پیش گوئی میں دو عظیم برج سے مراد ٹوائن ٹاور ہے جاتے ہیں۔ اور نئے دریا سے مراد واہی، ہندو فرات ہے، لیکن اس حادثے سے متعلق صرف یہی ایک رباعی نہیں



لیڈی ڈیانا

کر دیا گیا، یہ دونوں حادثے ساری دنیا پر اثر انداز ہوئے خاص طور سے انگلینڈ، فرانس اور آئی اس سے متاثر ہوئے۔ 1963ء میں اسٹوڈینٹ کی ایک جماعت نے لندن اور پیرس میں کافی فساد اور شورش برپا کیا۔ جبکہ 1968ء میں فلورنس میں سیلاب کی وجہ سے کئی شہروں میں وبا پھوٹ پڑی تھی۔ کافی حد تک واضح اور محض اتفاق سے بہت آگے کی بات معلوم ہوتی ہے ...



اب ڈراناسٹریڈیس کی صدی 2 کی رباعی 28 ملاحظہ فرمائیں، جس میں برطانیہ کی شہزادی لیڈی ڈیانا کی حادثاتی موت کی طرف اشارہ ہے:

*Le penultime du surnom de prophete
D'entraîner Diana pour son jour de repos.
Loin vigueru par frenétique teste,
Et delivrance un grand peuple d'imposés*
The man with the Surname of the Prophet's name
Will bring Diana to her day of rest.
At a distance they wander in frenetic grief
Delivering a great people from ruin.

شہزادہ کے نام پر اپنا دوسرا نام رکھنے والا ڈیانا کو اس وقت لے جانے کا اور آرام کے لیے ہوا اضطراب میں بہت دور آوارہ پھرتے گئے اور عظیم شخصیت تباہی سے دوچار ہوئے شہزادہ چارلس اور شہزادی ڈیانا کے درمیان

اختراقات کے بعد 1996ء میں علیحدگی ہو گئی تھی، جو لیڈی ڈیانا کے لیے اضطراب کا دور تھا، 1997ء میں لیڈی ڈیانا اپنے دوست بوڈی افانڈ کے ہمراہ فرانس چلی گئیں، جہاں کار حادثہ ہوا جو ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔



ایسویں صدی کی ابتداء میں نیویارک سٹی میں

ہے۔ یہی طرح صدی 1: رباعی 97 میں ہے:

ترجمہ: امیر

(سدی 9: رباعی 48) منسوب کی جاتی ہے:

Le grand cité d'Océan maritime,
Environnée de marais en cristal:
Dans le solstice hyamal & la printe,
Sera coucée de vent épouvanté.

The great city of the maritime Ocean,
Surrounded by a crystalline swamp:
In the winter solstice and the spring,
It will be tried by frightful wind.

ساحل سمندر کا آیت عظیم شہر

جو شیشے کی دلدل سے گرا ہوا نظر آتا ہے

سرماء و بہار، جب سورج خط استوا سے دور ہو

وہ خوف ناک طوفانوں کا شکار ہوئے

سولہویں صدی کا کوئی شخص اگر آج مغربی ممالک

کے شہروں میں شیشوں سے بنی بلند و بالا عمارات اور

اسکائی اسکرپچر زکو دیکھے گا تو اسے پتین شیشوں کی دلدل

ہی کہے گا۔ ایسے ہی شہروں میں ایک امریکہ کا نیو اورلینز

شہر بھی ہے جہاں 2006ء کے موسم سرما میں سمندری

طوفان (ہیکین) تخریب آچکا تھا۔

نو مٹر ڈومس کی زئیل میں اور بھی بہت کچھ چھپا

ہوا ہے۔ اس نے روس کے خلاف چین اور امریکہ

اتحاد، دیوار چین کی تباہی، مشرق وسطیٰ میں عالمی جنگ،

دنیا کے بڑے حادثات، جنگوں اور خاص طور سے اپنی

کرائسٹ کی آمد کی پیش گوئیاں کیں ہیں۔ اس کے علاوہ

دنیا میں زلزلے اور دوسری قدرتی آفات کثرت سے

آئیں گی۔ جنگوں میں انسانی جانوں کا زیاں ہوگا اور دنیا

اتھل پھل کر رہ جائے گی۔ مذہب کے درمیان

اختلافات بڑھیں گے، عرب اور مغرب آپس میں الجھ

جائیں گے اور ان جنگوں میں لاکھوں کروڑوں انسان

لقمہ اجل بن جائیں گے۔ ڈیل میں ہم ایسی ہی چند پیش

گوئیاں پیش کر رہے ہیں۔

ایک پیش گوئی (سدی 1: رباعی 18) میں یورپ

میں اسلام سے غلبہ کے متعلق تحریر ہے کہ:

Cinq & 40 quinquante degrés cel brûlent,
Leu approchées de la grand est neuphe.
Instant grand flammé aparsa sultera,
Quand on voudra des Normans fait peuvre
Five and forty degrees, the sky shall
burn:

To the great new city shall the fire
draw nigh.

With vehemence the flames shall
spread and churn

When with the Normans they conclu-
sions try

آسمان پنتالیس ڈگریں ہلے گا

اور آگ بڑے "سنے شہر" کے نزدیک پہنچے گی

آگ کی آگ میں آیت شہد نپ کر پھیلے گا

جب وہ نارمن کے مقدمہ میں اٹھے ہوں گے

اس رباعی میں پنتالیس ڈگریں پر واقع بڑے نئے

شہر کا تذکرہ ہے، جنہر افیانی حافظ نے 145 ڈگریں صحر

پلور پر نیویارک، شکاگو، سان فرانسسکو، روم، پیرس اور

میدارہ واقع ہیں ان میں نیویارک سب سے بڑا شہر ہے۔



ناسٹر ڈیس نے خوف ناک سمندری آفات کی

طرف بھی اشارہ کیا ہے، جیسا کہ دسمبر 2004ء میں

جنوب مشرقی ایشیا میں آنے والا سونامی کے متعلق

مفسرین یہ پیش گوئی (سدی 1: رباعی 24) بتاتے ہیں:

Quand le poisson terrestre & aquatique
Sur force vague au portier feu met,
In forme étrange furve & haupique,
Les mer aux murs bien coté les ennemi

When fish and other land and sea life,
put upon the beach by strong wave,

its shape foreign, smooth and frightful.
From sea enemies soon reach the walls

جب مچھلیاں اور دیگر سمندری و زمینی حیات

ایک بڑی لہر کے ذریعے ساحل پر آگریں گی

اس کی شکل عجیب، ہموار اور خوف ناک ہوگی

سمندر سے دیواروں تک دشمن پہنچ جائیں گی

اسی صحت سال 2006ء میں امریکہ میں آنے

والے ہیکین تخریب سے متعلق مندرجہ ذیل پیش گوئی

مئی 2015ء

انسانیت کو آئین کے بعد آیت لاچارگی لاحق ہے
 صدیوں کا عظیم چہرہ بدلنے کو ہے
 خون کی بارش ہوگی، قطر، ہفتیس اور چہترتی
 و آسمان پر ہمدار پینٹاریوں دین آتے دیکھے گا

اسی طرح (صدی 17: 17 باغی) ملاحظہ کریں جو
 موسیٰ کی تبدیلی کریم باؤں انیسیت اور گھول
 وارمنٹ کی طرف اشارہ ہے:

*Les quarante ans l'été n'apparaîtront,
 Les quarante ans tous les jours fera voir
 la terre aride en terre aride,
 En grand déluge quand sera apparu.*

For forty years the rainbow will not be
 seen.
 For forty years it will be seen every day.
 The dry earth will grow more parched,
 and there will be great floods when it is
 seen

چالیس سال تک قوس قزح نمودار نہیں ہوگی
 پھر چالیس سال دو بار روز دیکھی جائے گی
 پتلی زمین خشک سے خشک تر ہوتی جائے گی
 پھر آئین براسیلڈ دیکھو گے، جب وہ نمودار ہوگا

دیا اس وقت وہ سردی میں منی ہوئی ہے۔ ایک اور جو
 نو سنہ ڈومس کی پیش گوئی کو سرے سے قبول نہیں کرتے
 اور دو سو آروہ جو ناٹ ڈومس و ایک مقدس حیثیت دیتا
 ہے اور اس کی پیش گوئیوں پر پوری طرح یقین رکھتا ہے
 حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ نو سنہ ڈومس نے جو کچھ کہا
 ہے وہ ہو بھی جائے، اس کی پیشین گوئیوں کی درستگی بھی
 جی سو فیصد تک نہیں پہنچتی تھی... اس کی بہت ساری پیش
 گوئیاں غلط بھی ثابت ہوئیں اور بہت ساری کا کوئی نتیجہ
 سامنے نہیں آیا ہے۔

نو سنہ ڈومس تو چنانچہ ایمین ایک ایسی کتاب چھوڑ گیا
 جو صدی در صدی لوگوں کو اور طے حیرت میں ڈالے ہوئے
 ہے اور خود اسے ایک منہ دشمنیت بتاتی ہے...



تاریخ اسلام

*Des la dis-corde négligence Gauloise
 Sera portage à Muhammed ouvert :*
*Le sang rempli la terre & mes Senoife,
 Le port Thoen de villes & nets couverts.*
 Because of French discord and negli-
 gence
 an opening shall be given to the Islam
 (Muhammedans).

The land and sea of Siena will be
 soaked in blood,
 and the port of Marseilles covered with
 ships and sails.

فرانسیسیوں کے اختلاف اور غفلت کی وجہ سے
 اسلام کے لیے راستہ کھل جائے گا
 اٹلی کی زمین اور سمندر خون آلود ہو جائیں گے
 ماز سینز کا ساحل کشتی اور جہازوں سے بھر جائے گا

(صدی 3: 46 باغی) میں تحریر ہے کہ:

*Le ciel (de Plancus la cite) nous profage,
 Les clés infignes & par étoiles fixes.
 Que de feu change futur s'approche l'orage
 Et pour son bien, ne puis ses maléfices.*

The sky (of Plancus' city) forebodes to
 us
 Through clear signs and fixed stars,
 That the time of its sudden change is
 approaching.
 Neither for its good, nor for its evils.

آسمان پیشی علامت دیتا ہے
 واضح نشانات اور اہل ستاروں کے ذریعے
 اچانک تبدیلی کا دور پہنچنے والا ہے
 جو نہ اچھوت کے لیے ہے اور نہ بروت کے لیے

یہ بڑی تبدیلی تیسری عالمی جنگ بھی ہو سکتی ہے
 اور خوفناک قدرتی آفت بھی، جس کے نتیجے میں زمین پر
 ہے پتلا فساد اور تباہی ہوگی، اسی طرح مندرجہ ذیل پیش
 گوئی (صدی 2: 46 باغی) سے:

*Après grand trouble humain plus grand s'ap-
 prè grand mortus les fralles renouvelle :*
*Pluye, sang, lait, famine, feu et peste,
 Au ciel ven feu, couant longue espincelle.*

After great trouble for humanity, a
 greater one is prepared
 The Great Mover renews the ages
 Rain, blood, milk, famine, steel & plague.
 Is the heavens fire seen, a long spark
 running.

حجرتے

دنیابھر میں رونما ہونے والے دلچسپ اور عجیب واقعات



پانی پر تیرتے پتھر

کیا آپ یقین کریں گے کہ سینکڑوں کلو وزنی پتھر پانی میں تیر سکتا ہے؟... لیکن یہ حقیقت ہے... یہ کوئی کرامت یا پراسرار قوتوں کا حامل پتھر نہیں، بلکہ قدرت کا ایک عجیب ہے۔

عنوان پڑھ کر آپ چونک گئے ہوں گے! چونکہ تیس تیس کیوں نہیں... بھلا پانی میں بھی کبھی پتھر تیرتے تھا... لیکن اگر کوئی آپ سے کہے کہ آئی کلو وزنی پتھر پانی میں تیر سکتا ہے۔ تو کیا آپ یقین کریں گے؟ لیکن یہ حقیقت ہے۔

پانی کی سطح پر تیرنے والے پتھر کی حقیقت بتانے سے قبل ہم ذرا اس پتھر کے سلسلے میں چند ایسے واقعات کا ذکر کرتے ہیں، جو عرصہ پہلے بھارت کے اخبارات میں یہ خبریں نمایاں طور پر شائع ہوئیں کہ جنوبی ہند میں تامل ناڈو اور سری لنکا کے درمیان ایک جزیرے رامیشورم میں ایسا پتھر پایا گیا ہے جو پانی میں تیرتا

ہے، یہ پتھر شاید 2004ء میں آنے والے سونامی کی وجہ سے کسی سے کسی سے تیر کر وہاں آ پہنچا تھا۔ اس پتھر کو عوامی نمائش کے لئے قرسی مندر نے ہی تالاب کے پانی میں چھوڑ دیا گیا۔ کسی نے اس پتھر کا تعلق رمانن دور سے جوڑا، کسی نے اسے سائنس کے لئے چیلنج سمجھا، کچھ نے اسے کرامتی پتھر سے تعبیر کیا تو کسی نے اسے توہمات جانا۔ بہر حال اس پتھر کے پانی پر تیرنے کی خاصیت کے باعث عوام میں تجسس بڑھنے لگا، مندر میں رکھ کر اس کی پوجا شروع ہو گئی اور اسے دیکھنے کے لئے لوگوں کی بھیڑ مندر میں لگنے لگی۔

ہندوؤں کے اس پتھر کو پوجنے کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ان کی مقدس کتاب "رمانن" کے چھٹے باب میں ایک واقعہ درج ہے کہ جب رام جی، سیتا کو بچانے لگا

افراد جمع ہو جاتے ہیں۔

دکن میں بابا مسکین شاہ کے مزار پر پانی سے بھرے ایک برتن میں ایک پتھر تیرا رہتا ہے۔ جبکہ اس پانی میں ایک سدا ڈالا جائے تو وہ ڈوب جاتا ہے۔۔۔۔۔ یہ واقعات سن کر طرح طرح کے سوال عام انسانوں کے دماغ میں ابھرنے لگتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے پتھروں کے تیرنے کی... کیا یہ پتھر کسی خاص قدریت سے بنے ہیں یا واقعی یہ کوئی راستہ ہے۔

ماہرین بتاتے ہیں کہ پانی پر تیرتا پتھر، کوئی اچھبے کی بات نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس صفت کے پتھر محض بھارت ہی میں نہیں بلکہ سری لنکا، جاپان سمیت کئی مقامات میں ملتے ہیں۔ یہ عام طور جزائر، ساحل سمندر، آتش فشاں کے قریبی علاقوں پر کافی مقدار میں ملتے ہیں۔ ایسے پتھر اپنی مخصوص اندرونی ساخت کی وجہ پانی کی سطح پر تیر پاتے ہیں۔

پہلے دور میں یہ اچھبے کا موضوع تھا، جب اس کو چیزوں کے تیرنے کی حکمت و جوہات معلوم نہیں تھیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے انسانی زندگی کو کئی طرح کی سہولتیں دستیاب ہوئی ہیں، اتنی ہی نہیں پہلے جن سوالات کے جواب تلاش کرنے میں ٹھنڈی زندگی لگا دیا جاتا تھا اب وہ سوان چنگلی میں حل کر دیئے جاتے ہیں۔ چنگلی میں ان گتھیوں کو سلجھایا جاتا ہے، جن کے لئے کبھی بے وجہ کے دلائل دیے جاتے تھے۔

کوئی چیز بھی پانی پر تیرتی کیوں ہے؟

پہلے یہ سمجھا جاتا رہا ہے کہ ہلکی چیزیں پانی پر تیرتی ہوتی ہیں اور بھاری چیزیں پانی میں ڈوب جاتی ہیں۔ لیکن کچھ وقت بعد وہ تسلیم بھی غلط ثابت ہوئی کیونکہ یہ

روان ہونے تو ہند اور لنکا کے درمیان سمندر پار کرنے کے لیے انہوں نے ایک پل بنوایا، ہومان اور ان کی فوج نے پہاڑوں سے چٹانیں اٹھا کر سمندر میں ڈالیں، جو سمندر کی سطح پر تیرنے لگیں، یوں اس واقعہ کو اس جہتی کی کرامت کہا جانے لگا۔

چھتیس گڑھ میں کوربا میں رہنے والے چھ پتے قریب ہی واقع ہمدیو نائی دریا میں نہانے کے لئے گئے۔ دریا میں نہاتے وقت ہی ان بچوں کی نظر پانی میں تیرتی ہوئی ایک پتھر جیسی چیز پر پڑی، جو تیرتی ہوئی ان کی جانب ہی آ رہی تھی۔ تجسس بچوں نے اسے ہاتھ میں پکڑ کر دیکھا تو پتہ چلا کہ پانی میں تیرنے والی وہ چیز پتھر ہے۔ اس سے وہ حیرت میں پڑ گئے، بچوں نے پتھر کو دریا میں بار بار پھینک کر دیکھا لیکن وہ ڈوب نہیں رہا تھا۔ اس پر بچے اسے اٹھا کر قریب ہی واقع نہر میں سے کرا گئے۔ نہر کے پانی میں بھی پتھر تیر رہا تھا۔ پتھر بچوں نے اس کی اطلاع بستی کے لوگوں کو دی۔ بستی کے لوگوں نے پتھر کو نہر کنارے واقع مندر میں رکھ کر پوچھا پتھر کیوں تیرتی ہے۔

ہندوستان کی ریاست مدھیہ پردیش کے دیو اس ضلع سے 45 کلومیٹر دور حانی پیلہ گاؤں کے قریب مندر میں بھی اسی طرح کے پتھر سے بنائی گئی سات کلو وزنی مورقی موجود ہے۔ ہر سال تہوار کے موقع پر اس مورقی کو پوجا کر کے پورے اعزاز کے ساتھ دریا میں تیرایا جاتا ہے، اس جوبے کو دیکھنے کے لئے ہزاروں

رامیشور مندر میں موجود تیرتے پتھر



تیرتے پتھر کی حقیقت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1



ترقی یافتہ ممالک میں توہمات کی بجائے تیرتے ہاتھ کے چند مثبت استعمالات... انکوریم میں تیرتے معنی پلاست اور پانی میں گھومتا گلوب۔



ہو جاتا ہے۔ یہی حالت سوئی کا ہے اس کا وزن تو کم ہے مگر چونکہ اس کا سائز اتنا کم ہے کہ اس کے نیچے موجود پانی کا وزن اس سے زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ ڈوب جاتی ہے اگر اس سوئی جتنے وزن کے لوہے کو پھیلا کر ایک سنی مینڈ چوڑا کر لیا جائے تو اب یہ لوہا بھی نہیں ڈوبے گا بشرطیکہ پانی اس کے اوپر نہ آئے پائے۔ اسے پانی پر اس طرح رکھیں کہ پانی اس کے اوپر چڑھنے نہ پائے یعنی اس سے کنارے اونچے رکھے جائیں۔ لیکن اگر اس سوئی کے جسم کو اپنی اصلی حالت میں رکھیں اور اس کے چاہے جتنے مرضی اونچے کنارے رکھیں وہ ہمیشہ ڈوب ہی جائے گی۔

مچھلی کے پانی پر تیرنے کا سبب کچھ مختلف ہے، مچھلی اپنے سائز کی وجہ پانی میں تیرتی ہوئی ہے۔ وہ اپنی ذم کی طرف سے پانی کو الگ الگ سمت میں ہناتی رہتی ہے اس کی طرف وہ اپنے تیرنے کی سمت کا تعین کرتی ہے۔ مچھلی اپنے ذم کی طرف سے اپنے وزن کے برابر

دیکھنا سیکر ہلکی انگلشن پانی میں ڈوب جاتی ہے جبکہ برابر وزن نہ ہونے جہاز پانی میں مزے سے تیرتے رہتے ہیں، ان سے اس بات کو بھی تقویت ملی کہ تیرنے کے لئے ہڈیاں بھاری ہونا بھی کافی نہیں ہے بلکہ کچھ دوسرے سبب بھی ہونا چاہئے۔

دراصل پانی میں کسی چیز کے ڈوبنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا وزن اس کے حجم سے زیادہ ہو۔

یہ دیکھ گیا ہے کہ تیل پانی میں ہمیشہ تیرتا ہے، چاہے تیل پانی میں ڈالا جائے یا پانی تیل میں، اس کی وجہ تیل کی کثافت کا پانی کی کثافت سے کم ہونا ہے۔ جس بھی مائع کی کثافت کم ہوتی ہے وہ ہمیشہ زیادہ کثافت والے مائع کی بالا سطح پر رہے گا۔

تیرنے کی دوسری مثال انگلشن و جہاز کی ہے۔ یہ آرشمیدس کے اصول سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے، جس کے تحت جب حجم وزن کے تناسب سے زیادہ ہو گا تو وہ چیز پانی میں ڈوبے گی نہیں۔ بحری جہاز اسی اصول کے تحت بنائے جاتے ہیں ان میں بحری جہاز کے جزاروں کا وزن کو سطح پر اس طرح پھیلا دیا جاتا ہے کہ جہاز کی کثافت اس کے پینڈے کے نیچے موجود پانی کی کثافت سے کم ہو جاتی ہے۔

پانی کے اوپر موجود چیز کا وزن اس چیز کے نیچے موجود پانی کے وزن سے زیادہ ہو تو وہ چیز ڈوب جائے گی۔ اب جہاز کا وزن تو جزاروں کا ہو سکتا ہے مگر اس کا سائز بڑھا کر اسے پانی پر اس طریقہ سے پھیلا دیا جاتا ہے کہ اس کا وزن اس کے نیچے موجود پانی کے وزن سے کم

درجہ حرارت بخاروں ڈھری سینٹی گریڈ ہوتا ہے جس میں چٹانیں پھٹتی ہوئی حالت میں رہتی ہے ساتھ ہی اس میں مختلف ٹیسٹیں رہتی ہے۔ جب بھی آتش نشاں پھٹتے ہیں تب ان کے دبانے سے بھاری دبانے کے ساتھ گرم لاوا نکلتا ہے۔ اس لاوے میں گرم ٹیسٹیں، پھٹتی ہوئی چٹانیں باہر تھکتی ہیں جو آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہو کر ٹھوس شکل میں تبدیل ہوتے



پانی کو بناتی ہے اور پانی میں تیرتی رہتی ہے۔ سمندر کے پانی میں نمک زیادہ مقدار میں کھلے رہتے ہیں پانی کھارا ہوتا ہے جس سے اس کی کثافت بڑھ جاتی ہے اس لئے سمندر کے پانی میں تیرنا دریا کے پانی میں تیرنے سے آسان ہے۔ اسرائیل کے پاس بحر مردار کے نام سے جھیل کے پانی میں تو نمک اتنا

لگتا ہے، ان میں ٹیسٹ کے ٹیپے بچے رہتے ہیں۔ یہ ہوا پتھر کے سوراخوں میں رہ جاتی ہے۔ اور یہ مخصوص ساخت اسٹینج، ڈبل روٹی کی طرح نظر آتی ہے۔

زیادہ مہلا ہوا ہے کہ وہاں پر کوئی آبی مخلوق زندہ نہیں رہ پاتی۔ لیکن اس خصوصیت کی وجہ سے اس میں کوئی شخص ڈوب نہیں سکتا وہ آرام سے تیر سکتا ہے، بیٹھے رہ سکتا ہے۔

ایسے پتھر جس میں ایئر سیل ہوتے ہیں پانی میں تیرنے والے پتھر جو جس Pumice کے نام سے جانے جاتے ہیں یہ پتھر اندرونی طور پر سوراخ دار ہوتے ہیں جن میں ہوا بھری ہوتی ہے۔ یہ جگہ رنگ کے ہوتے ہیں جس میں سیلکا و ایمنٹا کا فیصد زیادہ ہوتا ہے۔

تیرنے والے پتھروں میں بھی کچھ خاصیت پائی جاتی ہے۔ ارضیاتی سائنس کی ایک کتاب جیولوجی آف انٹینشیس راک petrology of igneous rocks (مصنف ایف ایچ بیچ ایس ویلز Hatch, F H: Wells) میں ایسے پتھروں کے سلسلے میں معلومات ملتی ہیں جو پانی پر تیرتے ہیں۔ ان کی اندرونی ساخت اینڈیم ٹھوس نہ ہو کر اندر سے سٹینج یا ڈبل روٹی جیسے ہوتی ہے جس میں بیچ بیچ میں ایئر سل ہوتے ہیں۔ ان کے اندر ہوا ہونے کی وجہ سے یہ پتھر وزن میں بھاری ہونے کے باوجود بھی کثافت کے حساب سے ہلکے ہوتے ہیں اور اس وجہ سے یہ پتھر پانی میں تیر پاتے ہیں۔

اگر پتھروں کی مختلف حالتوں اور خصوصیات کے بارے میں میں باتیں کی جائیں تو کچھ پتھر چٹندار ہوتے ہیں تو کچھ شفاف، کچھ پتھر روشنی بکھیرتے ہیں تو کچھ ایک دم سیاہ ہوتے ہیں یہ خصوصیت پتھری میں نہیں دنیا میں بیشتر اشیاء و جاندار میں اپنی انفرادیت کے ساتھ دستیاب ہے، ضرورت ہے ان پر سائنسی اندازہ لگانے سے غور کرنے کی۔

چونکہ پتھر کے متعلق ایسا دوسری کتاب جیولوجی انٹینشیس، سڈ-مینٹری اینڈ میٹامورفک petrology igneous sedimentary and metamorphic (مصنف ہاروے ہارٹ ہاروی harvey) میں بتایا گیا ہے۔ زمین کی اندرونی سطح نیچے

سائنس نے فطرت کے تخی راز کو تحقیق و تجربوں سے بوجھا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں تو ہمت کی بجائے تیرتے پتھر کے مثبت استعمالات ہو رہے ہیں مثلاً ایئرو نیو میں تیرتے سنی پلانٹ اور پانی میں ٹھوس ٹھوب۔



مرتبہ: پرمیس

انکشافات

چھوڑتے ہیں جو انسانی کان سن نہیں سکتے ہیں اور اس کے لیے وہ 50 کلو ہرٹس سے بھی بلند بیچ استعمال کرتے ہیں۔ تاہم یہ صرف وہانوی سیت ہی نہیں ہوتے، بعض مواقع پر جو بیابانی فریکوئنسی پر اپنے نر کے لیے پیغام چھوڑتی ہے یا پھر اس کے نوزائیدہ بچے اپنی ماں کو ڈانسنے کے لیے انتہائی بلند بیچ استعمال کرتے ہیں۔

ریسرچرز نے نیہارٹری میں مختلف مقامات پر چوبیا کو بند کر کے چوبے کے گیتوں کو ریکارڈ کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مادہ قریب موجود ہوگی تو چوبے کی گیت کی طرز تبدیل ہو جاتی ہے۔ گیت سن کر چوبیا اپنے نر کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

دیتی ہے۔ پروفیسر جادوس کے مطابق چوبے کے گیتوں میں کیہ نیشن سنٹز پائے گئے ہیں اور یہ سنٹز کسی اچانک رویے کا اشارہ نہیں ہیں۔ چوبے کی ان نغمات کا تھابل محققین نے پرندوں کے گیتوں کے ساتھ بھی کیا۔

ڈیوک یونیورسٹی کے پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ میں شریک جوناٹھن خانوٹ کا کہنا ہے کہ زیر زمین ہوں یا کھلے جنگلاتی ماحول میں جب کسی نر چوبے کا سن کسی مادہ کے لیے چاہتا ہے اور ایسے میں وہ مادہ کو نہیں قریب یا دور تک محسوس نہیں کر پاتا تو پھر وہ محبت کے نغمے کو فضا میں بند کرتا ہے۔ چوبے اپنی مادہ کے لیے گیت انتہائی بلند بیچ پر

چوبے بھی گیت گاتے ہیں



صرف انسان ہی اسہنہ محبوب کو منانے یا اس کا دل جیتنے کے لیے گیتوں کا سہارا نہیں لیتے ہیں بلکہ یہ خاصیت چوبوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ البتہ وہ ان گیتوں کے لیے اشارے ساتھ لبروں کا استعمال کرتے ہیں۔

شینی کیلیفورنیا (امریکہ) کی ڈیوک یونیورسٹی کے شعبہ نیورویولوجی کے پروفیسر ایرک جادوس کا کہنا ہے کہ جانوروں میں کیو سیکیشن انسانوں کے مقابلے میں بہتر انداز میں دکھائی

ایجابات

ایک منٹ میں چارج ہونے والی موبائل فون بیٹری تیار

آئی فور نیوا کی سٹینفورڈ یونیورسٹی کے محققین نے ایک ایسی نئی بیٹری تیار کر لی ہے، جو ایک منٹ سے بھی کم وقت میں مکمل ری چارج ہو جاتی ہے۔ سارٹ فونز کے لیے بنائی گئی ایلیو مینیم کی یہ بیٹری سستی، پگھلاؤ اور ویریا بھی ہے۔ اس نئی ایجاد کے بعد اب تک موبائل فونز اور لیپ ٹاپ میں استعمال ہونے والی لیتھیم آئن بیٹریوں کی جگہ ایلیو مینیم آئن بیٹریاں لے سکتی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ انتہائی حیرت آفری سے ری چارج ہونے والی ایلیو مینیم کی یہ بیٹری اب تک استعمال ہونے والی لیتھیم آئن بیٹری کی نسبت بہت زیادہ محفوظ بھی ہے۔ لیتھیم آئن بیٹری بعض اوقات پھٹ جاتی ہے اور اسے آگ بھی با آسانی لگ جاتی ہے۔

موجودہ لیتھیم آئن بیٹری تقریباً ایک ہزار سائیکلز کے بعد ختم ہو جاتی ہے جبکہ نئی بیٹری سات ہزار پانچ سو سائیکلز کے بعد بھی کام کرتی رہتی ہے۔ اس بیٹری کو موزایا فولڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔ ریسرچرز کے مطابق بڑے سائز کی ایلیو مینیم بیٹریوں کو قابل تجدید توانائی کے انکریٹل اسٹیشنوں پر توانائی اسٹور کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کیو آر کوڈ Qr Code

ستقبل کی دنیا > نہ پاسورڈ کی جھنجھٹ، نہ لکھنے کی زحمت
وقت کی بچت اور ایک کلک پر معلومات محفوظ

آپ نے انٹرنیٹ پر کوئی سافٹ ویئر ڈاؤن لوڈ کرتے وقت، یا مختلف رسالوں میں اور اس میں کمپنیز کی پروڈکٹ پر ایک سیاہ رنگ کا چوکور خانہ دیکھا ہو گا، اس میں عجیب سی لائنیں اور ڈھیر سارے نقطے ہوتے ہیں۔ گذشتہ ماہ انہی صفحات پر ہم نے بتایا تھا کہ آئندہ آنے والے دور میں موبائل سم کا استعمال ختم ہو جائے گا اور اس کا متبادل لاگ ان آئی ڈی اور پاس ورڈ کی صورت میں ہو گا۔ البتہ یہ آئی ڈی اور پاس ورڈ، لمبے چوزے نمبروں یا پیچیدہ حرفوں کے بجائے چوکور QR کوڈز پر مشتمل ہوں گے۔

یہ QR کوڈ کیا ہے؟... کیو آر کوڈ یعنی Quick Response Code "کوئیک رسپانس کوڈ" دراصل روایتی بار کوڈ کی ایک قسم ہے جسکی ابتدا، جاپان سے ہوئی۔ کیو آر کوڈ بار کوڈ کے مقابلے میں سیدھی لائنوں کی بجائے کاسے چوکور خانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مختلف سائز کے یہ چوکور خانے مل کر ایک بڑا چوکور خانہ بناتے ہیں اس کا ہیک گراؤنڈ سفید ہوتا ہے۔ ان چوکور خانوں میں مختلف قسم کی معلومات سُور ہوتی ہیں جنہیں عام طور پر سمارٹ فون کی مدد سے سکین کیا جاتا ہے اور سافٹ ویئر اسے پڑھ کر ایک سیکنڈ میں معلومات موبائل سکرین پر دکھاتا ہے۔ کیو آر کوڈ سب سے پہلے موٹر گاڑی صنعتوں کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ 1994 میں ٹویوٹا کی ایک ذیلی کمپنی Denso Wave نے گاڑیوں کی تیاری کے دوران مختلف پوزوں کے بارے میں بہتر معلومات رکھنے کے لیے یہ نظام متعارف کروایا۔ لیکن اس کی جلد پڑھنے کی اہمیت اور بڑی سُور تیج صلاحیت کی بنا پر، یہ کوڈ دوسرے شعبوں میں بھی مقبول ہو گیا۔



آج کیو آر کوڈز کا استعمال شاپنگ، انٹرنیٹ اور مختلف اقسام کی مصنوعات کی ٹریکنگ کے لیے کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ کیو آر کوڈز کو پیسے کی منتقلی اور ویب سائینس پر لاگ ان کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کمپنیاں اور پروڈیوسرز اپنے وزٹنگ کارڈز پر کیو آر کوڈز بھی چھپواتے ہیں جنہیں سکین کر کے آپ یو آر ایل تکھے بغیر ہی انکی ویب سائٹ اور دیگر معلومات ملاحظہ کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ سامنے دینے گئے کوڈز کو اسکین کر کے آپ ڈائریکٹ روحانی ڈائجسٹ کی ویب سائٹ www.roohanidigest.net پر پہنچ سکتے ہیں۔

بعض مارکیٹنگ کمپنیاں مصنوعات کی تشہیر یا خصوصی ڈسکاؤنٹ فراہم کرنے کے لیے بھی کیو آر کوڈز کو پیبک مقامات اور اخبارات میں شائع کرتی ہیں، جس سے صارفین کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے۔ 2011 میں نیدر لینڈ کے رائس ڈیج منٹ نے کیو آر کوڈ کے حائل سکے بھی جاری کیے۔ اور تو اور کچھ ممالک میں اب قبر کے کتبوں پر مرنے والی کی معلومات کیو آر کوڈ کی شکل میں چسپاں کی جارہی ہیں۔

روایتی بار کوڈ کے مقابلے میں QR code میں ڈھیروں معلومات سُور کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً آپ اس میں اپنا نام،



پتہ اور نیلی فون نمبر، فیس بک پتہ، ویب سائٹ یا پھر کوئی بھی پیغام سنور کر سکتے ہیں۔ جب آپ کے دوست اسے سکین کریں گے تو انہیں یہ معلومات مل جائیں گی۔ مثال کے طور پر سامنے دیا ہوا کیو آر کوڈ روحانی ڈائجسٹ کا وزٹنگ کارڈز Vcard ہے جسے اسٹین کر کے روحانی ڈائجسٹ کا پتہ، فون نمبر، ای میل اور ویب ایڈریس سب کچھ از خود آپ کے موبائل کینیٹ میں محفوظ ہو جائے گا۔

اسکے علاوہ آپ کیو آر کوڈ میں کچھ کمانڈز بھی محفوظ کر سکتے ہیں جیسے کسی خاص نمبر پر کوئی SMS بھیجنا ہو تو اس کا کیو آر کوڈ بنا لیجئے۔

جو کوئی بھی اسے سکین کرے گا اس کے نمبر سے میج بھیج دیا جائے گا۔ کوئی بھی ڈسٹرپشن، تحریر حتیٰ کہ یہ پورا آرٹیکل بھی کیو آر کوڈ کی مدد سے بھیجا جاسکتا ہے۔

روایتی بار کوڈ کے مقابلے میں کیو آر کوڈ پڑھنے کے لیے سیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے سمارٹ فونز کا استعمال عام ہے جس میں لگا پرا سیر کیمرہ لی گئی تصویر کا تجزیہ کرتا ہے اور طے شدہ سٹینڈرز کی مدد سے کیو آر کوڈ سے معلومات حاصل کرتا ہے۔ کیو آر کوڈ پڑھنے کے لیے اینڈرائیڈ، آئی او ایس، ونڈوز فون، جیٹ بیری اور دیگر آپریٹنگ سسٹمز کے لیے بہت سی ایپلی کیشنز دستیاب ہیں۔ جو آپ ایپ اسٹور سے آسانی اور ہائیل مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ جو

Barcode اور scan.me ، QR Droid Code Scanner ، QR Code Reader ، QR Reader Generator/Reader کے نام مشہور ہیں۔

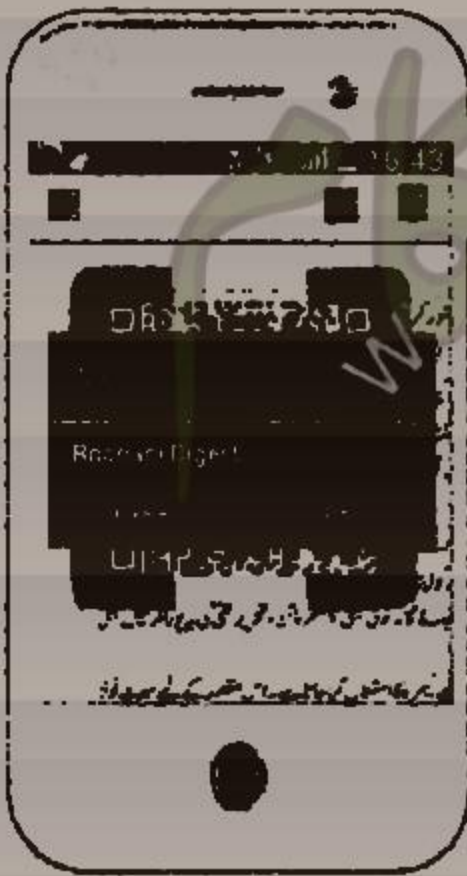
کیو آر کوڈ پڑھنے کا طریقہ بانٹل سہل ہے۔ بس اپنی ڈیوائس کے آپریٹنگ



سسٹم کے مطابق ایپس ڈاؤن لوڈ کریں اور اسے اوپن کریں اوپن ہوتے ہی ایک کیمرا سکیئر اوپن ہو جائے گا۔ اسے کس بھی بار کوڈ کے سامنے لائیں، یہ فوراً اس کی معلومات کو اس میں لیا گیا پوشیدہ ہے۔

کیو آر کوڈ کا استعمال مفت ہے اور اسکے لیے کسی قسم کے لائسنس کی ضرورت نہیں۔

احتیاط بھی ضروری ہے: تاہم غیر ضروری طور پر کسی بھی انجان کیو آر کوڈ کو سکین کرنے سے گریز کیجئے، کیونکہ ہیکرز کیو آر کوڈ کے ذریعے آپ کے کمپیوٹر یا موبائل فون میں موجود خفیہ معلومات تک مکمل رسائی حاصل کر سکتے ہیں اور آپ کے فون میں موجود کیمرہ کو خفیہ نگرانی کے استعمال یا پھر آپ کے بیلنس کے زیاں کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔





ایک ایسا درخت جسے ایٹر ہم
بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا

”جنگبو یوبا“ ginkgo biloba

طب کی دنیا کے مشہور ترین درختوں
میں سے ایک ہے، جنگبو بلابا پودا
پہلے صرف چین میں پایا جاتا تھا لیکن
بعد میں کوریا اور جاپان میں بھی است لگایا
جانے لگا۔ اس درخت کی جڑوں پھل

دلچسپ و عجیب

اور پتوں کا مختلف بیماریوں کے علاج کے قدیم
نسخوں میں کافی استعمال نظر آتا ہے اور موجودہ دور میں بھی اسے قدرتی
ادویات میں کثرت کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ جنگبو بلابا نامی اس درخت
کا قد عام طور پر 20 سے 25 میٹر تک ہوتا ہے مگر چند درخت 50 میٹر کی
اونچائی تک بھی پہنچ جاتے ہیں۔ ان درختوں پر حال ہی میں بتائی جانے والی
ایک ڈاکوینٹری فلم میں بتایا گیا ہے کہ یہ درخت انتہائی نامناسب ماحول میں
بھی اپنی افزائش جاری رکھتا ہے۔

ڈاکوینٹری میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران
جب امریکانے جاپان کے شہر ہیروشیما پر ایٹر بم گرایا تو دھماکا کے جھدے سے
ایک نکو میٹر کے قاصدے پر جنگبو یوبا کے 6 درخت گئے ہوئے تھے۔ دلچسپ
بات یہ ہے کہ ایٹمی دھماکے کے بعد یہ 6 درخت ان چند جانداروں میں سے
تھے جو زندہ بچ گئے تھے جب کہ تقریباً تمام پودے اور جانور مر گئے تھے جب
کہ یہ درخت آج بھی زندہ اور اپنی جھدے پر قائم ہیں۔

صحت

زیادہ چکائی والی غذائیں
بچوں کی ذہنی صلاحیت پر
اثر انداز ہوتی ہیں



بچوں میں ضروری ذہنی صلاحیت
کی جانچ کے لیے امریکان ایل ٹوائے
یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے 7 سے
10 برس کے بچوں پر تحقیق کی، اور
انکشاف کیا ہے کہ سرخ اور کھلے
ہوئے کھانے بچوں کی ذہنی صلاحیت
پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہی نہیں جو
بچے چھوڑیڈ چربی والی غذا میں کھاتے
تھے ان میں سوچ و فکر اور جوابی
رد عمل کی رفتار سست ہوتی ہے۔ ان
بچوں میں چیزوں کو یاد رکھنے کی
صلاحیت بھی کمزور ہوتی ہے۔

دانت صحت، دل قدرت

دانت اور دل میں بھی

تعلق پایا جاتا ہے۔

برطانیہ میں کی جانے والی حالیہ
تحقیق میں انسانی ذہن میں پائے
جانے والے بیکٹریا سے ہونی والی
دانتوں کی خرابی اور دل کی بیماریوں
کے درمیان تعلق دریافت کرتے
ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ افراد جو دانتوں

جاتی ہیں جو دل کی صحت کے لئے
نقصان دہ ہوتی ہیں اور ان کے زیادہ
استعمال سے دل کے دورے کا خدشہ
بڑھ جاتا ہے، اس لئے منہ کو صاف
رکھنا بے حد ضروری ہے تاکہ دانتوں
کی تکالیف کے ساتھ دل کی حفاظت
کو بھی یقینی بنایا جاسکے۔



کے انفیکشن میں مبتلا ہوتے ہیں انہیں
دل کی بیماریاں لاحق ہونے کا خدشہ
زیادہ ہوتا ہے۔

طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ دانتوں کی
بیماریوں میں سب سے عام مسوزھوں
کی تکالیف اور دانتوں میں کیڑا لگنے ہے
جس میں سوزش سے فوری آرام کے
لئے عموماً وروکش ادویات استعمال کی

روح کا انتقام



محبت اور انتقام کی ایک نئی اور پر اسرار کہانی۔ جو آج بھی اسکاٹ لینڈ کی لوک داستانوں میں شمار ہوتی ہے اور وہاں کے ہر باشندے کی زبان پر عام ہے۔

سب چھوٹا لڑکا تھا۔ سر جیمز اسٹوارٹ کو برطانوی سول وار میں چارلس دوم کی حمایت کی وجہ سے ہارٹ Knight کا خطاب ملا، وہ اسکاٹ لینڈ پارلیمنٹ کی جانب سے ایڈنبرگ میں بطور کمشنر بھی اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

سر جیمز اسٹوارٹ نے بے پناہ دولت کمائی اور اپنے ہر بیٹے کو کوئی نہ کوئی جائیداد خرید کر اس کا نواب بنایا، سب سے چھوٹا اور چھوٹا لڑکا ہونے کے وجہ سے رابرٹ اسٹوارٹ، ایک بگڑا ہوا نوابزادہ بن چکا تھا، اسے ایلن بینک کی جائیداد ملی۔

یہ کہانی 1670ء کی وہابی سے شروع ہوتی ہے

یہ ساڑھے تین سو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ اسکاٹ لینڈ کے سرحدی صوبے اسکاٹش بارڈر میں بروک شائر کاڈنی Berwickshire کے ایڈرم گاؤں کے نزدیک ایک ایڈر Blackadder کے دریا کے کنارے ایلن بینک Allanbank میں ایک متمول خاندان رہائش پذیر تھا۔ اس خاندان کا مالک، ریمس زادہ اور بیرونیت (نواب) رابرٹ اسٹوارٹ Robert Stuart تھا۔

رابرٹ اسٹوارٹ ایڈنبرگ Edinburgh کے جاگروار و منتظم Lord Provost اور تاجر سر جیمز اسٹوارٹ اور ان کی پہلی بیوی این ہوپ کا ساتواں اور

جین آتے جاتے اسٹوارٹ کو اپنی بڑی بڑی نبلی آنکھوں سے اس طرح دیکھتی گویا وہ اسے اپنی آنکھوں میں سمو لے گی۔ جین طبعاً رومان پسند واقع ہوئی تھی۔

جب سے نوجوان راہبہ نے اسٹوارٹ کو دیکھا تھا، اس کے دل میں الجھل مچ گئی تھی۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ راہبہ کی زندگی ترک کر دے گی اور باقی زندگی اسٹوارٹ کے ساتھ گزارے گی۔

جہاں تک اسٹوارٹ کا تعلق تھا، ”دونوں طرف ہے آگ۔ برابرگی ہوئی“ والا معاملہ تھا اور پھر ایک تاریک شب کو جین چرچ کی سرحد پار کر کے اپنے محبوب سے آئی۔ اسٹوارٹ اسے پا کر بے حد خوش تھا۔ اسے اپنی مصنوعی جاگیر دانانہ زندگی سے زیادہ جین کی سادگی بھائی۔ وہ جین اور ملازمین کے ہمراہ اس مکان سے منتقل ہو کر کانویٹ سے دور ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہو گیا جہاں وہ دونوں اپنی محبت کو پروان چڑھانے لگے۔ اس طرح دو مہینے بیت گئے۔ یہاں تک کہ اسٹوارٹ اس خاموش زندگی سے اکتا گیا۔ اب اس نے سوسائٹی گریڈ سے راہ و رسم بڑھائی شروع کر دی۔ وہ جین سے کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتا اور رات رات بھر غائب رہتا۔

بے چارن جین سینے پر رونے میں لگی رہتی یا آہیں بھرتی۔ اسے اسٹوارٹ کی بے اعتنائی کا بے پناہ دکھ تھا۔ وہ اب ایک ایسی مسافر تھی جس کی کوئی منزل نہ تھی۔ جب اسٹوارٹ دیر سے نوثا تو جین کو روتے پاتا۔ پھر کچھ ہی دنوں بعد وہ ایک دوسرے کو طعنے دینے اور نزنے جھگڑنے لگے۔

آخر کار ایک دن جین نے زار و قطار روتے

جب رابرٹ اسٹوارٹ تعظیم حاصل کرنے یورپ روانہ ہوا۔ اسٹوارٹ ایک حسین و جمیل شخصیت کا مالک تھا اور عیاشی، لذت لاشی، لذت اور بیرون ملک جانے میں بڑی مسرت محسوس کر رہا تھا۔

پہلے وہ روم گیا۔ اس نے بہت کم وقت پڑھائی میں صرف کیا اور زیادہ عرصہ سیر و تفریح اور زلف بچوں کے سائے میں گزارا۔ جب یہاں کی رنگین صحبتوں سے اس کا دل میر ہو گیا تو اس نے حسین خوابوں کی سر زمین پیرس میں قدم رکھا۔

اس زمانے میں لوئی چہار دہم Louis XIV فرانس کے تخت پر متمکن تھا اور اس کے دربار پر دن عید اور رات شب برات کا سماں ہوتا تھا۔ اس کے درباری زیادہ وقت عیاشی اور ساز باز میں صرف کرتے تھے۔ امر میں عمدہ لباس اور عمدہ خوراک کا شوق جنوں کی حد تک بڑھ گیا تھا۔ ایسی رنگین فضا میں جب اسٹوارٹ داخل ہوا تو گویا اس کے دل کی مراد بر آئی۔

اسٹوارٹ جس مکان میں رہائش پذیر ہوا، اس کا رخ ایک عیسائی خانقاہ convent کی طرف تھا۔ وہ ہر صبح نوجوان راہبوں کو کانویٹ میں آتے جاتے دیکھتا۔ ان میں کچھ راہبائیں بھی ایسی تھیں جو راہبانہ زندگی سے زیادہ دنیا میں دلچسپی رکھتی تھیں اور موقع کی تلاش میں رہتیں کہ کسی طرح چرچ کی روکھی پھینکی زندگی سے نجات حاصل کریں۔ خانقاہ سے باہر کی دنیا میں خوشیوں سے دامن بھرنے کے لیے بے قرار ایک راہبہ کا نام جین ڈیلا سیلے Jeanne de la sale تھا جو بعد میں پیرلین جین Pearlين Jean کے نام سے مشہور ہوئی۔

تھا۔ اس نے آتے ہی مجھی کے دروازے کے مینڈل پر ہاتھ رکھا تاکہ اندر داخل ہو سکے اور چلاتے ہوئے کہا ”رابرٹ! مجھے معلوم ہے کہ تم اسکاٹ لینڈ جا رہے ہو۔ خدا کے واسطے مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ مجھے یہاں بے یار و مددگار مت چھوڑو۔“

لیکن رابرٹ اسٹوارٹ کو اس کی اس حالت زار پر ڈرا رحم نہ آیا اور اس نے اندر سے دروازے کا مینڈل سختی سے پکڑ لیا اور کوچوان کو اشارہ کیا کہ تبھی چلائے اور ہرگز نہ رکے۔

”مجھے چھوڑ کر تم ہرگز نہیں جاسکتے۔“ جین چینی۔
 ”رابرٹ سن لو۔ اگر تم نے مجھ سے بے وفائی کرتے ہوئے کسی اور سے شادی کی تو میں تم دونوں کے درمیان آجاؤں گی اور آخر دم تک تمہاری جان نہیں چھوڑوں گی۔“

”تبھی فوراً چلاؤ۔“ اسٹوارٹ نے چلا کر کہا اور کوچوان نے تھم کی تعمیل کی۔ ٹھوڑے سر پٹ بھانگے لگے۔ جین پائید ان پر کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی یہاں تک کہ ایک جھٹکے کے ساتھ نیچے گری اور تبھی کا پہیہ اس کے سر کو پکڑتا ہوا گزر گیا۔ اسٹوارٹ نے جین کے چیخنے کی آواز سنی، مگر اس کا دل مطلق نہ ہوسچا اور اس نے سفر جاری رکھا۔



دو تین ہفتے بعد ایک دوسری تبھی میں اسٹوارٹ بیٹھا اپنے رہائشی قصبے ایلن بینک کی طرف جا رہا تھا۔ ویرس میں تو وہ بہت قیمتی لباس پہنا کرتا تھا مگر یہاں آتے ہوئے اس نے سادہ لباس پہن رکھا تھا۔ جب اس کے پاس سے ایک چرواہی اپنے مویشیوں کے ہمراہ گزری تو وہ مسکرا دیا۔ کیوں نہ

ہوئے اسٹوارٹ سے کہا ”تمہاری خاطر میں نے چرچ کو خیر باد کہا اور اب تمہاری زندگی بسر کر رہی ہوں۔ آخر تم وعدے کے باوجود مجھ سے شادی کیوں نہیں کرتے....؟“

”میں تم سے ہزار بار کہہ چکا ہوں۔“ اسٹوارٹ نے غصے سے کہا۔ ”میں اپنے والد کی مرضی کے بغیر شادی نہیں کر سکتا۔ وہ مجھے تم سے شادی کرنے کی کبھی اجازت نہیں دیں گے اور اگر میں نے ان کا کہنا نہ مانا تو جہاد سے محروم کر دیا جازوں گا۔“

”تو پھر.... برائے خدا مجھے اپنے ساتھ اسکاٹ لینڈ لے چلو۔“ جین اتجا کرتے ہوئے بولی۔ ”میں تمہارے والد کو اپنا حسب و نسب بتاؤں گی تو وہ یقیناً شادی کی اجازت دے دیں گے کیونکہ میں بھی ایک معزز گھرانے کی فرو ہوں۔“

”ہم ایک ساتھ کس طرح سفر کر سکتے ہیں جبکہ ہم غیر شادی شدہ ہیں....؟“

اس پر جین پھوٹ پھوٹ کر رونے اور اسٹوارٹ سے اتجا کرنے لگی کہ وہ اس پر اس قدر ظلم نہ کرے لیکن اسٹوارٹ نے اس کی ایک نہ سنی اور حقارت سے ہر اتجا ٹھکرا دی۔

صبح کے دھندلے میں ایک تبھی ہوٹل کے دروازے پر آکر رکی۔ مسٹر اسٹوارٹ، سالان سے ندے پھندے ملازم ہمراہ اپنے کمرے سے برآمد ہوئے اور تبھی میں سوار ہو گئے۔ جوں ہی کوچوان نے ٹھوڑوں کے چلنے کے لیے باگ کھینچی، ہوٹل کے اندر سے ویرین جین بھاتی ہوئی آئی۔ وہ اس وقت موتی سے جڑا، فیت دار لباس زیب تن کیے ہوئے تھی۔ اس کے بال کھمبے ہوئے اور سانس پھولا ہوا

سے کانپنے لگا۔

بمیں نہیں معلوم اس بھیانک رات اسٹوارٹ اس طرح اپنے محل میں داخل ہوا۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ اب اس میں بے حد تبدیلی نمایاں تھی۔ اب وہ پہلے سارنگھین مزاج اور آتش نوا نوجوان نہیں بلکہ اپنی منزل سے بھٹکا ہوا مسافر معلوم ہوتا تھا جو ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا۔ اب ایلن بینک کا محل بھی پہلے کی طرح خوشیوں اور مسرتوں کی آباد گاہ نہ تھا بلکہ وہاں عجیب عجیب واقعات رونے لگے تھے۔ دروازوں پر دستک ہوتی۔ کبھی کبھی دلخراش چیزوں کی آواز سنائی دیتی اور کمروں اور غلام مردشوں سے نہ دکھائی دینے والی کسی ہستی کے چلنے پھرنے اور لباس کی سرسراہٹ سنائی دیتی، مگر کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

ایک رات ایک خادمہ نے جین کا بھوت دیکھا۔ وہ خوف کے مارے چیختی اور کہتی جاتی ”وہ دیکھو، موتیوں کا لباس پہنے وہ عورت جا رہی ہے۔ اسے پکڑو۔“ جب وہ ہوش میں آئی اور اس کا خوف دور ہوا تو اس نے بتایا کہ اسے ایک عورت دکھائی دی تھی جس نے موتیوں کا لباس پہن رکھا تھا۔

جین ایک خاص قسم کا سفید مرغولے دار لباس winding sheet پہنے ہوئے نظر آتی، جو فیتے lace سے بندھا ہوتا اور اس میں موتیوں کی لڑیاں جڑی ہوئی تھیں، اس دور میں یورپ میں اس لباس کو عموماً پیرلین Pearlین یعنی ”موتیوں والا“ کہا جاتا، یہی لباس موت کے وقت جین نے پہن رکھا تھا۔ اسی وجہ سے جین کا نام ”پیرلین جین“ پڑ گیا۔

پیرلین جین کے بھوت اور گھر پر آسیب کا اثر اس وقت زیادہ ہوتا جب مالک مکان گھر پر رہتا۔ جب

مسٹر انا جبکہ وہ ایک نہایت کامیاب اور مسرتوں سے بھرپور دورہ کر کے وطن واپس آ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے والدین بے تابانہ اس کا انتظار کر رہے ہوں گے اور حسین ترین لڑکیاں اس کے سامنے پیش کی جائیں گی تاکہ وہ ان میں سے کسی کو اپنی رفیقہ حیات منتخب کرے۔

جیسے ہی گھر قریب آیا اسٹوارٹ نے جھمی سے منہ نکال کر اپنے عظیم الشان محل کی طرف نظر دوڑائی۔ کبھی تیزی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی اور محل کا دروازہ محض بیس پچیس گز دور رہ گیا ہو گا کہ یک لخت جھمی میں جتا ایک گھوڑا خوف سے ہٹھکیا اور اگلے ہی لمحے وہ سرے گھوڑے نے اپنے ساتھی کی پیروی کی۔

نوجوان نے گھوڑوں کو ہنٹر مارتے اور گانیاں دیتے ہوئے کہا ”کبھتو! جب سفر ختم ہونے والا ہے تو غڑے کر رہے ہو۔“ لیکن دونوں گھوڑوں نے ایک ایسی بھی قدم بڑھانے سے انکار کر دیا، خوف کے مارے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”کیا ماجرا ہے....؟“ مسٹر اسٹوارٹ نے چہرہ باہر نکال کر کہا۔ ”آخر یہ ایک دم کیوں پاگل ہوئے جا رہے ہیں....؟“ بظاہر کوئی چیز بھی ایسی نظر نہ آتی تھی جس نے گھوڑوں کو خائف کر دیا ہو۔ لیکن یہ کیا....؟ جب اسٹوارٹ نے دروازے کی طرف دیکھا تو کوئی چیز وہاں موجود تھی۔ جب اس نے بغور نگاہ ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کہ جین نے استقبال کے لیے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں اور اس کے سر سے خون بہ رہا ہے جو اس کے کپڑوں کو رنگین بنا رہا ہے۔ یہ دیکھتے ہی اسٹوارٹ کا رنگ زرد پڑ گیا اور وہ خوف



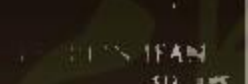
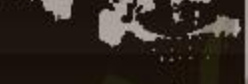
JANIE COHEN

THE SCREAMING SKULL
AND OTHER GHOSTS



THE SCREAMING SKULL

GHOST TALES
OF GREAT BRITAIN



The Ghost of Pearlina Jean

جس طرح برصغیر میں سٹی مجنوں، شیریں فرہاد،
بیر را فحماکی داستا میں زبان زد عام ہیں اسی طرح
”ہیر لین جین“ کی کہانی بھی اسکاٹ لینڈ کی مشہور
لوک داستاؤں میں سے ایک ہے، جو تین سو پچاس
برس گزر جانے کے باوجود بھی اسکاٹ لینڈ میں ہر
خاص و عام کو یاد ہے، اس کہانی کو اب تک سینکڑوں
مصنفین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ سب سے پہلے



اس کہانی کو اٹھارہویں صدی کے اسکاٹ لینڈ کے مورخ اور ادیب چارلس کرک پیٹرک
شارپ Charles Kirkpatrick Sharpe نے تیار کیا کے سامنے لائے۔

1848ء میں سبھترین کوڈ نے کتاب The Night Side of Nature, or
Ghosts and Ghost Seers, 1856ء میں جارج پیٹرک سن نے کتاب
Popular Rhymes, Sayings and Proverbs of the County of
Berwick میں 1897ء میں جان انگر نے اپنی کتاب
The Haunted Homes and Family Traditions of Great Britain
کی۔ بیسویں صدی میں برطانیہ کی آئینی حویلیوں پر لکھی گئی تقریباً ہر کتاب میں ہیر لین جین
کی کہانی کا ذکر موجود ہے۔ جن میں 1921ء کی ارنسٹ رہائز کی کتاب The Haunters
and the Haunted اور 1911ء کی ایلین اوڈنیل کی Scottish Ghost
Stories کے علاوہ Fifty Great Ghost Stories اور Ghost Trails: Edinburgh
and the Borders وغیرہ شامل ہیں۔ زیر نظر کہانی انہی کتابوں کی مدد سے تحریر کی گئی ہے۔

نوکری چھوڑ چھوڑ کر اس گھر سے بھاگ گئے، لیکن
سب سے زیادہ عذاب رابرٹ اسٹوارٹ پر تھا۔ اسے
اپنی مردہ محبوبہ کا بھوت نظر آتا تھا جس کے سر سے
خون بہ رہا ہوتا تھا۔

آخر اسٹوارٹ نے شادی کرنی، اس نے سوچا کہ
اب احمینن سے زندگی گزرے گی۔ اس کی بیوی اعلیٰ

وہ لندن چلا جاتا تو گھر میں اسن واپان رہتا مگر جوں ہی
اسٹوارٹ گھر واپس آتا، فوراً ہی قدموں کی چاپ اور
لباس کی سرسراہٹ سنائی دیتی۔ اس طرف دروازے
کھلتے اور بند ہوتے اور فرنیچر خود بخود اپنی جگہ بدل
لیتا۔ غرضیکہ ایسی فضا میں گھر والوں کی نیند حرام
ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ بڑی بڑی سارے ملازم

خاندان سے تعلق رکھتی تھی اور اپنے طور و اطوار سے اس کے نیچے بالکل موزوں تھی۔ تھوڑے عرصے بعد اسٹوارٹ کو بیرن کا خطاب بھی ملا۔

ایلیٹ بینک کے بھوت کار از لیڈی اسٹوارٹ کو بتا دیا گیا تھا، نئی نوٹیلو ولین نے بیسے ہی اس محل میں قدم رکھا، بیرن جین کا بھوت زور شور سے نمایاں ہونے لگا لیکن لیڈی اسٹوارٹ نے بارہ نئے سے انکار کر دیا اور بغداد ہی کہ خواہ بیرن جین کا بھوت اسے نظر آتا رہے مگر وہ اپنا گھر چھوڑ کر کسی حالت میں نہیں جائے گی۔

اسٹوارٹ اپنی بیگم سے بے حد خوش تھا۔ اس نے بیگم پر اپنی محبت مزید ظاہر کرنے کے لیے لندن کے ایک مشہور مصور سے اپنی اور بیگم کی تصویر بنا کر ٹیلیفری میں آویز کر دیں۔ کئی رات یہ تصاویر ٹیلیفری میں آویزاں کی گئیں۔ اس بیگم میں قیامت آئی۔ بیرن جین کے بھوت کی آفت ہی ڈھانسی۔ محل کا فرنیچر اور چینی کے برتن تیس تیس کر دیئے۔ دروازے کھٹکے اور بند ہونے کا شور دہر دہر تک سنا جاسکتا تھا۔ زینوں اور کمریوں میں قدموں کی آواز اور لباس کی سرسراہٹ اور بھی پر شور ہو گئی اور جو چیز بھی بھوت کے راستے میں حائل ہوتی وہ ٹوٹ پھوٹ جاتی۔

ان ہولناک واقعات سے رابرٹ اسٹوارٹ سخت پریشان ہو گیا۔ اس نے اسکاٹ لینڈ کے چیدہ چیدہ پادریوں کو دعوت دی کہ وہ عملیات سے بھوت کو بھگادیں، چنانچہ سات پادری ایلیٹ بینک کے محل میں آئے اور انہوں نے گھنٹوں عملیات کیے۔ لیکن تو بے کیجیے صاحب، بھوت پر کوئی اثر نہ ہوا اور ایلیٹ

بینک آسیب زدہ ہی رہا۔

آخر کار رابرٹ اسٹوارٹ یہ عقیدہ طے کرنے کے لیے دوسری تدابیر سوچنے لگا۔ تب ایک لخت اسے خیال آیا کہ جین کے آخری الفاظ یہ تھے ”رابرٹ سن نوا! اگر تم نے مجھ سے بے وفائی کی اور کسی دوسری عورت سے شادی کی تو میں تم دونوں کے درمیان آ جاؤں گی اور آخر دم تک تمہاری جان نہیں چھوڑوں گی۔“

اسٹوارٹ نے سوچا کہ اگر بیرن جین کی ایک تصویر بنوا کر اپنی اور بیگم کی تصویر کے درمیان آویزاں کر دی جائے تو ممکن ہے بیرن جین اس کا چھپنا چھوڑ دے، چنانچہ اس نے اس بارے میں اپنی بیوی سے مشورہ کرنے کے بعد لندن کے اس مشہور آرٹسٹ سے جین کی ایک تصویر بنوائی۔ چونکہ جین کی پہلے سے کوئی تصویر موجود نہ تھی۔ لہذا یہ تصویر محض اسٹوارٹ کے بتائے ہوئے طے پر بنی تھی۔

جب یہ تصویر دن میاں بیوی کی تصویر کے درمیان آویزاں کی گئی تو اس کا اثر حسب دلخواہ ہوا۔ یعنی بھوت نسبتاً خاموش ہو گیا اور اب اس نے اسٹوارٹ کے سامنے ظاہر ہونا بھی بند کر دیا۔ اسٹوارٹ خوش تھا کہ اب وہ آرام کی نیند سوسکتا ہے۔

اسی طرح کئی سال گزر گئے اور جین کا بھوت قصہ ماضی بن گیا۔ اسٹوارٹ نے سوچائیوں نہ اب یہ تصویر خاندانی تصاویر سے علیحدہ کر دی جائے۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ گھر میں جب کوئی نووارد آتا تو وہ جین کی تصویر کے بارے میں طرح طرح کے سوال کرتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسٹوارٹ کے بچے ہوش سنبھالنے لگے تھے اور وہ اپنے والد اور والدہ کی

ایلن بینک کا آسپیٹل

سترہویں صدی عیسوی کے آخر میں ایلن بینک کا محل رابرٹ اسٹوارٹ نے بنوایا تھا۔ اسٹوارٹ کے پسرے سے لوٹنے پر ہی اس حویلی میں امیونے واقعہ ہونے لگے جس کا شکار رابرٹ کے ساتھ اس کے دیگر گھر والے بھی بنے۔ جارج ہوم 1694ء میں لکھی کتاب An Album of Scottish Families میں رقمراز ہیں کہ رابرٹ اسٹوارٹ اور اس کی بیوی جین کے علاوہ جین کی ماں، رابرٹ کی بہن، اور چار بڑے اور تین لڑکیاں مقیم تھے، رابرٹ کے ملازمین کی تعداد 14 تھی جن میں 8 مرد اور 11 خواتین شامل ہیں۔

1707ء میں اسٹوارٹ کی موت کے بعد یہ محل اس کے

خاندان کی ہی ملکیت رہا مگر اس میں جین کے بھوت نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ 1790ء میں اسٹوارٹ



خاندان اس گھر کو بیچ کر چلا گیا۔ اس کے بعد بھی گھر میں جو کوئی رہائش پزیر ہوا اسے پیر لین جین کا بھوت یا اس کے قدموں کے آہٹ سنائی دیتی رہتی۔ آخر کار 1848ء کے بعد سے لوگوں نے یہاں رہائش ترک کر دی اور بیسویں صدی کی ابتداء میں یہ محل مستقل طور پر بے آباد ہو کر

گھنڈر بن گیا۔ البتہ جنگ عظیم کے دور میں اسے فوجیوں نے کچھ عرصہ چھاؤنی کے طور پر استعمال کیا۔ 1969ء میں ایلن بینک کا یہ محل اور اس سے متصل مکانات و مسمار کر دیا گیا۔

آگیا اور ایلن بینک پھر ایک آسپتال کے محل کہلانے لگا۔ یہاں تک کہ بھوت نے اسٹوارٹ اور اس کی بیٹی کی زندگی تلخ کر دی۔ مسلسل صدیات سے یہ گھر 1707ء میں رابرٹ اسٹوارٹ کا انتقال ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد بھی جین کے بھوت نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور اب وہ باغ اور مچھن میں

تصاویر کے درمیان ایک اجنبی عورت کی تصویر دیکھ کر حیرانی کا اظہار اور قسم قسم کے سوالات کرتے تھے۔ غرض ایک دن جین کی تصویر دیوار سے اتار کر گھر کے ایک گوشے میں زدی چیزوں کے ساتھ ڈال دی گئی۔ جیسے ہی تصویر اتاری گئی، جین کا بھوت واپس

بھی دکھائی دینے لگی۔



آیا اسے روزانہ رات دس سے گیارہ بجے تک رونے اور
سکینے کی آواز سنائی دیتیں اور کبھی کسی جھگڑے کی آواز
یا سرگوشیاں بھی سنائی دیتیں، ایسا لگتا کہ کوئی عورت کسی
سے لڑ رہی ہے اور شادی کا تقاضا کر رہی ہے۔

ارنست رہا نرانی کتاب The Haunters and

the Haunted میں رقمراز ہیں کہ 1790ء میں دو
خواتین اس محل میں رہائش پزیر ہوئیں۔ انہیں اس
گھر اور پیر لین جین کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ رات کو
انہیں ایسا محسوس ہوا کہ ان کے بیڈ روم کے ارد گرد
کوئی چہل قدمی کر رہا ہے، بالآخر تک آکر وہ بھی
مکان چھوڑ گئیں۔

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں پیر لین جین
کے بھوت کو کبھی کبھی دیکھا جاتا، مگر اب اس میں وہ
دم ختم نہیں رہا تھا بلکہ اس نے مظلوم کاروبار دھار لیا
تھا۔ ہر شخص جسے اس مکان میں بھوت دیکھنے یا اس
کے قدموں کی چاپ سننے کا اتفاق ہوتا ہے، وہ جین
سے ہمدردی کا اظہار کیے بغیر نہیں رہتا۔

آخر کار 1848ء کے بعد سے لوگوں نے یہاں
رہائش ترک کر دی اور بیسویں صدی کی ابتدا میں یہ
محل مستقل طور پر بے آباد ہو کر ٹھنڈ رہن گیا۔ نسبت
جنگ عظیم کے دور میں اسے فوجیوں نے کچھ عرصہ
اپنی رہائش کے لیے استعمال کیا۔ 1969ء میں ایٹن
بینک کا یہ محل اور اس سے متصل مکانات کو مسمار
کر دیا گیا۔

آج ایٹن بینک کا یہ محل اپنی جدوجہد نہیں ہے
لیکن پیر لین جین کی داستان آج بھی لوگوں سے
ذہنوں سے محو نہیں ہوئی۔



اسکاٹ لینڈ کے مورخ چارلس کرک پیٹرک
شاپ بتاتے ہیں کہ ان کی دایہ جینی Jenny
Blackadder ایک زمانے میں اسٹوارٹ خاندان
کے گھر ملازمہ رہ چکی تھیں۔ چارلس کرک نے یہ
داستان ان خاتون کی زبانی ہی سنی۔ وہ کئی بار ایٹن
بینک محل میں قدموں کی آہوں اور آوازوں کو سن
چکی تھیں۔ ایک روز ان خاتون کا منگیترا تھامس
Thomas چوری چھپے چاندنی رات میں ان سے ملنے
ایٹن بینک محل کے باغیچے میں پہنچا تو اسے باغیچے میں
سفید لباس میں ایک عورت ٹھٹھے نظر آئی جس کا چہرہ
چمپا ہوا تھا، تھامس اسے جیتی سمجھ کر اپکا، لیکن جیسے
ہی وہ اس کے قریب پہنچا وہ عورت اچانک غائب ہو گئی
اور کچھ دور باغیچے کے دوسرے کونے پر نمودار ہو گئی،
تھامس یہ دیکھ کر گھبرا کر وہاں سے فرار ہو گیا۔

ایٹن بینک کی ایک اور ملازمہ بیٹی نوری Betty
Norrie کا بیان ہے کہ اس نے اور اس کی ساتھی
ملازموں نے اکثر ایٹن بینک میں لہراتے سفید لباس
میں کسی عورت کو چلتے پھرتے دیکھا، جو اچانک نظر
آتا اور غائب ہو جاتا، شروع میں وہ اس سے خوفزدہ
تھیں مگر پھر عادت پڑ گئی، تاہم اس نے کسی ملازمہ کو
کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

کلائیو کر سنن اپنی کتاب Ghost Trails میں
تحریر کرتی ہیں کہ پیرس کے جس ہوٹل میں
اسٹوارٹ اور جین مقیم تھے، اس ہوٹل کی مالک
Matron بتاتی ہے کہ جین کی موت کے بعد تقریباً
چار مہینے تک اس کمرے میں جو بھی رہائش کے لیے

میراثی داستان

فارسی ادب سے انتخاب



ثواب یا گناہ

ہے۔ وہ اپنی جگہ سے وہی اور اُس کے کوہِ برفی طرح پیتا۔
وہ اپنے آپ باقیوں کے ساتھ اور صابن آؤ، چھڑی کے
ساتھ پینے کے اور چوپڑی پر تھی ہے دردی سنتہ اور
رسی تھی کہ اس میں مداخلت کر کے بیچ بچو کہ نہ کرتا تو اس
معلوم بچے کی چوپڑی چھوڑ داتی۔

حبیب سلطان کی ساموں سے ہمارے گھر میں
پاپے و تھوٹی تھی۔ اس کا ایک بیٹا انتہائی دلچسپ تھا۔
بہت شہرتی اور شوٹ، سیراب نام تھا۔ سورج کے نام
سے پکارتے تھے۔ کبھی اسے پسند کرتے تھے اور ہر جگہ
اس سے دلی تھی اور شوٹنی مذاق کرتے۔ موسمِ خزاں کے

سوری بے چارہ اُسے

ترجمہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مدنی

درمیانی ایام میں ایک دن جبکہ

ہوئے رتب، بھدنی، ٹیڑھی

ترجمہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مدنی

اس کی ماں سورج کی طرف

شیخ آفتاب نے ساتھ خون آؤ:

ترجمہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ مدنی

منہ کرے صابن کی تھاک

آنسوؤں کی لذت کے ساتھ اس کے منہ کے

تہ سے ہوئے تھال کے ساتھ بچوں کے میں بیٹھ کر

کوشش سے بہہ رزقتی پر کرتے جاتے تھے۔ بے چارہ

پینے میں شہ اور پاپے کے دھوئے میں مصروف تھی۔

حبیب سلطان خود بھی یہ پیش ہوئی تھی، بھگے ہوئے

سورج کی کے ایک مریں اور کمر بچے کو کہیں سے پکڑ

باؤں اور پینے اُسے وہ اپنے کے ساتھ اپنے بیٹے کے پہلو

یا تھا اور نہی اس سے ڈر اسلا اور دو تین لڑکے فانس پر

میں تھیں ہوں تھی۔ رہتے رہتے اس کی کھلی بندھانی

جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے، جیسے میں مشغول تھا۔

تھی۔ خدا... اس کی تھوٹی سے سوال کر رہی تھی کہ

وہ ان مریں سنہین جانور کو ستارہ تھا کہ اس کی میاؤں

اس سے یہ تھیں - زردی ہے...؟ کہ ایسے حالت

میں، اس نے آواز بلند ہوئی تھی۔

میں بہت سے جہاں نہ کسی دُخ کا خوف ہے اور نہ ہی

اس کی ماں نے ٹامیاں دینا اور لعین طعن کرنا شروع

تھیں۔

مردیہ۔ اس نے دیکھا کہ سورج کوئی توجہ نہیں کر رہا

یہ اولیٰ ان کی حالت دیکھ کر تھک گیا، میں نے کہا،

یہیں تھکے۔ اس کی باتوں کا جواب دینے میں بھی کتنا

یہ اولیٰ ان کی حالت دیکھ کر تھک گیا، میں نے کہا،

سہراب کی خواہش ہمیشہ یہی رہی کہ جیسے بھی دن پڑے دو میڈیکل کالج میں داخل ہو، لیکن جہاں بھی وہ شش کر تا اسے ناکامی کا سامنا کرنا ہوتا، میری ششیں اور چارہ سازیاں بھی بے نتیجہ رہیں اور یہ خواہش اس لڑکے کے دل میں ہی رہی۔ وہ انتہائی حسرت سے آہیں بھرتا اس کی آنکھیں ڈبڈبائیں وہ ہفتے میں ایک دو مرتبہ ان کالج کے سامنے پہنچ جاتا اور ان طلبہ طلبوں کو دیکھتا جو کہ خصمیتوں کو بغل میں دہانے کالج سے باہر نکلتے تھے۔

کافی عرصہ گزر گیا۔ مجھے اس کے اور اس کی ماں کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی تھی کہ اچانک یہ خبر پہنچی کہ سہراب نے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے اور اب وہ جیل میں ہے۔ میں بہت زیادہ حیران ہوا۔ میں اس تحقیق میں لگ گیا کہ دیکھوں اصل معاملہ کیا ہے۔ میں سیدھا ان کے گھر گیا۔ گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کی ماں نیمہوا آنکھوں کے ساتھ جوڑ اور بیوند گئے بوسیدہ بستر پر پڑی تھی۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑی اس نے چیخیں مارنا شروع کیں اور بلند آواز سے رونے لگی۔

معلوم ہوا کہ اسے بھی صحیح خبر معلوم نہیں تھی۔ اس نے آس پڑوس سے سنا کہ اس کا بیٹا رات کے وقت حلق فتح اللہ جو کہ ان کے پڑوس میں مقیم تھا اور شہر کے نامور امیروں میں ایک تھا اس کے گھر میں کود پڑا۔ حلق فتح اللہ کو چھری سے قتل کر دیا اور بھانجتے وقت پکڑا گیا، اب وہ قید خانہ میں پڑا ہے۔

میں نے سوچا کہ اس معاملہ کی پوری چھان بین کی جائے اور دیکھا جائے کہ یہ معاملہ شہر میں کہاں سے ہوتا ہے...؟

پولیس میں میرے بہت سے دوست اور شناسا

حبیب سلطان اس سچے کوا سکول میں داخل یوں نہیں کر رہے تھے، شاید یہ انسان بن جائے۔

اس نے کہا "میرے پاس تو روٹی تک نہیں کہ میں پیٹ پال سکوں، میں کہاں سے پیسے لائوں کہ اس حرامی کوا سکول میں داخل کرواؤں۔ آپ کی بتائیے کہ کیا میں اس بڑھاپے میں اب چورنی چکاری کروں۔"

میں نے کہا "میں کوشش کروں گا کہ اسے مفت داخلہ مل جائے اور تجھ پر اخراجات کا بوجھ نہ ہو۔" جو کئی سو فی صد رسر میں داخلہ ہوا۔ اس کی حالت بھی تیسرے بدل گئی، گویا اس نے آفت سے نجات پائی ہے۔ سبق پڑھنے میں مستعد، وقت کا پابند، بوشمند اور باادب، کبھی کبھار وہ اپنی ماں کے ساتھ ہمارے گھر آتا تھا اور اپنے اسکول کے نمبر مجھے دھات تھا۔ میری بھی خواہش تھی کہ اس کی وضع قطع آبرو مند آنے میں سے۔ اب وہ یہ کہہ رہا تھا کہ جب کبھی اس کی ماں پڑوسے آنے کے لیے ہمارے گھر آئے تو اسے اجرت کے ۱۰۰ روپے تو مان اس کے بیٹے کی تعلیمی اخراجات کے اخراجات کے طور پر دیا جائیں۔

اب سہراب اس ساتھ نوجوان تھا۔ اس نے میٹرک تک تعلیم حاصل کر لی تھی اور دارالافتاء کے دوسرے کئی نوجوانوں کی طرح اس کا رقبہ قلموں میں سے ایف میں کام کرنے لگا۔ تھوڑی سی تنخواہ جو کہ اس کی ضروریات کے کچھ حصے کو پورا کرتی ہے۔ مہینہ کے شہر میں وصول کر لیا۔ اس کی ماں بیمار ہے اس کے لیے جینا دو بھر ہے۔ وہ تو پکڑے دھونے کے قابل بھی نہیں رہی۔ اب اس کا واسطہ زیادہ تر ڈاکٹر، دواخانہ اور علاج سے رہتا ہے۔ سہراب کی تنخواہ کسی طرح سے بھی اس قسم کے اخراجات کو پورا نہیں کر سکتی تھی۔



1997ء

سید محمد علی

سید محمد علی جمالی زادہ اصفہانی، 11 جنوری 1892ء کو اصفہان پیدا ہوئے۔ پھر آپ کا گھر اٹھ تہران منتقل ہو گیا۔ آپ نے تہران اور بیروت میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد پھر فرانس میں قانون کی ڈگری بھی حاصل کی۔ جمالی زادہ کے مقالات، قرائن اور جرمنی زبان میں بے شمار تھے۔ آپ روزنامہ



کاغذ

”کاغذ“ کے مدیر بھی رہے۔ بعد میں برلن سے ایرانی سفارتخانے میں ملازم ہو گئے۔ پھر سوئٹزر لینڈ چلے گئے اور انجمن بین الاقوامی کے دفتر میں جو جینیوا ہے اس میں تقریباً 27 سال کام کیا۔ ان کی شہرت کا آغاز اس زمانہ میں ہوا جب 1921ء میں انہوں نے اپنے افسانوں کا پہلا مجموعہ ”یکے بود ویکے نبود“ شائع کیا۔ جوچہ افسانوں پر مشتمل تھا، اس کے بعد آپ کے مزید افسانوی مجموعے شائع ہوئے۔ آپ نے تاریخ و ادب اور سیاسی اور سماجی کتب بھی تحریر کیں۔ سید محمد علی جمالی زادہ فارسی افسانہ نویس میں ایک ممتاز مقام کے مالک ہیں۔

کہنہ و نو



انہوں نے ہی سب سے پہلے فن افسانہ نویس کو ایران میں شروع کیا۔ محمد علی جمالی زادہ نے افسانوں میں قصوں اور لوک کہانیوں کے انداز و چھوڑ کر حقیقت نگاری کا نیا انداز اختیار کیا۔ فارسی زبان پر انہیں پوری دسترس حاصل تھی۔ اپنے افسانوں میں انہوں نے نہ صرف عام اور روزمرہ کی زبان اور محاورے استعمال کیے تھے بلکہ سیاسی اور سماجی موضوعات کے ساتھ طنزیہ پیرایہ بھی استعمال کیا گیا۔ جمالی زادہ کی کہانیوں میں پائٹ کو مرکزی حیثیت حاصل رہتی ہے اور وہ اپنی کہانیوں کا اختتام مہربان اور اوپن اینڈ کی طرح ڈرامائی اور چونکا دینے والے انداز میں کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے زبان کا جو انداز اختیار کیا اس نے فارسی میں افسانے کے لیے جس زبان کی بنیاد رکھی وہ ادب تک برقرار ہے۔ محمد علی جمالی زادہ 8 نومبر 1997ء کو جینیوا سوئٹزر لینڈ میں انتقال کر گئے۔

زیر نظر کہانی سید محمد علی جمالی زادہ کی 1959ء کے افسانوی مجموعے ”کہنہ و نو“ (یعنی پرانی اور نئی) میں شامل آٹھ افسانوں میں سے ایک افسانے ”تواب یا منہ“ کا ترجمہ ہے۔

تھے۔ میں نے سیراب سے ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا لیکن میرے ساتھ دو شرم کے بارے آنکھیں جھکائے کھڑا تھا۔ اس کے ہونٹ پر نیچکی طاری تھی اب معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے سوالات کا منتظر ہے۔ میں نے کہا ”سیراب! میں کیا پتہ سن رہا ہوں،

بھی فیصل نہیں تھا، چونکہ ہمارے پردہس میں بن رہتا تھا اور اس کے ملازموں اور خادموں سے ہم واقف تھے اور اس کی زندگی کے اطوار سے آشنا تھے۔ سب اس حقیقت کو جانتے تھے کہ اس کی دوست اس کی اپنی ذات پر بھی حرام تھی اور دنیا سے بقدر روپ کا مطالبہ کرتا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہی جنوںات سے تڑپ رہ رہ رہی جاتے تب بھی وہ ایک پھونکی وڑی اس ذات پر خرچ نہ کرتا اور یہاں تک کہ اس کی بیوی اور بچے بھی خدا سے اس کی موت کے لیے دعائیں مانگتے تھے۔

میں نے کہا ”کیا تو نے سنا نہیں کہ دیوانگی جن ایب فن ہے اور کتنی بھی ایک قسم کی دیوانگی ہی ہے۔ لوگوں کے مسائل کا توجہ اور دیکھنا نہیں ہے۔ اس کا ہونا تھا اور وہ خرچ نہیں کرتا چاہتا تھا، میرے اور تیرے ساتھ۔ اس کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔“

وہ کہنے لگا ”تم خوش حالی کی بنا پر اس بات میں درست ہو اگر تم میری جگہ ہو تو تم میرے قس ہوتے اور اس طرح باتیں نہ کرتے۔“

میں بولا ”میرے پیارے! تم یہ سب پائے نہ تھے، رنج و اہم رکھتا ہے اور اس کی آرزو میں کبھی بھی پوری نہیں ہوتی، تو وہ چھری اٹھالے، آدھی رات کے وقت جائے اور اپنے ہمسائے کا پیٹ چاک کر دے اور پھر معذور کیا ہے...؟ یہی نہ کہ وہ نہیں چاہتا۔ اپنے پاس وہ ہر جیسے تیار اور مفنس لوگوں کو دے دے۔“

وہ بولا ”میں نے مدت ہوئی دنیا کا ماتر کیا تھا، قتل کا مادہ قسم ہو چکا تھا، شیطانی دنیا، ت پیدا ہو رہی تھی، ہوش مجھے اس وقت آیا جب پانی سے تڑپ چکا تھا۔ میں نے کہا ”میرے لیے پوری انصاف کر...؟“

نوٹا جو باتیں کرتے ہیں۔ ان میں کوئی حقیقت بھی ہے...“

کہنے لگا ”جو پتہ لوگ سب تھے تیرے ساتھ۔“

میں نے کہا ”سب تھے تیرے ساتھ۔“

حالی فتح اللہ کے ساتھ کیا ہے اور سے تو کہتے ہیں...“

وہ بولا ”عمیق ہے۔“

میں نے کہا ”تو اس سے کہاں آیا تھا...“

وہ کہنے لگا ”پوری کے لیے۔“

میں نے کہا ”تو پورے تھے۔“

کہنے لگا ”کوئی بھی پورے پورے نہیں ہوتا۔“

میں نے کہا ”تو پورے تھے، سب پورے تھے، اور علم دوست تھا، تجھے پوری اور قس سے کیا وہ کار...؟“

بولا ”میں مریش مان سے جنوں میں پڑا رہا اور سب کی سے اس کی آواز اور سننا رہا، میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر اور یہ بہرہ کتنی ہوئی میں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی بن پورے میں اپنے آپ کو اس غلطی سے اور

افلاس و اداری سے نجات دلاؤں۔“

میں نے کہا کہ ”تو نے بھی جیسے راہ فرار، تو نے ہی

تو چاہتا تھا کہ غلطی سے نجات پائے، لیکن تو نے نہ پائی نہ مانے میں نہ پڑا، تو پورے، قس ہو، تیرے ہی میں کبھی اس قسم میں مر رہا ہے۔“

وہ کہنے لگا ”میں پیدا ہی ہو رہا تھا، قسمت ہوں، نہ اس کی مفنس اور محتاج نہ کرے۔“

میں نے کہا ”مجھے بتاؤ کہ مجھے بھی معلوم ہوا کہ

میں نے کہا ”یہ ہے...“

وہ کہنے لگا ”اس میں نہ تو تم پہنچتے ہو، وہی آدھی تھا اور تیرے ہی۔ لیکن اس سے جو اس سے

اور تشویش و اضطراب کے ساتھ رات کی تاریکی میں اس کمرے میں داخل ہوا۔ میری نظر انداز پر پڑی میں اپنے ان اوزاروں کو جو کہ میں نے انداز میں کھولنے کے لیے بنائے تھے، اپنی جیب سے نکالنے والی تھا کہ دفعتاً میں نے حاشیہ کو دیکھا، وہ ایک ہاتھ میں چھوٹا سا بجلی کا سیپ اور دوسرے ہاتھ میں ایک پستول لیے شب خواہی کا لباس پہنے ایک منت میں سے سامنے نمودار ہوا۔ اس کی آنکھوں نے اُسے برس برس تکی موتوں میں سے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تھوڑی سی حرکت کے بعد گولی میری کھوپڑی میں پیوست ہو سکتی تھی۔ انداز میں کھولنے کا وہ ہتھیار جو تیرے چھری کی نمونہ تھا ایک ہی وار میں اس کے پیٹ میں ٹھونپ دیا اور جو نہیں اس نے تھوڑی سی اور وہ زمین پر سر پڑا، میں نے کتے کی سے نیچے چھوٹک لگاؤں۔ جس وقت میں ہوش میں آیا تو زخمی ہو چکا تھا اور چند لوگوں نے مجھے کھیر رکھا تھا، وہ لوگ پو پو، سپاہی اور تھانہ کے پارے میں باتیں کر رہے تھے اور عمارت کے اندرونی حصے سے غورتوں کی آوازیں اور نالہ و پکار کی آوازیں بند تھیں۔ میں سمجھ گیا کہ حاجی ہارا گیا ہے۔

سب اب ان فٹنگوں میں کپڑے پہنی تھی کہ اس کی کھلی بند تھی اس طرح سے کہ اس کا سانس رکنے لگا اور اس کا منہ کھرا رہ گیا۔ اس نے اپنی پیشانی اس طرح زمین پر رکھ دی گئی کہ وہ سجدہ کر رہا ہے۔ اس وقت شدید قسم کی اینٹھن اس کے سر سے لے کر پاؤں تک غالب تھی۔ اس وقت اس قسم کے آدمی کی دلجوئی بن قائم تھی اور چونکہ وہ قوت کا وقت بھی ختم ہو چکا تھا۔ میں انتہائی پریشان دماغ کے ساتھ قید خانے سے باہر چلا آیا۔ حاجی فتح اللہ کی تھی اور وہ (قاتل خواہی) کی محفل میں جو کہ انتہائی ترس و احتیاط سے منائی جا رہی تھی۔

اس نے کہا "ایک فرصہ ہوا تھا کہ جس وقت بھی میری نظر اس شخص پر پڑتی تھی۔ آسمان میرے سر پر ہت پڑتا۔ میں اسے دیکھنا وارانہ کرتا تھا میرا دل چاہتا تھا کہ اسے چڑوں اور کیوں یہ غریب لوگوں کے پیسے کو کہ بزاروں والا اور فریب سے تو نے بھڑکے ہیں سب ان لوگوں میں تقسیم کر۔"

میں نے کہا "سب اب پیارے! اس کو حسد، تشویش، باج، تہمت نظر کی سہتے ہیں میں امیر آدمی ہیں جو ان لوگوں کو جو مخلص ہیں، کھانا دیتے ہیں۔ حقیقی منصف تو خدا ہے۔ وہی بھی دوسروں کی تکلی اور بدی کا بوجھ نہیں ہے۔"

میں نے کہا "تم اس کی باتوں سے اپنے دل خوش کرتے ہیں، لیکن جب میں نے ارادہ کیا کہ جیسے بھی ہو ان شخص کے گھر پہنچوں اور تھوڑی سی لوٹ حسوت کر دوں اس سے اس امیر کو تو ہرگز کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" لیکن میں اپنا کام چلانوں گا۔ اس قسم کا تصور (قتل کرنے کا) کبھی میرے ذہن میں نہیں آیا تھا۔

میں نے کہا "تو گھر کے راستے کو کس طرح جانتا تھا۔"

وہ نے کہا "سینکڑوں بار گھر اور کمروں کی چھت پر سے میں نے اسے آتے جاتے دیکھا تھا اور اس محلے میں کبھی جانتے تھے کہ حاجی اپنی نقدی، جواہرات اور پانڈتات و کس کمرے اور انداز میں رکھتا ہے۔"

میں نے کہا "یہ سب ہتھیار اپنی جگہ پر ہے تو اس مال کا دشمن تو خود اسے ہی کیوں مار ڈالنا!"

اس نے کہا "یہ سب میری گردش تقدیر کی وجہ سے ہوا۔ میں بزاروں قسم کے ڈر، خوف، کچھکی، احتیاط

دن بیت گئے ہیں۔ اس نے بالوں میں کتھمی نہ کی تھی،
بال بکھرے ہوئے تھے، دفعتاً اس کا چہرہ دیکھنا سا ہوتا
تھا۔

میں نے سگریٹ جلا کر اس کے ہاتھ میں دیا۔ وہ
بڑے زور زور سے مسلسل کش لینے لگا اور آدھے منٹ
میں حق وہ ختم ہو گیا، اور اچانک وہ اپنی آنکھوں کو میری
آنکھوں میں ڈال کر کہنے لگا "کاش تم میری مدد کرتے
کہ میں اپنے آپ کو ختم کر سکتا۔"

میں نے کہا "یہ کیسی باتیں کرتے ہو....؟ عداوت
کے لائق وکیل اطمینان دلاتے ہیں کہ تم نجات پاؤ
پاؤ گے۔"

اس نے کہا "خدا نہ کرے میں نجات پاؤں۔ میری
زیادہ خواہش یہ ہے کہ مجھے پھانسی دینے کا فیصلہ نہ
جائے اور میری جان خالص ہو جائے اور اس عذاب
سے جو کہ ہر گھڑی موت کو میرے تصور میں مجسم کرتا
ہے، رہائی پاؤں۔"

میں نے کہا "پیارے سیراب میں تم سے مدد
نہیں سمجھ سکا، تو کون سے عذاب کے بارے میں کہنا
چاہتا ہے۔"

وہ کہنے لگا "میرے محترم! میں نے ایک انسان کو
قتل کیا ہے۔ ایک بے گناہ انسان کو قتل کیا ہے۔ جتنا
بھی برا تھا، پھر بھی مارتے جانے کا مستحق نہ تھا۔ میں
قاتل ہوں۔ میں انسان کو مارنے والا ہوں۔ عیب صد
عیب...."

میں نے کہا "سیراب یہ محض اتفاق ہے۔ تو نے مارا
نہیں تھا، یہ آدمی جس کی موت ہو گیا جن اور یہ انسان
خدا سے مانگتے تھے، خود ہی مر گیا، نہ جانے وہ کون کون
مسمیہتوں اور بیماریوں میں گرفتار ہوا، یہ کہاں لکھا ہوا

www.paksociety.com

میرا جی چاہتا تھا کہ میں بھی شامل ہو جاؤں لیکن میرے
پاؤں آگے نہ بڑھے۔ میں ہر تہہ کہتی وہ مجھے
سیراب کا طرفدار سمجھتے ہیں۔ اس سے شرمست کرنا بہتر
نہ ہوگا۔

دو تین مرتبہ میں حبیبہ سلطان کے ٹھہر میں اتفاقاً
ظہور پر آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ویجاہرت و سرانگلی اور
حواں ہفتگی کا عام اس پر طاری تھا، وہ اپنے بیٹے کے
بارے میں اتنی باتیں نہیں کرتی تھی اور سہانہ آواز
زاری کرتی تھی، اور زیادہ تر اپنے ساتھ باتیں کرتی تھی،
یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہوش کے عام میں بڑ بڑا رہی
ہے۔ وہ ہوش کی باتیں زیادہ تر انہی جوانی کے زمانے
کے بارے میں اور اپنے شوہر اور اپنی ماں کے متعلق
کرتی تھی۔ اس کے ہمراہوں میں سے ایک بے نوا
عورت واسنی دیکھ بھال کے لیے منتظر کر دیا، اور میں
نے خود سیراب کی نجات کے لیے کوششیں شروع
کر دیں۔ مجھے شدید احساس یہ تھا کہ میری ساری
کوششیں اکارت بنیں گی، تاہم میں اپنے آپ کو نہ
رہا۔ گا۔

عداوت کے وقت بہت سے وعدے و وعید دیتے
اور کہتے تھے اپنی وراثت میں یہ قتل و قون پذیر ہو ا ہے
اور اس وجہ سے سزا میں ہی دو جانے گی، میں اس طرح
اپنے دل کو بہہ تار باہر پھر میں نے اجازت حاصل کی،
تھوڑا سا کھانا اور تین سگریٹ کی ڈینے کر میں سیراب
کو ملنے لیا۔ افسوس، میں نے اس حالت میں دیکھا،
سیراب کی ساری دلکشی اور خوبصورتی رخصت ہو چکی
تھی۔ سال کے مریض کی طرح جس کا ایک پاؤں قبر میں
ہوتا ہے، اس کی زندگی آخری سانسوں پر معلوم ہوتی
تھی، اس نے مجھے دیکھا تو رونے لگا۔ یوں ملتا تھا کہ چند

کپڑے پہنے ہوئے اور بانوں میں کٹھنلی کیے ہوئے، اپنے بستر پر بیٹھا ہوا انتہائی سون اور خلد و پیشانی کے ساتھ سمرین پینے میں مشغول ہے۔

میں نے سوچا کہ شاید اس لیے کہ اس کے اضطراب میں کمی ہو جائے گی اس لیے اسے حلو کا دیا ہے اور کہا ہے ”تو بری ہو گیا ہے۔ لیکن میں جلد ہی سمجھ گیا کہ معاملہ کچھ اور ہے اور اس تبدیلی کی وجہ کچھ اور ہے۔“

میں نے کہا ماشاء اللہ! آج تیری حالت اچھی ہے اور تیرے حواس بھی عجیب ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو آج کل میں تیری رہائی کی خوشخبری پہنچے گی۔

وہ کہنے لگا میں چاہے جس قدر بھی احمق کیوں نہ ہوں۔ میں ان باتوں سے اپنے دل کو خوش نہیں کروں گا۔ میرا دل بے قرار ہو گیا ہے اور میں تھک چکا ہوں۔ اب میں آرام کا طلبگار ہوں۔

میں نے کہا ”میری سمجھ میں تو کچھ آ نہیں رہا۔“ اس نے کہا ”پر سون رات سارے جسم کی بد حالی اور پریشانی اور دو تین راتوں کی بے خوابی کی وجہ سے میرا سر چھرا رہا تھا اور میں شدید تھکات محسوس کرتا تھا۔ اسی بستر پر ٹر پڑا اور مجھے کوئی خبر نہ رہی اچانک میں نے دیکھا کہ حلقہ فتح اللہ انتہائی خوش و خرم اور ہنستا ہوا میرے کمرے میں داخل ہوا اور آکر میرے پاس کھڑا ہو گیا اور شفقت اور محبت سے ہنر پورا آواز میں کہنے لگا۔ ”سیر اب پیارے! خدا تیرے باپ کو بخشے کہ وہ نے مجھے نجات دی ہے۔ تجھے یہ معلوم کہ میں تیرا کس قدر شکر گزار ہوں....؟“ میری ٹرانسٹھ برس کی ہو چکی تھی اور میں نے آرام کا منہ بھی نہ دیکھا تھا۔ یقین کر، مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آرام کے کہتے ہیں....؟ اور زندگی میں کیا لطف ہے....؟“ میری

ہے کہ وہ معدے کے زخم اور سرطان کے مرض میں مبتلا نہ ہو، قسمت کا یہی فیصلہ تھا۔ اس قسم کی گفتگو اور سب باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔“

وہ کہنے لگا ”میں خود بھی ان تمام چیزوں کو جانتا ہوں اور سینکڑوں مرتبہ اسی قید خانے کے گوشے میں اور رات کی تاریکیوں میں منطلق و اصطلاحوں صغریٰ اور کبریٰ کے ثبوت دلائل کو اپنے وجدان اور ضمیر و حلو کا دینے کے لیے ترتیب دیا ہے اور سامنے لایا ہوں لیکن کوئی بھی فائدہ نہ ہوا۔ میرے جسم کا ایک ایک ذرہ مجھے کہتا ہے کہ تو نے انسان کو قتل کیا ہے۔“

میں نے کہا ”سبھی مذہب توبہ و زاری پر یقین رکھتے ہیں اور اگر تو بھی خدا کے سامنے انتہائی نیک بنی اور باطنی پاکیزگی کے ساتھ توبہ کرے تو مجھے یقین ہے کہ تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔“

وہ کہنے لگا ”میں نہیں چاہتا کہ میری توبہ قبول ہو۔ میں نے سنا دیکھا ہے اور میں ایک رسی چاہتا ہوں کہ اپنے اس حلق میں ڈال لوں اور اپنے آپ کو نجات دلاؤں۔“

وہ تین دن کے بعد خبر آئی کہ حبیب سلطان سوتے ہوئے ہی دوسری دنیا میں رخصت ہو گئی۔

چند دن تک میں سوچتا رہا کہ میں اس کی وفات کی خبر سیر اب کو دوں یا نہ....؟ پھر میں نے ارادہ کر لیا کہ میں ان کے پاس پہنچوں اور اسے مطلع کروں۔ میں جانتا تھا کہ پھر جب وہ میری طرف دیکھے گا تو اس پر وہی اذیت اور روحانی و فتن کی حالت طاری ہو جائے گی لیکن جس وقت پوچھنے والے نے دروازہ کھولا اور میں کمرے میں داخل ہوا تو میں بہت حیران ہوا، میں نے دیکھا کہ اس کی میت سلجھی ہوئی ہے، صاف ستھرے

کانوں میں تک تک کرتیں مجھے یہ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ میں خوش قسمت ہوں یا کہ بد قسمت، کام ان ہوں یا ناکام۔

انہی دھوکا بازیوں، اٹھک و ششوں اور بہت زیادہ بھانٹ دہڑائی گہرا بھی میں جو کہ زحمتوں سے بھرپور تھی اور جسے میں نے تجارت، کاروبار اور زندگی کا نام دے رکھا تھا، تیرے مشکل شایا تھو سے میری زندگی شکر ہو گئی۔ تیرا منجھ میری نجات کی نشانی کا ذریعہ بنا۔ اب فی لمان اللہ تجھے میں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

اپنا خواب سنانے کے بعد سیر اب نے مجھے بتایا کہ جس وقت میں جاگا، میں اُٹیل تھا۔ لیکن سرو کہ یہ واقعہ خواب دنیا کے علاوہ کچھ اور بھی تھا لیکن میری رات کے کان میں اور میرے خمیر کی اٹھو تیرائیوں میں بار بار یہ آواز گونجتی تھی کہ جو کچھ تو نے دیکھا اور سن سیریا حقیقت ہے۔

میں نے کہا "سیر اب تو ایک عجیب و غریب بندہ بن گیا ہے۔ مجھے انتہا درجہ افسوس ہے کہ میں تمہیں ایک برقی خبر سننے والا ہوں۔ آج پورا ایک ہفتہ گزار رہا ہے کہ تیری مال اللہ و پیاری ہو گئی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کوئی خوشی و مسرت کی خبر سن لی ہے۔ اس کا چہرہ تھمتھا اور خرمی و خوشی کی علامتیں اس کے چہرے پر ظاہر ہوئیں اور آہستہ آہستہ "جہانوں کے پانہار کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں مان کا نمر مجھے افسردہ اور مغموم بنائے ہوئے تھا۔

وقت ختم ہو چکا تھا۔ میں قید خانے سے باہر چلا گیا۔ دو دن بعد یہ خبر پہنچی کہ اسے پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے۔



تیرا منجھ

ساری سوچ بچار اور میری "سنگوہ" جمع کرنے کے لیے تھی اور بس۔ میں انتہائی محسوس و بخش تھا۔ وہ رقم جسے کہ انتہائی محنت سے دھڑکی دھڑکی اور کئی سالوں کے بعد پیسہ پیسہ اور اس کے بعد ایک ایک تومان اور پھر سو سو اور ہزار ہزار تومان کے حساب سے جمع کیا تھا۔ کیا میرا دل چاہتا کہ حکیم اور دوا کے لیے دوں۔ فشار خون (بلڈ پریشر) نہ مجھے بہت زیادہ تکلیف تھی، دوسرے اعصاب بھی ناکارہ ہو گئے تھے۔ گفتگو کا غرضہ لاحق ہو گیا تھا، میرے منہ میں چھالے ہو گئے تھے۔ میرے دانت خراب ہو چکے تھے لیکن پھر بھی میں نے خوش نہ کی کہ علاج کرنا آؤں۔ مجھے یہ بھی اچھی طرح احساس تھا کہ میرے رشتہ دار یہاں تک کہ نوکر اور نوکرانی بھی صبراً اشارے کرتے تھے لیکن میں ان سنی کر دیتا اور صرف ان کو تنخواہ دینے کے موقع میں اس کا بدلہ لے لیتا، میں ایک خارش زدہ دستے کی زندگی بسر کرتا۔ مجھے اس کا احساس بھی تھا لیکن باجی اور حرص و ہوس اجازت نہیں دیتی کہ میں اپنی زندگی کی روش اور رنج میں کوئی تبدیلی راؤں۔

"افسوس ہے ان لوگوں پر کہ اپنے قیمتی وقت و اس طرح سے بیکار کاموں میں ضائع کرتے ہیں۔ اپنے اور اپنے ہوطنوں کے حالات کی بہتری کے بارے میں سوچ بچار نہیں کرتے۔ حیوانوں کی طرح چرتے ہیں اور خراتے ہیں، اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں سوچتے۔"

دراصل میں پیر جمع کرنے میں مشین بن گیا تھا تیرے اور باجی کی چابی میرے اندر بھر دی تھی تھی اور میری سونیاں دن رات کام کرتیں اور میرے ذہن کے

سونا آنگن



تھیں وہ کون لے لے کر اتر رہے تھے، انہوں نے
 سنی مرتبہ ہاتھ بلا بلا کر کتوں کو اڑانا چاہا۔ لیکن کتے
 بھی جیسے اس سے بڑھے اور بے سہارا مکینوں سے
 واقف ہو چکے تھے۔ جانناز تہہ کر کے
 جب انہوں نے پاندان کھوڑا تو کچھ سمجھ
 میں نہ آیا کہ اب کیا کریں۔ اس لیے
 انہوں نے خواہ مخواہ شمی کو اٹھایا۔

”شمی بیٹا۔ ذرا دیکھنا تو، دروازے پر ڈاکیہ ہے۔“
 بطنوں کا انتظار ان کی زندگی کا واحد کام تھا۔ کیا
 پتہ کس دن کس بیٹے ویسا آجائیں! شمی نے بیٹھے بیٹھے
 کہہ دیا۔ ”بیٹہ صاحب ڈاکیہ تو چلا گیا۔ اب وکیل
 صاحب کے ہاں خط لکھے رہا ہے۔“

”اسے تو بیٹی، ذرا پوچھ تو لے کہ ہمارا تو کوئی
 خط نہیں ہے۔“
 شمی جانتی تھی کہ خط ہوتا تو پوسٹ مین لے کر
 آئے بیوں چلا جاتا۔ مگر ان کا دل رکھنے کے لیے وہ ذرا
 دیر پچھانک میں تھکتی ہو کر آئی۔ اتنی دیر میں بہو بیٹہ

دعا کے بعد آنکھیں کھول کر بہو بیٹہ سے دیکھ کر
 دن ڈھل چکا ہے۔ صاف ستھرے سفید آنگن میں
 سناٹا گونج رہا تھا۔ پھولوں کی کیاریوں پر بہار چھائی ہوئی
 تھی اور آنگن میں کچی جامنوں کا مینہ سا
 برس رہا تھا۔

اچانک انہیں بہت پرانے دن یاد
 آگئے۔ جب ان کے شریر بچے یعنی پتی جامنیں چھا
 ڈالتے تھے۔ پھولوں کی کیاریوں میں ٹوٹی گئی سلامت
 نہ رہتی تھی اور آنگن میں ہر وقت کاغذ کی تتر تیریں،
 پھلوں کے تھلکے اور کچھڑ میں سنی سیندھیں
 لڑھکتی پھرتی۔

پھر انہوں نے جانناز لپیٹ کر کریمین سے
 پوچھا کہ دروازے پر کون آیا ہے! دن میں وہ
 پچاسوں بار چونک کر پوچھا کرتی تھیں کہ کون ہے...؟
 شروع میں تو کریمین اور اس کی لڑکی شمی بہو بیٹہ کو
 پاگل سمجھتے تھے مگر اب وہ بھی عادی ہو گئے۔
 آنگن میں انہوں نے بڑیاں سمجھنے کو رکھی

بہو بیگم کا جی نہ چاہا کہ انکار کر دیں۔ لیکن
مجبوراً کہنا پڑا۔

انکار سنتے ہی انہوں نے دواؤں کے ڈبے تپائی پر
رکھے اور جوتے اتارے بغیر پٹنگ پر لیٹ کر
سنانے لگے۔

”کسی سے ادھار لے کر وجوہ روپے بھیجنا ہی
پڑیں گے۔ وہ بہت ناراض ہے۔ اسی لیے تو خط نہیں
لکھتا۔“ انہوں نے کروٹ بدل کر
اداس لہجے میں کہا۔

”انڈ جانے کیا ضرورت آپڑی ہوئی۔“ بہو بیگم
نے بھی آنسو پی کر دیوار پر ٹٹھی اس سیٹی بجانے والی
چیز یاد دیکھ جس کی نقل واحد بچپن میں کرتا تھا۔
”اور تم نے بڑی دلہن کے لیے باغ کے آم
نہیں بھجوائے....؟“

”ان ہاں۔ آم تو بھولانے پارسل کر دیے تھے۔
مگر صادق میاں نے ٹرانسٹر کی فرمائش جو کی ہے۔
داماد کی بات ہے، کیا مال دو گئے....؟“

حامد صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑی دیر کی سوچ
بچارے بعد بولے۔

”اب ہم اور علاقہ نہیں کروائیں گے۔ تم صادق
میاں کی فرمائش پوری کر دو۔“

”میں نے رابعہ کے بچے کے لیے ننھے ننھے سے
کرتے اور نوپیاں سی ہیں۔ وہ بھی اسی کے ساتھ بھیج
دوں گی۔“ تو بیوں کے ذکر ہی سے ان کے چہرے پر
اجا سا پھیل گیا۔ بہو بیگم تو ان عورتوں میں سے تھیں
جو شادی کے دن سے بچوں کا انتظار شروع کر دیتی
تھیں۔ انہوں نے کھلی مرتبہ اپنے دوہا کی صورت
دیکھی تو خوشی کے مارے کھل اٹھیں، ہاتھ پتے کتے

کو یقین ہو گیا کہ خط آیا ہے، پندرہ برس دن ہو گئے۔
کسی نہ کسی کا خط تو آتا ہی ہوتا۔

انہوں نے عینک لگا کر ہاتھ پھیلا یا تو ٹی بڑی
ندامت سے بولی۔ ”کوئی خط نہیں آیا۔“

”اچھا۔“ انہوں نے ہاؤسی کے ساتھ عینک اتار
دی اور دھم سے پٹنگ پر لیٹ کر اپنے میاں کا انتظار
کرنے لگیں جو ڈائٹر کے ہاں گئے تھے۔ جوانی میں
کبھی بچوں نے اتنی فرصت نہ دینی کہ میاں کو ایک
کلور اپانی پلا سٹنس۔ مگر بڑھاپے میں وہ اب پٹا بچہ کو
کہیں طے جاتے تو بہو بیگم نئی نوپلی دہنوں کی طرح
بے قرار ہو جاتی تھیں۔

لیکن آج انتظار سے پہلے ہی کھانسنے کی آواز آئی
اور پھر حامد صاحب دواؤں اور انجکشنوں کے دیوں
سے لدے پھندے اندر آئے۔ پہلے پتے، فریڈ مر،
ہاتھوں میں رعشہ، ہنڈ پریشہ، دمہ اور
اختلاج کے سریش،

دنیا کے مرد جوانی میں رٹک ریاں مناتے ہیں
اور بڑھاپے میں شعر و شاعری، انجکشن بازی، کلب یا
اور کوئی مشغلہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ مگر حامد صاحب کی
جوانی بیوی کی فرمائشوں اور بچوں کے توجہوں میں
گزری تھی۔ اس لیے انہیں نہ تو دوست بنانے کی
فرصت ملی نہ کسی اور ذوق کو پالنے کی۔ اب وہ مجبوراً
اپنی ساٹھ برس کی بوڑھی بیوی سے عشق کرتے گئے
تھے۔ وہ دونوں دن رات اپنے اپنے ہنسون پر بیٹھے
ایک دوسرے کی خاطر تواضع دہاؤں سے کیے جاتے
تھے اور اپنے بچوں کے تذکرے میں مہر بہتے۔

آج بھی آتے ہی حامد صاحب نے پوچھا۔
”کوئی خط آیا....؟“

ادیب، افسانہ نگار، ناول نگار اور ڈرامہ نگار



جیبلائی بانو - حاصل

اردو ادب کی پہچان جیبلائی بانو کی تعارف کی محتق نہیں تھی۔ جیبلائی بانو 14 جولائی 1936ء کو بدایوں (اتر پردیش) میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد حیرت بدایونی کا شمار اپنے وقت کے معروف اردو شعرا میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بچپن سے ان کا لگاؤ اردو ادب کی جانب ہو گیا۔ ابتدائی عمر سے ہی

جیبلائی بانو نے سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، میر تقی میر، اقبال، میاں سہروردی، بیخوف، موہیاں، بیدی، فیض احمد فیض، مجاز، قرۃ العین حیدر، احمد ندیم قاسمی سمیت تمام معروف ادیبوں کا مطالعہ کیا۔ ان معنفسین کی تخلیقات کے مطالعے نے ان کی ادبی صداقتوں کو خوب پروان چڑھایا، مگر انہوں نے کسی کو نقل کرنے کے بجائے اپنا لگ تھا۔ جیبلائی بانو نے اپنی پہلی کہانی "ایک نظر ادھر بھی" 1952ء میں تحریر کی، جسے خوب پذیرائی ملی۔ آپ کی شہرہ آفاق تحریر "موم کی مریم" نے انہیں شہرت کی بندھنوں پر پہنچا دیا۔

آپ کی میں سے زندگی تب شروع ہو چکی ہیں جن میں افسانوں کے مجموعے روشنی کے مینار، نروان، نغمے کا سفر، اور ناول ایوانِ عمر، بارش سب، جگنو اور ستارے، ذور کی آوازیں وغیرہ معروف تھیں۔ آپ کے لکھے ایک افسانے "نرسیہ کی بازی" کو 2009ء میں "ویلڈن ابا" کے نام سے فلم کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔

شادی کے بعد آپ حیدرآباد دکن مقیم ہوئیں۔ جہاں افسانہ نگاری کے ساتھ حقوق نسواں کی مہنم "اسمیتا" کی چیئر پرسن بھی ہیں۔ جیبلائی بانو نے اپنی کہانیوں میں معاشرے کے غریب اور پسے ہوئے طبقے کو موضوع بنایا ہے۔ ان کی ادبی کاوشوں پر انہیں کئی اعزازات سے نوازا جن میں ہندستان کا اعلیٰ اعزاز پدم شری اور ساہتیہ انڈی کا ادبی ایوارڈ بھی شامل ہے۔

زندگی گزارتی تھی۔ انہوں نے توبینے کو گرہ بورت بنا کر ہی اپنی زندگی کا کارنامہ انجام دیا تھا۔ لیکن بہو تہم بچوں کو کھیرے گلزیوں کی طرح بڑھتے دیکھتیں تو انہیں نوسوں پوتوں کو پالنے کی فکر ہوتی تھی۔ بہوؤں کو لڑتے دیکھنے اور دامادوں کے مزاج سہنے کے لیے ایک بڑے سے گھر کی ضرورت تھی۔ اس کی خاطر وہ میاں سے چھپا چھپا کر آنے پائیاں جوڑا کرتیں۔ چار نڑوں کو ولایت بھیجنا اور تین پڑھے لکھے دامادوں کا مول کرنا کوئی ہنسی تھیل تو نہ تھا۔ اُردو

خوبصورت ہوں گے! باپ کی طرح سرخ و سفید رنگ۔ یہ بڑی بڑی آنکھیں۔ ان کا بس چلتا تو وہ درہنوں بچے پیدا آرزو تیں۔ مگر جسے کیا خرابی ہوئی کہ دوسرے بچے کے بعد ہی نہ پ ہوئیں۔

دن رات مرنے کی صبر سب کو پونے تلے دپائے رکھتیں۔ ان بچوں کے لیے انہیں کتنے ہی نام ممکن پہاڑا ہانا پڑے۔ سب سے پہلے تو انہیں ایک بڑا سا خوبصورت گھرنے کا پناہ تھا۔ حامد صاحب کے باپ دادا نے تیرے میرے کے گھروں میں



Scanned By Amir

ذہنی مشغول ہوتے تب بھی کوئی نہ کوئی راجے کا بیٹا
 اڑنے والے تھوڑے پر بیٹھ کر ان سے بے آفتابا۔
 عمر بادیہ سہنت تو صورت کی تھگی نہ سیرت کی۔ دن
 بھر بس بھائیوں سے نرہام کا اور ان کے کھیل بگڑنا
 اس کا کام تھا۔ بہو نیمہ کانپ کانپ کر سوچتیں کہ
 جانے اس کو پرانے گھر میں چین بھی سے کیا انہی کے
 وہاں سے کئی بیٹھی رہے کی۔ ویسے ایک بات تو وہ
 گھر سے بیٹھی تھیں کہ نہ تو کوئی لڑکا پردہ میں
 تو کوئی لڑکی، اور نہ کوئی تریں دور بیٹھی جانے کی۔

بچوں کی یہ پلٹن رفت رفت نہایت مٹھند سرکش
 ہونے لگی۔ شافحہ نے باپ و بھٹ میں قائل کر کے
 میوزک اسکول میں داخلہ لے لیا۔ ہادیہ کو تصویریں
 بنانے کا شوق تھا اور وہ نہ ن دیوانی ہی صورت بننے
 جانے لگی تھی یا کائنات کا مذہب پر اترا ترقی تھی۔ ہادیہ
 اور ساجد نے اپنا تہا لے ہوئے آم اور امرود کے
 درخت سوا پھینکے اور باغ میں ننس کا دان بن گیا۔

حامد صاحب بہت برہم ہوئے۔ مگر بہو نیمہ
 بیٹیوں کی اس خود سرنی پر دل ہی دل میں کھن انھیں
 "اسے کرنے دو۔ یہ سارا تھم پران ہی کے ہے تو
 ہے۔" انہوں نے جیسے چیز ہو کر پٹلھا اٹھا لیا تو حامد
 صاحب بیچارے بھی چپ ہو گئے۔ وہ شوہر دل کی اس
 قوم سے تھے جو بڑھاپے میں بیوی کی باراشت بن
 جاتے ہیں۔ خصوصاً بچوں کے معاملات سلجھانے میں
 انہیں اپنی نااہلی اور ذہنی کی دانشمندی کا پکا
 یقین ہو جاتا ہے۔

پندرہ سالہ ریش احمد وہاں سے واپس
 آئی کہ وہ پرتل کے جن کی ضرب شائیں بڑھنے
 لگا اور ایک دن ان کے ضد شرمش کی کہ وہ اسکول کی

میں کی تھوڑی سی کمائی پر قناعت کر کے بیٹھ رہتیں تو
 شہید ان کے میاں بھی اپنی شعر و شاعری میں غرق
 رہتے تیلن بیوی کے تقاضوں سے انہوں نے ترقی کی
 یہ عیال طے نہیں میں بلکہ پھلا گنا پڑیں۔ وہ ذہنی
 مکتبہ تک بن گئے۔ اس پر بھی بہو نیمہ کا دمزن و دمزی
 پر دم نکلتا تھا۔ وہ ایک بڑی سی کو بھی بنانے کے ارمان
 لیے بیٹھی تھیں۔ ہانے ایسی کوٹھی تھی و توان صاحب
 کی۔ چاروں لڑکوں کے ملحدہ غلحدہ حصے، بیٹوں
 دامادوں کے لیے ملحدہ کمرے، نواسوں پوتوں کے
 لیے بڑا سا باغ اور نو لڑکوں کے لیے گوار مرز۔

بڑا لڑکا راشد تو بصورت اور تیز مزاج تھا۔ بہو
 نیمہ والی ہی دل میں سوچا کرتیں کہ یہ ضرور ہادیت
 سے مہم نائے گا۔ اسی لیے انہوں نے راشد و ہادیہ
 باہل انگریزی وضع کا بنوایا تھا۔ مٹھلا ماجد بہ وقت
 مان کے کوشے سے نکار بتا تھا۔ ذرا دیر سے لیے وہ
 کہیں چھی جاتی تھیں تو وہ کمر جان ہنگان کر ڈالتا۔ اسی
 لیے انہوں نے ماجد کے نیوی بچوں کو بھی اپنے ساتھ
 رکھنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ ساجد پڑھائی کا دیوانہ تھا۔ حامد
 صاحب کا خیال تھا کہ وہ پروفیسر بنے گا، جب ہی تو بہو
 نیمہ نے اس کمرے میں بہت سی اناریاں اور ایک
 شیف بنوائے تھے۔ البتہ واحد ہمیشہ کاروں تھا۔ نہ
 پڑھنے سمجھنے کا جوگی تھانہ سمیلنے کودنے کا۔ سان کے بارہ
 مہینوں ہو کسی نہ کسی خوفناک بیماری میں مبتلا، پلٹ پر
 یز کرانے جاتا تھا، بہو نیمہ سوچتیں جانے پتہ پڑھے
 کا بھی یا نہیں۔ وہ خود ہتیر کی قائل تھیں۔ اسی لیے
 انہیں بچوں کو نائت صاحب بنانے کا بڑا ارمان تھا۔

نیلن لڑکیوں کے اندیشے مارے ڈالتے تھے۔
 شافحہ رافحہ تو خیر صورت کی ہی ایسی تھیں کہ باپ

ان کے دیور اپنے بیٹے کے لیے پاکستان لے گئے۔ وہ تو
 کانے دوسوں اپنی بیٹی کو کبھی نہ بیاتھیں مگر آسمانی نکاح
 کو کون روک سکتا ہے! شافقہ چلی گئی تو بہو بیٹیم نے
 رورو کر سینک لگا دی۔ ان کے ہاں اچانک سفید دھونے
 گئے۔ تو پتی۔ اب دوسری لڑکیوں کو غیر مجھے میں
 کبھی نہ دینا۔ شافقہ نے پہلے تو رورو کر ہر روز لگا کر
 ایک خط لکھا، لیکن پہلا بچہ ہوا تو وہ اماں کو اطلاع دینا
 ہی بھول گئی۔ دو برس تک راشد و بھئی اماں کے پکائے
 ہوئے سامن اور ابا کی صورت بہت یاد آتی اور پھر
 ایک دن بہت اداس ہو کر اس نے وہیں گھر بسا لیا۔
 اس شہ نے بہو بیٹیم کے دل پر ہاتھ دے مارا۔
 اور وہ صاحب کا بلڈ پریشر گرنے لگا۔ بچپن میں
 انہوں نے جانے کئی بار راشد کے گلہبی گال چوم کر
 اعلان کیا تھا کہ میرا چاند تو ولایت کی ٹیم لائے گا مگر
 جب وہ دن آیا تو بہو بیٹیم کو دل کا دورہ پڑ گیا۔ اپنے
 ہاتھوں سے راشد کے سر سیرا بندھنے اور اس کی
 سسرال و انوں سے جہیز پر لڑنے کا انہیں
 کتنا ارمان تھا!

بڑے کی دیکھ دیکھی چھوٹے بھئیوں کے لیے
 بھی نہیں نہ نہیں جانا ضروری ہو گیا۔ مگر ہادیہ کو
 انہوں نے سچی سچی پڑوس میں دیا۔ لڑکا بچپن سے دیکھ
 بھرا۔ پھر اتنا قابل۔ لیکن وہ امی کے وقت بہو بیٹیم
 یوں کلیجہ پھاڑ کے روئیں جیسے بی بی سات سمندر پار
 جا رہی ہو۔ وہ جو کہتے تھیں کہ بڑی بات منہ سے نکالو تو
 ہوتی رہتی ہے۔ سو وہی ہوا۔ ہادیہ کے دو سوا دھینے
 بچھنے جانے یا حفظان اٹھا کر امریکہ چلا گیا۔

وہ انہیں سمجھاتے کہ لڑکیوں شوہروں
 کے ساتھ میں اچھی سکتی ہیں اور ہمیں نہ کہہاتے

کرانت بیگم کے ساتھ وہی ہوتے تھے۔ بہو بیٹیم تو سنتے ہی
 گواں بابت ہو گئیں۔ "تو سے دن کوئی یہاں ہے۔
 اند میں کے پچھو گئے۔" وہ صاحب بھی
 پتہ پتہ۔ مگر سوچا کہ انہیں سے اتنا شہرہ کے تو بھینچ
 بیٹھے نہیں یورپ۔ واحد کا گھر سے پاؤں بہر نکالنا تو
 کہ سب ہی کے پر لگ گئے۔ آج وہی شہیر جا رہا ہے تو
 کل مدراس۔ شافقہ کو بھی سیرن جانا پڑا۔ بہو بیٹیم کے
 دل و جیسے پھلے ٹٹ گئے۔ پہلی بار واحد گھر سے پتہ کیا
 تو انہوں نے وہ دن تک اٹھنا نہ سہیا۔ دن رات روتی
 رہتی۔ تنگے پچھ کر یوں بیٹھ گئیں جیسے واحد دشمنوں
 کے زرخے میں گھرا ہوا۔ آٹھ دن کے بعد وہ گھر آیا تو
 اماں کی حالت دیکھ کر اس نے خود تو پتی کہ اب کبھی
 نہیں نہیں جائے گا۔ لیکن جب راشد و انہیں سہیا تو
 اس کے یورپ جانے کا دن آ پہنچا۔ ایک دن وہ اس کے
 تین برس۔ بہو بیٹیم سب تک راتوں و جاتیں چمچ
 اور کبھی تو ضدی کام پور شیطان تھے جو انہیں ایک
 منٹ کا چین نہ لینے دیتے تھے۔

جو ان بچوں کی ماں بھی تھی حقت اور سیر وان
 ہوتی ہے۔ بچوں میں جوں توں عقل آتی تھی۔ وہ
 ثابت کرتے کہ ان کی ماں کا ہر کام حماقت کا ہوا
 ہے۔ خصوصاً لڑکیوں کو تو اس کی ہر بات مستحکم نہیں
 مانتی تھی۔ وہ لڑکیوں کی پسند کا پتہ پہنچنے گئیں۔ ان کی
 پسند کا گھر میں کھانا پکرتے۔ لیکن اس دن ماجد نے ابو
 زیادہ دھکے سینے پر ڈکا تو بہو بیٹیم کے دل میں پاندلی ہی
 دھک اٹھی۔ اب تو ان کے پیچھے اتنے سینے ہوتے
 تھے۔ ماں باپ و عیش و زین۔

بہو بیٹیم کی کائنات گھر کے اندر تھی۔ لیکن دنیا کی
 مہالی پوزاری کا اندازہ انہیں اس دن ہوا جب شافقہ کو

سارا دن کھڑی رہتی تھی۔ ” بہو بیگم پاندان سھول کر بیٹھتیں کہ پرانے دن سارے بگھڑ جاتے۔

” اور ماجد، یہ نذر، یو ار پر سے صحن میں لود جوتا تھا۔ ” حامد صاحب بھی آنکھیں چندھیا کر ماجد کا بچپن دیکھنے لگے۔

” ماجد کی سانس بہ رہی تھی، لیکن ماجد کا تیسرا لڑکا بالکل اسی کی صورت ہے۔ ” بہو بیگم نے چھالیہ کاٹنے میں بڑے فخر سے کہا۔

” لیکن تصویر میں دیکھو اس کی ٹاک بالکل ماجد کی سی نہیں ہے۔ ” حامد صاحب فونو پر اپنی تصویریں دیکھ کر دیکھنے کا چانس مان گیا۔

” مجھے تو راشد کا قربان شہزادہ لگتے ہیں۔ کیسی پیروی صورت ہے۔ ” بہو بیگم نے بے ساختہ مسکرائے تھیں۔

” لیکن ہمیں اس کا رنگ اپنی ماں کا سا نہ ہو۔ ” حامد صاحب نے اندیشہ ظاہر کیا۔

” اے دادو، وہ یوں ہونے لگا کالا...؟ میرے بچے کا لے ہو ہی نہیں سکتے۔ ”

” میرے بچے۔ ” حامد صاحب نے ترس کھانے والے انداز میں بیوی کی طرف دیکھا۔ ” جب ہمارے بچے ہی ہمارے نہ ہونے تو ان بچوں سے کیا ناسا...؟ ”

اس حقیقت کو جاننے کے باوجود وہ خود بھی یہی حماقت کرتے تھے۔ ان بچوں کی پادوں اور باتوں کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ رہا تھا۔ کبھی کبھار جب کسی بہو کے

طنعوں کے زخم سواہ جاتے تو ان کے پیروں میں پھر چل اٹھتی جاتے۔ ان کا جی چاہتا اپنے پوتوں سے جا کر کھیلے۔ انہیں شرارتیں اور گالیاں

سکھائیں۔ پھر وہ اسی سے ادھار قرض کر کے چل

کمانے بہر نہ جائیں تو کیا کھنڈ بنے ماں باپ کے گزروں پر پڑے رہتے۔ ان باتوں کو دس برس بیت چکے تھے۔

بہو بیگم نے چیزیاں پالی تھیں کہ موقع ملے ہی سب اڑ گئیں۔

دو سب کبھی بھار مہمانوں کی طرح دو چار دن کے لیے آنکھتے تھے۔ ورنہ زندگی کی تیز رفتاروں میں انہیں مہلت نہ ملتی تھی کہ اپنے وطن جا کر بڑھے ماں باپ کا دل بھلا لیں۔

سب اپنی روزی کمانے اپنے اپنے مسائل میں الجھے ہوئے تھے۔

بڑے بڑے عہدوں پر کام کر رہے تھے اس لیے ان کی ذمہ داریاں بھی بڑھی ہوئی تھیں۔ کسی بہو کو حلیم یافتہ ہو کر چاہیں اور جھگڑا لڑ ساس کے پان آنا اچھا نہ لگتا تھا، کسی بیٹے کو یہ پرانی وضع کا گھر پسند نہ تھا پھر ابا کے حقے کی بدبو اور کھانسی ہنجر کی سزا اور اماں کی تیز مزاجی سے دور بھگتتے تھے۔

اب اس بھانسی بھانسی کرتے گھر میں وہ آئی رو گئیں۔ ان کا دل تو صرف اپنے میاں کی قربانی پر کڑھتا تھا جو تہائی سے گھر کے بچے جا رہے تھے۔ کوئی اتنا

بھی تو نہ تھا کہ گھر یا میسر دیکھ کر ان کا تپہ پچھنے سکے۔ آئے گئے کی خوشامد کرنا پڑتی۔ کبھی کبھار کوئی

بہو کسی بچے کی ساگر و کافونو بھیج دیتی کہ داد دادی تھنہ بھیجیں گے۔ بس پھر دونوں بڑھیا بڑھیا ہوں کو ہنٹوں کا

شفا مل جاتا۔ ہر آنے والے کو وہ فونو دھاتے۔ پیار کرتے کرتے بہو بیگم تصویر کو پیٹ سے رنگ دانتی تھیں۔

” راشد کتنا شیر تھا۔ ایک بار یہی ضد تھی کہ میں ہر وقت کھڑی رہوں۔ جہاں میں بیٹھی اور وہ رویا

تو وہاں کا گھٹ

کھڑے ہوتے۔ لیکن وہاں ان کے ناک تھوک اور

صرف اور ادنیٰ کا سہرا ہوتا ہے۔
 پر بیڑی غذاؤں سے عاجز آکر بہو انہیں دوسرے
 تیسرے دن زمین میں سوار کروا دیتی تھی۔

وہ دونوں اپنے اپنے پلنگ پر لیٹے اوتھ رہے تھے۔
 اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔ مگر کون اٹھ کر روشنی کرتا۔ باہر
 سڑک پر شام کا سلگتا منہ چڑھ رہا تھا اور اماکن نے ہنڈیا

جھاڑاں تھیں۔ گو بھی جلنے کی تیز بو پھیلی ہوئی تھی۔
 اتنے میں اذان کی آواز آئی اور وہ دونوں کمرے
 پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔

بہو بیٹیم نماز کی چونکی پر بیٹھی وضو کر رہی تھیں کہ
 ان کی بھتیجی رضیہ آگئی۔ اب ان کا زیادہ وقت ان
 بھانجیوں بھتیجیوں کے مسائل سلھانے میں گزارتا تھا۔

مگر آج رضیہ آئی تو بیٹھ کی طرح قہقہے لگانے کے
 بجائے آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھی آتے ہی ان سے
 اپٹ کر روناشروع کر دیا۔ معلوم ہوا کہ رضیہ کے میاں

نے دوسرا نکاح کر لیا ہے کیونکہ رضیہ کے بچے
 نہیں تھے۔

یہ خبر سن کر بہو بیٹیم نے خود بخود اطمینان کی ایب
 سولیں سانس لی۔ جیسے ساتوں بچے بیک وقت ان کے
 پیٹ میں چیاؤں چیاؤں کر رہے ہوں پھر انہوں نے

اپنے آنسو پونچھ کر رضیہ کو تسلی دی۔ ”اے بے
 تھوڑے مارے کی نیت کو کیا ہو گیا۔ بھلا تم سے زیادہ
 خوبصورت اور محبت کرنے والی کہاں ملے گی۔“

”مگر پھوپھو ان کا بھی کیا قصور ہے!“ رضیہ نے
 سسٹیاں روک کر کہا۔

”میں بانجھ ہوں۔ اللہ نے میرے نصیب ہی
 کھونے کر دیے ہیں تو وہ کیوں اولاد کے لیے ترسیں۔
 گھر کو آباد کرنے والا کوئی تو ہو۔ بڑھاپے میں تو انسان کو

باجھ.....! بہو بیٹیم کے سینے پر لفظ موصل بن کر
 گر اور رُٹ رُٹ و چل گیا۔ انہوں نے اپنے بھائی
 بھائی کرتے خال گھر کو دکھا اور پھر حامد صاحب کو، جو
 کھانتے کھانتے ڈمگاتے قدموں سے اٹھ کر پانی
 پنا رہے تھے۔

اچانک بہو بیٹیم کو ایسا لگا کہ وہ خود بھی بانجھ ہیں۔
 ان کی دکھ سے آج تک کوئی کونسل نہیں پھوٹی۔
 انہوں نے اس اندھیرے گھر میں روشنی کرنے والا
 کوئی بچہ پیدا نہیں کیا۔ پھر اپنی بد نصیبی پر وہ رضیہ سے
 پست کریوں روئیں جیسے ان آنسوؤں میں ڈوب
 مریں گی۔

”رضیہ بیٹی۔ میری تزیار۔ صبر کر۔“ پر دل ہی
 دل میں بوس
 ”ماں کو دیکھ دو تو بانجھ سے بھی بدتر ہے۔
 دیکھ دو مجھ....“



درخت لگائیے.....
صحت بنائیے.....
سکون پائیے.....

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے
 یا کھیت میں بیج بوائے، پھر اس میں سے پرند یا
 انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی
 طرف سے صدقہ ہے۔“ (بخاری: مسلم)

امریکن مارکیٹ میں

اپنے کاروبار کے فروغ کیلئے

ایک بہترین ذریعہ

ہفت روزہ

نیوز پاکستان

امریکہ کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اردو اخبار

Weekly

NEWS PAKISTAN

Contact:

Ph: 718-558-6080 Fax: 718-558-6079

Email: newspakistan@aol.com

248-04 Hookcreek Blvd, Rosedale, New York-11422 USA



Scanned By Amir



ٹیکسی ڈرائیور



بھی نے ٹیکسی لے آ....“ کمل نے کہا، اور پھر پیچھے سے آواز لگائی۔ لیکن دیکھنا کسی سردار کی ٹیکسی نہ لانا۔ سردار بڑے ریش ہوتے ہیں۔“

یشونت نے سوٹ کیس میں دونوں کا ایک ایک سوٹ ڈال لیا۔ ”کیا پتہ ایک دن وہاں رکنا ہی پڑے۔“ ٹیکسی کا ہارن بجا۔ ڈرائیور باہر نکل کر تل میں سے پانی کی بائی بھر کر ریڈی فیئر میں ڈال رہا تھا۔ یشونت نے کھڑکی میں سے دیکھا۔

”اوو پاگل رانا، کسی سردار کو سی لے آیا ہے۔“

رانا سوٹ کیس اٹھانے کے لیے اندر آیا۔ ”تجھ سے تو کہا تھا کہ سردار کی ٹیکسی نہ لانا۔“ ”صاحب! میں نے بڑی کوشش کی۔ دو لڑکوں پر گیا۔ بندہ ٹیکسی ڈرائیور کئی تھے، لیکن کوئی جانے کے لیے تیار نہ ہوا۔ ایک دو سرداروں سے بھی پوچھا۔ سب نے کورا جواب دیا۔ میں نے ستر روپے بھی دینے سے لیے کہا۔ اتنے میں یہ سردار آگیا، اور وہ

پنجابی (گور مکھی) ادب سے انتخاب

”صاحب.... صاحب.... صاحب جی!“

رات کے بارہ بجے تھے۔ کمل اسکوٹر کے ساتھ ایکسپریٹ ہو جانے کی وجہ سے ایک ہفتہ ہسپتال میں رہی تھی اور آج ہی آئی تھی اور اسے گرم پانی کی بوتل سینٹے سینٹے یشونت کی آنکھ لگ گئی تھی، وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔

”کیا بے راسے....؟“

”صاحب۔ ٹرنک کال۔ لدھینہ سے۔“

”بیو.... بیلو.... کون سی....؟“

ایکسپریٹ یہاں ہو گیا سیریس تو نہیں....؟ او مانا گاؤ.... کیا عمل بھی آئے....؟ وہ آج ہی ہسپتال سے واپس آئی ہے.... ایسا کوشش تو ہے.... او مانا گاؤ!.... ہماری موٹر بھی ورکشاپ میں ہے.... ٹیکسی منگواتا ہوں۔“

”کیوں یش جی.... ایکسپریٹ.... ایسا کوشش بھیج نہیں رہی تھی.... جازا سے.... فوراً جا.... جیسے

ترجمہ: سرجیت

ہوٹ ووت کی کوئی بات نہیں۔ بڑی سے بڑی ہوت بھی ڈائنر ٹیکہ کر لیتے ہیں۔“

ان کے خوف کے برعکس، سردار نیکی ڈرائیور گاڑی بڑی احتیاط کے ساتھ چلا رہا تھا۔ لیکن کوئی پچھیس میل طے کرنے کے بعد اس نے نیکی روک لیا۔

”راے! تو جاگ رہا ہے نا...؟“ بیٹونٹ نے ایک دم محتاط ہو کر کہا۔ اور اپنا ہاتھوں ہاتھ میں لے لیا۔

”کیوں سردار جی۔ راک یوں گئے ہو...؟“

گاڑی تو ٹھیک ہے نا...؟ میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ میں آپ کے لیے کوئی خط بہ مول لینا نہیں چاہتا۔ اس لیے ڈرائرک گیا تھا اب ٹھیک ہوں۔“

ڈرائیور نے پتھر دیر راک کے پھر نیکی چلا دی۔

گاڑی چلتی رہی۔ لیکن تیس میل اور چل کے پھر راک ٹی۔ اس مرتبہ ارد گرد کوئی آبادی نہیں تھی اور اندھیرا بھی گہرا ہوتا۔ بیٹونٹ نے ہسٹول ہاتھ سے الگ نہیں بنایا تھا۔ اس نے راے کا کندھا تھپک کے اسے ہوشیار کر دیا۔

”آپ فکر نہ کیجیے۔“ ڈرائیور نے کہا۔ ”میرا بی

حالت پچھ ٹھیک ہو جائے تو چلتا ہوں۔ جتنی دیر نیکی

روک کر وقت ہویا ہے۔ اس کی سلامتی کر دوں گا۔

لیکن آپ کی حفاظت کی مجھے بے حد فکر ہے۔ رات اندھیری اور سڑک سناٹا ہے۔“

ڈرائیور کے الفاظ بڑے سلی بھرے تھے، لیکن

بیٹونٹ کو پوری طرح اطمینان نہیں ہو رہا تھا اس نے ہسٹول کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔

انہوں نے ٹیلی فون پر معلوم کر لیا تھا کہ

ایکسیڈنٹ چند ہی گزہ کے قریب ہی ہوا تھا۔ ایٹا کی

”قربانی کا ثبوت“

اپنی گاڑی اڈے سے شہر کو دے لی رہا تھا کہ میں نے اس سے منت سماجت کی اور ساری بات بتائی کہ ہماری

اکلوتی ایٹا کا خطرناک ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ بروقت

وہاں پہنچنے سے شاید وہ بچ جائے۔ سردار سوچی میں پڑ

گیا میں نے ستر روپہ بتائے مگر اس نے کوئی توجہ نہ

دی۔ البتہ چابی شہر سے ہانگ لی اور مجھے نیکی میں

بیٹنٹ کے نیے اشارہ کیا۔ میں نے کہا۔ صاحب بہت

اتھے ہیں۔ ستر سے بھی زیادہ دے دیں گے۔ اس نے

پھر کوئی توجہ نہ دی اور ونکی کا نمبر پوچھ کر چل دیا۔

”اچھا! بہارنی قسمت میں چنر پڑ گیا ہے۔ لیکن

راے تو ہوشیار رہنا۔ اس کے ساتھ ہی بیٹنٹا ہونا

بانتل نہیں۔ اس کی ہر حرکت پر نظر رکھنا۔ ان نیکی

ڈرائیوروں کی کہانیاں تو سنتی ہی ہے۔ سنل! چابی دینا۔

اپنا ریو اور بھی ساتھ لے لوں۔ کل ہی پڑھا تھا کہ

راستہ میں نیکی ڈرائیور نے سامان سنبھال کے

سواریوں و نیکی سے نیچے اڑا دیا اور چلتا بنا۔“

بیٹونٹ اور سنل نیکی میں پتھلی سیٹ پر بیٹھ گئے

۔ رانا ڈرائیور کے برابر میں بیٹنٹا۔ ڈرائیور پتھو نہ روت

سے زیادہ سی خاموش تھا۔ کسی طرح کی بات ہیست میں

حصہ نہیں لے رہا تھا۔ گاڑی چل دی۔

بیٹونٹ اور سنل ایک دوسرے کو جانتا رہنے کے

یے آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ ”ایٹا خود بھی

جانا نہیں چاہتی تھی۔ قسمت اسے ٹھیر کے لے گئی۔

مائی زور دے رہی تھی۔ انہوں نے ناس سے فیصلہ

کیا۔ ناس مائی کے حق میں ہوا۔ ایٹا مجھے پیار کر کے

چلی گئی۔ میری خوش مزاج ایٹا!“

”اتنا ظلم ہمارے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ ہماری

اکلوتی ایٹا ہمارے نیے اس دنیا میں سب آچھ ہے۔



گور بخش سنگھ پریت لڑی 1895ء-1977ء

پنجابی زبان کے ترقی پسند ادیب، کہانی نویس، ناول نگار، ڈرامہ نگار، مصنف اور ایڈیٹر۔
 لاہور میں 26 اپریل 1895ء کو پاکستان کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، ان کی عمر سات برس تھی کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا، سیالکوٹ سے مینارک کے بعد ایف سی کالج، لاہور میں داخلہ لیا، معاشی مشکلات کی وجہ سے کالج کے ساتھ ساتھ 15 روپے ماہوار میں ایف مختصر وقت کے لیے کلرک کی نو ترقی شروع کر دی، بعد میں 1913ء میں

تھامسن سول انجینئرنگ کالج، روز کی سے ڈیپو حاصل کیا۔ فوج میں بھرتی ہو کر عراق اور ایران گئے، 1922ء میں مشی گن یونیورسٹی میں انجینئرنگ کے ڈگری لے کر واپس آئے اور ایک ریویو انجینئر کے طور پر ملازم ہوئے۔ پٹنہ کے اعتبار سے ایف کامیاب انجینئر ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے پنجابی ادب میں بھی طبع آزمائی کی اور اپنی الٹ شناخت بنائی۔ 1933ء میں ماڈل ٹاؤن، لاہور سے پنجابی اور اردو زبان میں ایف۔ اے۔ اے۔ "پریت لڑی" کی اشاعت شروع کی، جو لوگوں میں اتنے مقبول ہو کہ آپ کا نام ہی "گور بخش سنگھ پریت لڑی" پڑ گیا۔

1936ء میں انہوں نے لاہور اور امرتسر کے درمیان "پریت نگر" یعنی محبت کرنے والوں کا شہر کے نام سے ایک شہر آباد کیا جو صرف ترقی پسند شاعروں، ادیبوں اور انسانی دوست دانشوروں اور فن و ثقافت سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے ہی مختص تھا۔ برطانوی دور میں "پریت نگر" کو ترقی پسند ادیبوں اور سماجی انقلاب کے لیے جدوجہد کرنے والے کارکنوں کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ فیض احمد فیض، ساحر ندھی، سید حسین، ام جاوید، نور جہاں (گلوکارو)، بلراج ساسنی (اداکار)، شو بھاشی (مینیجر)، اپنیدرا، تھو اشک، ہونٹ کارتی، سرکار سنگھ ڈگل اور حمید اختر جیسے ادیب اس شہر کے رہنے والے تھے۔ گور بخش سنگھ ہر سانس یہاں اپنی اہمیت منفقہ کرتے جس میں برصغیر کے ہونے سے ادیب، شاعر اور دانشور شریک ہوتے۔ تقسیم ہند کے وقت جب یہ شہر بھی فسادات سے محفوظ نہ رہا تو گور بخش سنگھ دہر دا شہر ہو کر رہی چلے گئے۔ 1950ء کی دہائی میں واپس آئے اور "پریت لڑی" کو دوبارہ شروع کیا۔ کہانی، ناول، ڈرامے، مضامین اور بچوں کے ادب پر آپ کی بچوں کے زمانہ کتب شائع ہوئیں۔ میٹھم گور کی کے ناول "ماں" کے پنجابی ترجمہ پر آپ کو سوویت نبرو ایوارڈ سے نوازا گیا۔

پنجابی ادب کا یہ معروف نام 20 اگست 1978ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ لیکن پریت لڑی اور پریت نگر ابھی تک پرانی روایات کے امن کے طور پر قائم و دائم ہے

بہت دلچسپ اور معلوماتی کہانی ہے جو کہ ایسا ہی موت موقع واردات پر ہی ہوئی تھی۔ اٹھارہ برس کی خوبصورت لڑکی کی لاش پر چادر پھیلی ہوئی تھی کمال اس سے نہ پٹ گئی۔ بیٹھت اس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ اس نے

کھلی جیب کے ساتھ کوئی بس نکر گئی تھی۔ ایسا جیب سے باہر گر پڑی اور بس کا کوئی سخت حصہ اس کا ہاتھ پھوڑ کے آگے بڑھ گیا تھا اور اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا۔

موندھ دوسری جانب کر کے رومال آنکھوں کے سامنے رکھ دیا۔

”اپنی ایٹا دیوی کے آخری ورثن کر لیجیے۔“
کمل نے یثونت سے کہا۔ ”نہیں... میں ایٹا کا خوبصورت اور بنس کچھ چہرہ ہی بنی آنکھوں میں رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ چہرہ میرے لیے نہیں۔ اس ظالم بس ڈرائیور کے لیے ہے، جس نے ہماری ایٹا و ختم کر کے پیچھے گھوم کے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔ یہ چہرہ میری ایٹا کا نہیں۔ ہاتھ اسی کے ہیں۔ میں ان خوبصورت ہاتھوں کو چوم لینا ہوں۔“

سردار ڈرائیور کے رونے کی آواز تو نہیں آرہی تھی۔ لیکن رومال سے اس کا جلدی جلدی آنکھیں پونچھنا بتا رہا تھا کہ اس سے اپنے آنسو روکے نہیں چاہتے تھے۔

ایٹا کو اسٹریچ پر ڈال دیا گیا۔ قریب ہی دو نرسیں بھی تھیں۔ اسٹریچ کو ایک طرف سے ایٹا کے مامانے تھا اور دوسری جانب سے سردار ڈرائیور نے مردہ ایٹا کو ٹیسی کی بچھنی سیٹ پر احترام کے ساتھ لٹا دیا اگلی سیٹ پر یثونت اور کمل ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ڈرائیور کے ہاتھ کئی مرتبہ کانپے، مگر دور کا نہیں، ہاتھوں پر قابو پا کر وہ گاڑی چلا رہا۔



لدھیانہ میں ایٹا کی ننھیال میں صبح کو وہ ایٹا کے واہ سنسکار کی تیاری ہو رہی تھی۔ سب رشتہ دار بنس کچھ ایٹا کی باتیں یاد کر کے سسک رہے تھے۔ ایک طرف کھڑے ہونے سردار ڈرائیور کے آنسو وہ سروں کی طرح چھم چھم تو نہیں بہ رہے تھے، مگر ایک ایک کر کے فیل ضرور رہتے تھے اور وہ ہر بار

رومال سے انہیں پونچھ لینا تھا۔

سب نے اس سے کچھ کھانے کے لیے اصرار کیا۔ اس کے سامنے کھانا کر بھی رکھا گیا۔ اس نے کوئی چیز منہ میں نہیں ڈالی۔

چتا پر ایٹا کو الٹا لٹا دیا گیا۔ رشتہ دار چتا پر لکڑیاں چن رہے تھے۔

بھاری لکڑیاں سردار ڈرائیور نے چتا پر رکھیں، اور جب آخری بار چہرہ دیکھا جا رہا تھا تو سردار ڈرائیور بھی آسے بڑھا اور ہاتھ جوڑ کے سر جھکا روٹ آیا۔

ایٹا کا واہ سنسکار ہو گیا۔ یثونت اور کمل جس طرح گئے تھے۔ اسی طرح ٹیسی میں واپس لوٹ آئے۔ لیکن اس بار یثونت نے پستول پر ہاتھ نہیں رکھا تھا، اسے سوٹ کیس میں بند کر دیا تھا اور نہ اس نے ڈرائیور کی ہر حرکت پر نظر رکھی، بلکہ وہ آمل ڈرائیور کی احتیاط باکمان ڈرائیورنگ اس کے خاموش نازک دل کی جی جی جی میں تعریف کر رہے تھے۔

ڈرائیور راستے میں کہیں رکا نہیں۔ کمل سارے راستہ اس کی چوڑی پشت کی جانب تکتی رہی۔ سوچتی رہی کہ اس سردار کی ہر ادالہاتی ٹیسی ڈرائیوروں سے کیسی مختلف اور انوکھی اور خاص طور سے سردار ڈرائیوروں کے مقابلے میں۔

کوٹھی پہنچ کر ڈرائیور نے کمل کی طرف کا دروازہ خود کھولا۔ کمل کی آنکھیں تم تھیں۔ شاید اس خیال سے کہ اب کبھی ایٹا کی ہنسی کی رو کی یہی جھنکار اس بد قسمت کوٹھی میں سنائی نہیں دے گی۔

یثونت نے اپنے ٹوے میں اسی روپے کے نوٹ نکال کر ڈرائیور کے ہاتھ میں تھما دیے۔ ڈرائیور نے دس دس کے پانچ نوٹ جیب میں ڈال کر ہاتھ تین

رومان نامی

یشونت کو واپس کر دیے۔
کمل نے دو کاغذ کھول کر پڑھا۔ وہ ایک تار تھا۔

پڑھتے ہی کمل کی آنکھیں یوں بہ نکلیں جیسے آسمان سے کوئی بادل بکا ایک نوٹ پڑتا ہے۔ تار فارم بھیگ گیا۔ یشونت نے کمل کے ہاتھ سے تار لے کر پڑھا "جا اچانک چل بسے۔ فوراً پہنچو۔"

"یہ تار ایک گھنٹہ پہلے۔ مجھے ما اور میں گاڑی اڑے پر دے کر بارہ بجے کی ریل سے گاؤں جانا چاہتا تھا۔ مگر جب آپ کے نوٹرنے بتایا کہ موقع واردات پر فوراً پہنچنے سے آپ کی بیٹی کی جان بچ سکتی ہے تو میں نے سوچا۔ پتا چلی تو واپس نہیں لاسکا۔ دو بھائی گھر پر ہیں ہی، اگر اس بی بی کی جان بچ جائے مگر راستے میں پتا کی یاد گاڑی کے ونسل پر میرے ہاتھ محفوظ نہیں رہنے دیتی تھی۔"

کمل اور سب پڑی۔ سائز کے کونے سے آنکھیں اور منہ پونچھ کر اس نے ہاتھ جوڑ لیے اور کہا۔ "اچھے سر دار جی....! کیا مجھے اپنے چہ نوں کو چھو لینے دیں گے....؟"

ڈرائیور نے کمل کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو پکڑ کے اپنے ہاتھ پر رکھا اور اپنی آنکھیں پونچھتا ہوا وہ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

سڑک کی بجری پر پیہوں نے گرج کر جی۔ کمل ٹکٹنگی اگے ٹیکسی کو دیکھتی رہی۔ ٹیکسی پھانک سے نڈری۔ کمل کے پاؤں نہ کھڑائے۔ یشونت نے اسے سہارا دینے کے لیے بازوؤں میں لے لیا۔ "اندر چلو کمل، گر پڑو۔"

لیکن کمل اتنی دیر تک وہیں کھڑی دیکھتی رہی جب تک ٹیکسی اسے نظر آتی رہی۔

﴿﴾

"نہیں سر دار جی۔ یہ میں نے آپ کو انعام کے طور پر نہیں دیے یہ آپ کا حق بنتا ہے۔"

"میرا حق آپ پر بانگ نہیں بنتا۔" ڈرائیور نے مستحکم سی آواز میں کہا "آپ کے لیے جانے سے پہلے میں نے ایک دم انکار کر دیا تھا۔ صرف جب آپ کے نوٹرنے بتایا کہ بروقت پہنچنے پر شاید کسی کی جان بچ جائے تو میں تیار ہو گیا۔"

"آپ اسی کی طرف سے لے لیجیے۔" یشونت نے نوٹ ڈرائیور کی جیب میں ڈال دیے، لیکن اس نے جلدی سے نکال کر واپس کر دیے۔

"دو آگ بچ جاتی تو میں اس سے لے لیتا.... آپ سے میں نہیں دل گا، کیونکہ آپ کے لیے میں نے بڑا خشک انکار کر دیا تھا۔"

یشونت آئیٹ کوشش اور کرنے والا ہی تھا کہ کمل نے روک دیا۔ "یش جی! انہیں مجبور نہ کیجیے۔ ان کا احسان ہم لوگوں سے ادا نہیں کر سکتے۔ ان کا یہ احسان، میں ان کو یقین دلاتی ہوں۔ ساری عمر اپنی کی ناقابل فراموش یاد کی طرح سنبھال کر رکھوں گی۔" اور کمل کا کلا بھر آیا۔

ڈرائیور کمل کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ یشونت کے ساتھ اس نے باتیں کی تھیں۔ لیکن اس کے چہرے کی طرف آئیٹ ہر بھی نہیں دیکھا تھا۔ کمل کی طرف دیکھ کر اس نے ایک کاغذ اپنی جیب سے نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ "میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا تھا کہ یہ کاغذ میں آپ میں سے کسی کو نہیں دکھاؤں گا۔ لیکن بی بی جی کے لفظوں میں ایسا ہنسا ہے کہ میں اپنے فیصلے پر قائم نہیں رہا۔ گا۔"



آفرین ارجمند

کچھ نہیں بلند بہت سارے لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ مرد ہونا طاقت اور اکرام کا سبب ہے۔ عورت کا وجود کمزوری اور شرمندگی کی علامت ہے۔

ایسا سوچنے والے صرف مرد ہی نہیں ہیں کئی عورتیں بھی اس بات پر یقین رکھتی ہیں۔ بیٹے کی ماں بن کر بعض عورتیں خود کو محفوظ اور معزز خیال کرتی ہیں، بیٹی کی ماں بن کر خود کو کمزور محسوس کرتی ہیں۔

مردانہ تسلط والے معاشرے میں کئی مصیبتوں، دکھوں اور ظلمتوں کے درمیان ابھرنے والی ایک کہانی... مردق انا اور عونت، عورت کی محرومیاں اور دکھ، پست سوچ کی وجہ سے پھیلنے والے اندھیرے، کمزوروں کا عزم، علم کی روشنی، روحانیت کی آگ، معرفت کے اجالے، اس کہانی کے چند اجزائے ترکیبی ہیں۔

نئی قلم کار آفرین ارجمند نے اپنے معاشرے کا مشاہدہ کرتے ہوئے نئی اہم نکات کو نوٹ کیا ہے۔ آفرین ارجمند کے قلم سے ان کے مشاہدات اس انداز سے بیان ہوئے ہیں اس کا فیصلہ قارئین خود کریں گے۔

”یا اللہ!... رات کے پہر پارس صبر اکر اٹھی
 بیٹھی۔ رات کا ابھی پہلا پہر ہی تڑپا تھا۔ وہ بھی ابھی
 عشا کی نماز پڑھ کر بیٹھی تھی کہ اس خواب کی وہ ہشت

تیرہویں قسط:
 ”نہیں... نہ... نہیں... باقی“
 ”میری بات سنو باقی...“

سے اس کی آنکھ کھل گئی۔
 کمرے میں گہری خاموشی تھی۔ وہ پینے سے بھٹی
 اپنی حواس بھل کرنے لگی۔
 اف یہ کیا ہونے والا ہے.... اس کے ذہن میں
 ایک فلم سی چلنے لگی۔ اس نے سر پکڑ لیا۔
 کیا کروں.... ابھی اماں کو اٹھاؤں....؟ اس
 نے پاس لیٹی سکیٹہ کو دیکھا جو گہری نیند میں تھی۔
 پارس کی بڑبڑاہٹ پر بھی اس کی آنکھ نہ کھلی تھی۔
 نہیں صبح تک کا انتظار مجھ سے نہ ہو گا.... وہ
 بے چین ہونے لگی۔
 مجھے ابھی اماں کو بتانا ہے۔ یہ خواب اچھا نہیں۔
 یا اللہ خیر رکھنا۔ وہ خود سے بولی اور پھر اس نے سکیٹہ
 کو بجا کر جگانا شروع کر دیا
 "اماں اٹھیں، اماں...."
 "ہوں.... ہاں ہاں...." پارس نے اس طرح
 نکلنے پر سکیٹہ بوناسی گئی۔
 "یا اللہ کیا بھونچال آئی۔ سب ٹھیک ہے ناں"
 اس نے نیند کی آدھے جاگی آدھی سوئی کی حالت میں
 پارس کو دونوں کندھوں سے جبرئیل۔
 "کیا ہوا تجھے ذر لگ رہا ہے کیا۔" وہ بولی
 "نہیں اماں۔ میں ٹھیک ہوں۔" اس نے سکیٹہ
 کو تسلی دی
 "بس آپ اٹھیں اور میری بات سنیں۔" پارس
 کے لہجے میں شدید بے چینی تھی
 "ایک تو ایسے بلا بلا کر میرے اہسان خطائے
 دے رہی ہے، شہر چاؤرا دل سنہننے دے" اس نے
 جہدنی سے خود کو سنبھالا۔ پارس بے تابی سے اس کی
 جانب دیکھنے لگی۔

"اچھا اچھا۔ اب آپ پریشان نہ ہوں۔ بس
 میری بات غور سے سنئے۔"
 "ہاں بول۔" سکیٹہ توجہ سے اس کی
 بات سننے لگی۔
 "اماں میں نے خواب دیکھا ہے۔"
 "وہ تو تو اکثر دیکھتی ہے۔" سکیٹہ بولی
 "ہاں مگر...."
 "اللہ خیر کچھ برا تو نہیں ہونے والا....؟" سکیٹہ
 اب پوری طرح جاگ گئی تھی۔
 "اماں سن لو پہلے۔" پارس روہانسی سی ہو گئی۔
 "ہاں بول چند۔ میں سن رہی ہوں۔ اللہ سب
 خیر کرے۔" سکیٹہ بھی پریشان ہونے لگی۔
 "اماں کلثوم باجی کو ہماری ضرورت ہے۔" وہ بغیر
 تمسید باندھے بولی۔ وہ تکلیف میں ہے۔
 "اف!! یہ کلثوم...." سکیٹہ نے اپنا سر پکڑ لیا۔
 "ارے تیرے دماغ پر تو کلثوم سوار ہو گئی ہے۔
 لے بھلا مجھے خواب سنانے بیٹھی تھی اور بات اس
 کلثوم کی کر رہی ہے۔"
 "نہیں اماں میں نے جو بھی دیکھا ہے وہ کلثوم
 باجی کے لئے ہی ہے۔"
 "کیا دیکھا بھلا؟ کچھ بتاؤ۔"
 "نہیں بس! اگر ہم نے اس کا خیال نہ کیا تو وہ مر
 جائے گی۔" پارس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
 سکیٹہ اسے روتا دیکھ کر سوچ میں پڑ گئی۔ وہ سمجھ
 گئی تھی پارس ایسے ہی پریشان نہ تھی۔
 ان کی باتوں کی آواز سے باہر سوئے شفیق کی بھی
 آنکھ بھی کھل گئی تھی۔
 "کیا ہو گیا ہے کزیو!.... سوئی نہیں ابھی تک۔"

شفیق نے مذاق میں آواز لگائی۔
 مگر اندر سے کوئی جواب نہ پا کر اس نے آدھا اٹھ
 کر اندر جھانکنے کی کوشش کی۔ اسے کھڑکی سے پارس
 کا سر ہلتا ہوا نظر آیا۔
 جگ تو رہے ہیں دونوں تو آواز کیوں بند ہو گئی۔
 وہ تشویش میں اٹھ کر اندر آگینا پارس کی
 آنکھوں میں آنسو اور سینے کا پریشان سامنے دیکھ کر وہ
 ٹھہرا گیا۔ ”ارے کیا ہو گیا“۔ وہ تیزی سے پارس
 کی جانب لپکا۔
 پارس نے جلدی سے آنکھیں صاف کر لیں مگر
 خاموش رہی۔ بس سکینہ کی طرف دیکھے جارہی تھی۔
 ”آخر ہم اس کی کیا دکر سکتے ہیں بھلا“ گہری
 سوچ میں ڈوبی سکینہ شفیق کی بات ان سنی
 کر کے بولی۔
 ”اماں ہمیں ان سے بات کرنی چاہیے۔ وہ جس
 صدمے میں ہیں اس سے باہر نکالنا بھی ہماری ہی
 ذمہ داری ہے۔“ پارس بولی۔
 ”او! کس کی بات کر رہے ہو“۔ شفیق جھلایا
 ”ہو بابا“۔۔۔ پارس نے سکینہ کی طرف دیکھا۔
 ”ہاں بتا۔ ساری بات بتانا اپنے بابا کو پھر سن ان کا
 جواب“۔ سکینہ جھلائی۔
 ”بابا مختصر بات یہ کہ کلثوم باجی کی ذہنی حالت
 ٹھیک نہیں ہے لیکن انہیں کوئی نہیں سمجھ پارہا۔ ہمیں
 ان سے بات کرنی چاہیے۔ ورنہ وہ کوئی غلط قدم
 اٹھا سکتی ہے۔“
 ”غلط قدم سے کیا مطلب تیرا؟“
 ”میرا مطلب اُن کلثوم باجی کو کچھ ہو گیا تو“۔ وہ
 پھر رونے لگی۔

”ارے ارے رومت کچھ نہیں ہو گا اسے۔ وہ ہم
 ہے تیرا۔“ شفیق سکینہ کی بے چینی دیکھتے ہوئے اسے
 تسلی دینے لگا۔
 ”نہیں بابا!۔۔۔! میں نے دیکھ لیا ہے۔ وہ ٹھیک
 نہیں ہے“ اس بار پارس کا لہجہ بدلا ہوا محسوس ہوا۔
 ”پر تجھے کیا لگتا ہے۔۔۔؟ تو ان سے جا کر کہے گی
 کہ میں خواب دیکھا ہے اور وہ مان جائیں گے“۔۔۔؟
 سکینہ کی بات میں دم تھا۔
 ”کچھ بھی ہو اماں۔۔۔ کیسے بھی مجھے کلثوم باجی
 سے منا بہت ضرور ہی ہے۔“ وہ اسی لہجے میں بولی
 شفیق نے اس وقت بہتر جانا کہ وہ
 خاموش ہو جائے۔
 ”اچھا ٹھیک ہے، ہم صبح اس پر بات کرتے
 ہیں“۔ اس نے سلی دی
 ”ہاں ہم کل جائیں گے ان کے گھر“۔ پارس اتل
 لہجے میں بولی
 ”ہاں ہاں! ضرور۔ ابھی تو ٹولیت جا“۔ شفیق
 اسے زبردستی سٹانے لگا۔
 ”نہیں بابا میں تھوڑی دیر میں لہنتی ہوں“۔ اس
 نے چہرے پر اب بلی کی سرخی آئی تھی۔ وہ خاموشی
 سے نظریں جوڑے پتنگ سے نیچے اترنے لگی۔
 ”کیاں جاری ہے“۔ سکینہ ٹھہرا گئی۔
 ”ارے اتنی رات۔۔۔ پورا گاؤں سو رہا ہو گا
 ابھی جگانے کی کیا؟“۔ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔
 ”نہیں اماں میں نہیں ہوں بہر“۔ وہ مزید کچھ
 کہنے بغیر دوسرے سرے میں چلی گئی جہاں وہ زیادہ تر
 وقت نماز اور مراقبے میں گزارتی تھی۔
 سکینہ اس کی پیچھے پیچھے چل دی۔ مگر شفیق نے

شفیق نے اسے غور سے دیکھا سکینہ کا رنگ اس وقت کسی قیمتی چیز کے کھوجانے کے خوف سے پیلا ہو پڑنے لگا تھا۔

اسے اس قدر سہا ہوا دیکھ کر شفیق کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

سکینہ نے جو اسے مسکراتے دیکھا تو حیرت سے یوں۔ ”آپ ہنس رہے ہو۔“

”ہاں تو اس مذاق پر ہنسون نہیں تو اور کیا کروں۔“

”کیا مطلب....؟“ یہ آپ کو مذاق لگ رہا ہے....؟“ سکینہ ہنسی

”ارنی ٹیک بخت کیا تجھے اپنے پیار پر بھروسہ نہیں ہے۔“ شفیق بولا

”ووچہپ رہی۔“

”اچھا اس پر ہاتھ رکھ کر بتا۔“ وہ پھر مسکرایا

”ہاں ہے۔ وہ میری بیٹی ہے اللہ نے اسے میری جھونپڑی میں ڈالا ہے۔“ وہ جذبہ بانی ہونے لگی۔

”ہاں تو پھر جس نے وہی ہے وہی اسے تم اپنا نم بھی رکھے گا.... اور پارل بھی اب پٹیا نہیں رہی

کمرے کے کھونے کا فرق ہم سے زیادہ جانتی ہے وہ۔ اس پر تھمیں رکھو۔“ شفیق نے سکینہ کا ہاتھ تھام لیا۔

سکینہ نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں میچ میں۔ وہ ننھے قہرے شفیق کے ہاتھ پر ٹرتے۔

”اوہو۔ بس چپ....“ اس نے بچوں کی طرح پتھر پھرا۔ سکینہ نے ہونے سے تڑپ جی۔ جیسے دن کے اندیشوں کو جھٹک رہی ہو۔

”کو قدر نہ کر۔“ پہلے پارل کی بات تو سمجھ نہ پائے کیا بھیجی ہے اس میں۔“

اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا

”رک جا۔“ اس نے اشارے سے منع کیا۔

مگر سکینہ سے زیادہ وہ رہا نہ گیا وہ آہستہ آہستہ دبے قدموں کمرے کے باہر جائز کھڑی ہو گئی۔

وہ دروازے پر بھاری پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس نے پردہ ہلکا سا سرکا کر اندر کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ پارل

آنکھیں بند کیے آلتی پالتی مارے جینھی تھی۔ اس کی لب مسلسل مل رہے تھے۔

شفیق بھی اس سے پاس آ کر کھڑا ہوا تھا۔

چلن بیٹھ ادر۔

اس نے سکینہ کو باہر پتک پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی وہاں سے بیٹھ گیا۔

پارل کی اس حالت پر دونوں کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہو رہا تھا اور پھر وہ اس کے روحانی تشخص کو جانتے ہوئے اس کی بات رد بھی نہیں کر سکتے تھے۔

”پتہ نہیں جی اب نیا ہونے والا ہے....؟“

سکینہ سمجھے ہوئے انداز میں یوں

”مت پریشان ہو.... پتہ نہیں ہو گا۔“

”نہیں جی کلثوم کا قس کی کوئی اور ترقی نہیں ہے یہ آپ بھی جانتے ہو۔“

”ہاں تو....؟ ان سے کیا ہوتا ہے۔“

”یوں نہیں ہوتا.... آخر کو وہ اس کی تالیزاد بہن ہے۔“ سکینہ نے چپن ہوئی

”تو پھر ان میں ذرا سے وہاں کیا بات ہے؟“ شفیق زور دے کر بولا

”اگر کلثوم کو بچتے بچتے وہ کرم دین اور بانو کے قریب ہو گئی تو...“ سکینہ سمجھے ہوئے انداز میں بولی۔

تعمیراتی کام

”ہاں آپ ٹھیک کہہ رہے ہو ہم اپنی طرف سے ایک کوشش کر لیتے ہیں۔“ سکینہ نے ہالی بھری شفیق اسے تسلی دیتے ہوئے خود بھی سوچنے میں پڑ گیا تھا۔



سنی پورے جانے سے کے تیار تھڑی تھی۔ شفیق نے اسے روکنا مناسب نہ سمجھا۔ سکینہ بھی اس کی ضد کے آگے ہار مٹی تھی مگر پھر بھی اس نے نیک بار اور بات کرنے کی کوشش کی۔

”پارن....! ادھر آ“ اس نے بیٹی کو قریب بٹھانیا۔

”بیٹی اماں....“ ہمیں چھپنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ پر....“ وہ

زرا اویڑتی

”پر کیا اماں....؟“

”اگر انہوں نے تیری بات نہ سنی تو.... وہ تجھے ہی غصہ سمجھے تو....؟“ سکینہ نے اپنے دل کا خوف سامنے رکھ دیا

”تو کیا اماں، ہمیں ایک کوشش تو کرنی ہی ہے۔“ پارن نڈر سچے میں یوں

”مگر اس طرح ہر معاملے میں پڑے گی تو تیری پڑھائی کا کیا ہوگا۔“ سکینہ نے ایک اور دلیل دی

پارن پڑھائی کی بات سن کر مستراہوی ”اماں، جو بھی ہو گا اللہ کے خصم سے ہو گا۔“ اس کی آواز میں ایک عجیب سا رعب تھا۔

”ہاں سچ کہا تو سنے پر.... وہ پتہ ویز ادھر اور نظریں ٹھہرانے ہی جیسے اسے روکنے کی کوئی اور دلیل

ڈھونڈ رہی ہو۔

”پر آج ماٹرن صاحبہ بھی تو آئیں گے ناں....“ سکینہ کو جیسے یاد آگیا۔

مگر ماٹرن صاحبہ کے ذکر پر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا

”اگر نہ بھی آئیں تو کیا۔“ پارن آہستہ سے یوں۔ ”کیا مطلب۔“ سکینہ چونکی

شفیق جو پاس بیٹھا ماں بیٹی کی باتیں سن رہا تھا قریب ہو گیا۔

”کیا مطلب ہے تیرا۔“ وہ بولا

”پاپا مطلب یہ کہ ایسی تعلیم کا کیا فائدہ جو کسی کے کام نہ آئے اور سچ بولنے کی ہمت نہ دے۔“ پارن نظریں بھٹکا کر بولی۔

”لیکن تجھے تو کسی نے بھی سچ بولنے سے نہیں روکا۔“ وہ شفقت سے بولا

”جی ہاں۔ مگر صرف کتابیں رت لینے سے تو ہم بڑے آدمی نہیں بنتے۔ اس کے لئے تو نوٹوں کے کام آنا بھی ضروری ہے پھر چاہے وہ باتیں سنا لیں یا

الزام دھریں۔“ شفیق کو لگا پارن کا دل اب پڑھائی سے اچھا ہو رہا ہے

”نہیں تیرا دل تو نہیں بھرا گیا پڑھائی سے“ شاید تجھے صحیح وقت نہیں دے رہے ماٹرن صاحبہ۔ شفیق نے خود سے بولا

”نہیں ہوا....! ایسی بات نہیں ہے۔“

”مگر علم صرف یہی تو نہیں۔ اور پھر یہ ماٹرن صاحبہ کی مرضی وہ آئیں یا نہ آئیں۔“ پارن بے دلی سے بولی

بات سمجھ رہی ہے ناں۔ اس نے تصدیق چاہی
 ”جی اماں۔“ اس نے اثبات میں گردن ہلا دی
 سکینہ نے اسے کبھی اتنا پریشان نہیں دیکھا تھا۔
 یقیناً بات کچھ سنگین ہی ہے ورنہ یہ اتنا بے چین
 نہ ہوتی۔ سکینہ نے دل میں سوچا۔

اور دن چڑھے تک پارس شفیق کا ہاتھ تھامے
 کلثوم کے گھر کی طرف چل پڑی تھی۔
 سکینہ پورے راستے آیتوں کا ورد کرتی رہی کبھی
 پارس پر پھونکتی تو کبھی شفیق پر۔

جیسے جیسے رحم دین کا مکان قریب آرہا تھا اس کا
 دل بیٹھے جا رہا تھا۔ وہ بے چین سی خیر کی دعائیں مانگتی
 ان کے ساتھ ساتھ چلتی جا رہی تھی۔

کاش وہ گھر پر ہی ناں ہوں۔ سکینہ کے دل سے
 دعا نکل۔ مگر اسے دعا مانگنے میں دیر ہو گئی، رحم دین تو
 گھر کے دروازے پر ہی حیرا تھا۔

شفیق اور پارس بالکل خاموش تھے۔ غالباً دونوں
 اپنی جگہ بیٹھ سوچ رہے تھے کہ بات کیسے کی جائے۔
 اسے سامنے دیکھ کر پارس نے سلام کیا۔ شفیق
 نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

مگر رحم دین نے کسی خاص تر مجوسی کا
 منظر دیکھا وہ نہیں کیا۔

”کہاں جا رہے ہو۔“ رحم دین اس وقت کو
 انہیں اپنے گھر کے پاس کھڑا دیکھ کر بھی انجان بنے
 ہوئے ہونا۔

”ارے بھائی ہم تو تمہی سے ملنے آئے ہیں۔“
 شفیق زبردستی مسکراتے ہوئے ہوا۔

”ہیں جی۔“ رحم دین حیرت سے منہ کھولے
 اسے دیکھنے لگا۔

”آئے نہ آئے کیا مطلب ہے تیرا۔ آخر تو ماسٹر
 صاحب کو ایسے کیوں کہہ رہی ہے“ شفیق انہیں
 ”ارے آپ بھی کیا ماسٹر صاحب کو لے کر بیٹھ
 گئے، بھی کا مسئلہ تو سلجھا لیں۔“ سکینہ کا دماغ حالیہ
 مسئلے میں شدت سے الجھا ہوا تھا
 شفیق کو آثار اب بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہے
 تھے۔ وہ سمجھا شاید پارس ان کے نہ جانے کی وجہ سے
 ناراض ہو رہی ہے۔

”دچھا چل.... ناراض مت ہو ہم تیرے پر
 فیصلے میں تیرے ساتھ ہیں۔“ شفیق نے اسے
 یقین دلایا۔

پارس نے اس کی طرف ایک نظر دیکھا۔
 ”سچ بابا۔“ وہ مسکرائی

”ہاں پر دیکھ ایسے صبح صبح کسی کے گھر جانا اچھا
 نہیں۔ تھوڑا سوچ چڑھ جائے تو پھر چلتے ہیں۔
 ٹھیک ہے نا؟“

”جی“ پارس اس کا جواب سن کر مطمئن سی ہو گئی
 مگر اسی طرح پریشان کچھ گفتگو میں بیٹھی رہی۔
 ”اچھا ایک بات تو مان لے میری“ سکینہ ہار
 مانتے ہوئے بولی

”جی اماں، ان سے یہ مت کہنا کہ تو نے خواب
 دیکھا ہے۔ دیکھ پتہ یہ گاؤں والے تیری اس بات کو
 نہیں سمجھ پائیں گے۔“ سکینہ نے اسے مزید سمجھانے
 کی کوشش کی۔

”وہ پتہ نہیں کیا سمجھیں تجھے....؟ کیا
 نہیں تجھے...؟“

پارس اس کی یہ بات سن کر کچھ نہیں بولی
 اسے خاموش دیکھ کر سکینہ دوبارہ بولی ”تو میری

تھی۔“ کبیر نے اٹکا سا جواب دیا اور ویسے بھی ہمارے معاملات میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں ہے سمجھی۔“ کبیر کا اشارہ واضح طور پر کلثوم اور اس کی شادی کی طرف تھا۔

سکینہ نے پہنچا دیا۔

اسے گڑبڑاتا دیکھ کر شفیق جلدی سے بولا۔
”دراصل کلثوم کی طبیعت بارے میں کچھ بات کرنا تھی۔“ اور پھر اس نے خواب کا ذکر کئے بغیر پارس کی بات ان تک پہنچا دی۔

مگر پھر وہی ہوا جس کا وہ نونوں کو یقین تھا



”اب رونا تو بند کر۔“ ناظمہ نے کلثوم کو چپ کرانے کی کوشش کی۔ ”تجھ سے کہنا کس نے تھا پارس کے پاس جانے کو۔“

”ارے میری بد نصیبی مجھے لے گئے تھی اس منحوس کے پاس۔۔۔ سچ میں بڑی ہی غرور والی ہے خود کو بڑا قابل سمجھتی ہے وہ۔“ کلثوم نے ناک بھونچ کر مائی۔

”کہہ رہی تھی کلثوم باجی آپ کی دوست نے آپ سے جھوٹ بولا ہے۔“ وہ اس کی نقل اتارنے لگی۔ ناظمہ اس کی بات سن کر چپ ہو گئی۔

”سچ اس کی بات ہے۔ بڑا دل گھبراتا ہے اس لئے اچھے سے پاس پہلی آئی۔“ وہ بولی

”اچھا۔“ کبیر نے وہ پرچہ کہاں ہیں۔“ اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

”رکھا ہے۔“ کبیر نے کہا۔ ”کلثوم کے چہرے پر ابھی بھی تخیلی تھی۔“

”تجھے پتہ ہے۔“ کبیر نے راتوں میں بھی نظر اتائی

”سب خیر تے ہے۔“ وہ بولا

”ہاں ہاں سب خیر ہے۔ وہ کچھ ضروری بات کرنی تھی امر اندر چلو تو۔“ شفیق نے درخواست گزار کے سے لہجے میں کہا۔

”ہاں ہاں آؤ آؤ“ رحم دین کے چہرے پر پریشانی کے آثار ابھرنے لگے تھے۔ مگر پھر بھی نہ چاہتے ہوئے وہ انہیں اندر لے گیا۔ سامنے کبیر جو پلنگ پر چادر بچھا رہی تھی اس کے ہاتھ وہیں کے وہیں رک گئے۔

”تم۔۔۔۔ اس نے ناگواری سے کہا

”ہاں وہ۔۔۔۔ انہیں میں گھر میں لایا ہوں۔“ رحم دین نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”تو جاندر“ وہ کبیر کی طرف دیکھ کر بولا۔
”نہیں۔ انہیں بھی یہیں روکیں۔ آپ دونوں کے سامنے بات ہو تو اچھا ہے۔“ پارس اعتماد سے بولی

پارس کے اس انداز پر کبیر کی بھنویں چڑھ گئیں۔ رحم دین نے اسے گھور کر دیکھا
”کل کی بیٹی ہم سے بات کرے گی۔“

رحم دین بولا

”وہ بات تو ہمیں کرنی ہے۔ پر کسی آرام سے بیٹھو گئے تو بات ہوگی ناں۔“ شفیق زرا تیز لہجے میں بولا۔ اس کے کہنے پر چارو تا چارو دونوں بیٹھ گئے۔

”سکینہ تو شروع کر۔۔۔۔ اس نے سکینہ کی طرف دیکھا۔

”جی“ وہ تھوڑے نقل کر بولی۔ ”ہاں بات دراصل یہ ہے کہ کلثوم ہمارے گھر آئی تھی پتہ ہے ناں۔“ اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

”آئی نہیں تھی تو زبردستی اسے لے گئی

تھی۔ قسم سے چڑیں بے چڑیں۔“ توبہ توبہ۔ وہ کانوں کو ہاتھ لگانے لگی۔

”ہونہہ، میں اس کی بات کیسے مانوں۔ مجھے پتہ ہے تو مجھ سے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولے گی۔ ہے ناں۔“ کلثوم بڑے اعتماد سے بولی مگر پھر بھی اس کی آواز میں ہنکا سا لرزہ تھا۔

کلثوم کی اس بات پر ناظمہ نے نظریں چرائیں۔
”میں نے صحیح کہا ناں۔“ کلثوم اسے شکی نظروں سے دیکھنے لگی۔

”اے سموسے کھا۔ سچ بڑے مزے کے تیا۔“
ناظمہ نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے سموسے اس کے آگے بڑھا دیا۔

مگر اس کا یہ انداز کلثوم کو بے چین کرنے لگا۔ وہ خود کو مسلسل جھوٹی تسلیوں سے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی اس کا دل کانپنے لگا۔

”ناظمہ میری طرف دیکھ۔“ اس نے سموسے واپس پیٹ میں ڈال دیا۔

”تھی قسم۔ تو نے صحیح صحیح پڑھا تھا۔ اس میں لکھ تو ناں کہ اتے مجھ سے محبت ہے۔“ کلثوم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے سر پر رکھ دیا۔

”اف یہ کر رہی ہے تو۔“ ناظمہ ڈر گئی۔ اس نے پناہ تھو بہ شکل اس سے چھڑایا۔

”اے ایویں قسم کھاؤں اپنی جان کی۔ وہ بات چھڑانے لگی

”دیکھ۔۔۔! مجھ سے نظرتہ چرا۔ سیدھی بات۔“ اس نے ناظمہ کا ہاتھ پکڑ لیا

”اف۔ وور توہٹ۔“ ناظمہ نے اسے تکیا!
”اس کا مطلب کہ تو نے بھی جھوٹ بولا تھا مجھ

سے۔“ کلثوم نے اسے ہانوں سے پکڑ لیا۔
”اف چھوڑ مجھے۔ میری بات تو سن۔“ ناظمہ تکیف سے چلانے لگی۔

”دیکھ کلثوم کوئی آجانے کا۔ اماں بہت مارے گی۔ تو صبر سے میری بات سن۔۔۔۔۔“ اس نے پھولی ہوئی سانسوں میں کلثوم کو ٹھنڈا کرنے اور خود کو بچانے کی کوشش کی۔

”بیٹھ تو اوھر۔“ اس نے اسے چڑ کر زبردستی پننگ پر بٹھا دیا۔

اب ناظمہ کے پاس اپنی فطری تسلیم کرنے سوا کوئی اور راستہ نہ تھا۔

”قسم سے میری جو کبھی آیا وہ پڑھ دیا تھا۔“ اس نے سر پر ہاتھ رکھ لیا۔

”اور مجھے یہ پتہ تھا کہ وہ دھوکہ باز تیرے بیوہ کوئی کافانہ واٹھانے کا۔“ ناظمہ نے اپنی صفائی دینا چاہی۔

کلثوم اپنی جگہ بے چین ہو گئی ”مطلب تو کہہ رہی ہے کہ پارس سچ کہہ رہی تھی۔“ اس کی نظریں ناظمہ پر گڑھیے گڑھیں تھیں۔

ناظمہ نے حیرت آربلکے سے ہال میں سر بٹھ دیا

”یعنی یعنی۔۔۔۔۔ اس میں وہ نہیں لکھا تھا جو تو نے پڑھا۔“ کلثوم اپنے ہوا سے حوٹے لگی۔

”بے ناں بول۔“
”دیکھ کلثوم۔ جو بوا اتے بھولے جا۔“ ناظمہ بہت جتا کر بولی

”اور میں بھی کونسا پڑھی لکھی ہوں، کوئی پانچویں پاس تو ہوں نہیں۔ وہ تو بس شوق شوق میں

چھو حروف و ہر اُمتی تھی۔“ ناظمہ نے پھر اپنی صفائی پیش کی۔

”بے ناں بول۔“

”تو پھر وہ کیوں آیا؟ کیوں اس نے میرا حق اڑایا ہے۔ کاش میں مرجاتی۔ کاش میں مرجاؤں۔ وہ خود کو کونے لگی۔“

”چپ کر کلثوم شرم مت بک۔ وہ نہیں تو زندگی تو نہیں رکھی تیری۔“

”میری زندگی رُک گئی ہے بلکہ ختم ہو گئی ہے۔“

”اور جو جبار ہے۔ تیرا شوہر۔ کبھی سوچا ہے

تو نے....؟ تجھے اس طرح اس کا رُک الاچھے دیکھے گا

تو تیری پوٹی پوٹی کر دے گا۔“ ناظر نے اسے ڈرایا

”گردے میں زندہ رہوں تو کیا....؟“ مرجاؤں

بھی تو کیا؟“ اس کی آواز میں قہقہے اترنے لگی ”کم

سے تم اس مسلسل عذاب سے تو پھر کارا ملے گا۔“

وہ ٹکلت خور ہو سی اچھ کھڑی ہوئی۔

”نہیں کلثوم تو ایسا کچھ نہیں کرے گی۔ مان

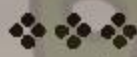
میری بات۔“ ناظر کو اس کے تیور غمگین نہیں لگ

رہے تھے۔ مگر وہ خود بے بس تھی اس کو سمجھانے

کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

”چھوڑ۔ جانے اسے مجھے۔“ وہ اس کا ہاتھ جھٹک

کر تھری ہو گئی۔



گھر میں داخل ہوئی تو سامنے پارس کو دیکھ کر

ٹھٹک کر رُک گئی۔ اس میں حقیقت جاننے کے بعد

پارس سے نظریں ملنے کی ہمت نہ تھی۔ وہ اسے نظر

انداز کر کے اندر جانے لگی۔

”لے آئی زندگی سلامت۔“ کبیرہ بولی۔

”اب غمگین ہے۔ زندہ ہے میری چچی کچھ نہیں

ہو اسے.... دیکھ لیا ناں اسے۔ اب جاؤ یہاں سے تم

لوگ۔ پیچھا چھوڑو، ہرا۔“ کبیرہ نے خوب غبار نکالا۔

”پر تیری اس حرکت سے میرا دل.... افس میرا دل....“ اس کے الفاظ اٹمنے لگے۔

”افس.... کلثوم سنبھال خود کو۔“ ناظر

گھبرائی۔ وہ اس کے ہاتھ سہلانے لگی۔ ناظر پھر

بولی۔ ”ارے بھائی میں ذال اس بے وفا کو۔ آگ لگے

اسے۔“ ناظر اسے کونے لگی

”خود کو سنبھال۔ کیوں لے رہی ہے اتنا دل پر

۔۔۔ ایسے بھی اب تیری شادی ہو چکی ہے۔“

”نہیں اس نے اچھا نہیں کیا۔“ اس نے ناظر کی

بات جیسے سنی ہی نہیں۔

”دیکھ کلثوم....! ہم لڑکیوں کے دل پر کیا جیتی

ہے یہ مرد نہیں سمجھتے۔ اسے تو اچھی لگی مگر وقت

گزارنے کی حد تک۔ تم سفر بنانے کے لئے نہیں۔

جیتی ہے۔“

”جیتی جیتی ہوں۔ تو جس کے لئے اتنا تڑپتی ہے

اسے لڑ تیری ذرا بھی ٹکن ہوتی تو تجھے برادری سے

لڑ کر اپناتا۔ عزت سے لے کر جاتا۔ یوں ایسے بھری

دنیا میں تناشہ نہ بنتا تیرا۔ اس نے کلثوم کو آئینہ

دکھانے کی کوشش کی۔

”نہیں وہ ایسا نہیں تھا نہیں۔“ مگر وہ ایک ہی

بات دہرا رہی تھی

”اور یہ دنیا تو شاید ہمارے لئے بنی ہی نہیں

یہاں تو ہر دوسری لڑکی ایسا ہی کوئی غم دل میں دہانے

سامنے بھی لے رہی ہیں اور مٹی بھی رہی ہے۔“ ناظر

اُداسی سے پھر بولی۔

”نہیں میں نہیں جی سکتی۔ آخر کیا بگاڑا تھا میں

نے اس کا۔ میں تو اپنی زندگی میں خوش تھی۔ جیسی

بھی تھی مکن تھی۔“

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

سکینہ اپنا غصہ اتارنے لگی۔ مگر پارس ابھی بھی پیچھے مزہز کر دکھ رہی تھی۔

سکینہ نے پارس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ رحم دین کے گھر سے اچانک چیخنے چلانے اور کچھ عجیب سے شور کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”ہجی....“ پارس بے چین ہو کر تیزی سے چلی۔
”نہیں پارس رک،“ سکینہ نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

مگر پارس پر تو جیسے جنوں سوار تھا۔ وہ ہاتھ چھڑا کر تیزی سے دوڑتی ہوئی رحم دین کے گھر میں داخل ہو گئی۔ شفیق اور سکینہ بے بس سے اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔

(حسابی ہے)



”آپ کم سے تم باقی سے ہت تو کیجیے“ پارس جس کی نظریں کلثوم کو دیکھ رہی تھیں تڑپ کر بولی۔

”ارے کوئی باجی واجی نہیں ہے تیری۔ سنا ٹوٹے۔ خواتوا کی باتیں نہ بنا۔ وہ ٹھیک ہے ہانگھ۔“
کینز نے غصے سے پارس کو گھورتے ہوئے کہا

”پارس زیادہ ضد اچھی نہیں۔ چل یہاں سے۔“ شفیق بولا

سکینہ سے بھی اب مزید برداشت نہیں ہوا۔ ”پارس چل اٹھ۔ چل یہاں سے۔“ وہ کھڑی ہو گئی

”دیکھ ٹوٹے اپنی ذمہ داری پوری کی۔ اب انہیں ان کے حال پر چھوڑ۔ سمجھیں....؟“ سکینہ نے پارس کو تقریباً کھینچ کر اٹھایا اور زبردستی باہر لے آئی۔

”دیکھ لیا ٹوٹے کیسے بے مروت ہیں۔ اب ٹھنڈ پڑتی تھیجے؟“

ایک درخت، ایک سال

.... گاڑی کے 26 ہزار کلو میٹر فاصلہ طے کرنے سے خارج ہونے والی 48 پونڈ کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتا ہے۔

.... ٹیٹریوں سے نکلنے والی 60 پونڈ آلودگی کو فلٹر کرتا ہے۔

.... طوفانی برسات میں جمع ہونے والے 750 گیلن پانی کو جذب کرتا ہے۔

.... ماحول میں 10 اینیر کنڈیشنرز کے مساوی ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

.... 6 ہزار پونڈ آکسیجن پیدا کرتا ہے۔ جس سے ہر سال 18 افراد سانس لیتے ہیں۔

.... تو پھر درخت لگائیے، اپنی دھرتی ماں کو سکون پہنچائیے۔



حیاتی جاگتی زندگی

زندگی بے شمار رنگوں سے مزین ہے جو کہیں خوبصورت رنگ اور مے ہوئے ہے، تو کہیں تلخ حقائق کی اوزھنی اور مے ہوئے ہے۔ کہیں شیریں ہے تو کہیں خمیں، کہیں ہنس ہے تو کہیں آنسو۔ کہیں دھوپ ہے تو کہیں چھاؤں، کہیں مسند کے

شگاف پانی کے چھکی ہے تو کہیں کچھڑ میں کھلے پھول کی مانند۔ کہیں قوتِ قوت کے رنگ ہیں۔ کبھی امان کی رات جیسی گنتی ہے۔ کبھی خواب گنتی ہے، کبھی سراب گنتی ہے، کبھی خرد دار جھاڑیاں تو کبھی شبنم کے قطرے کی مانند گنتی ہے۔ زندگی مذاہب مسلسل بھی ہے۔ تو راحت جان بھی ہے، زندگی ہر بر رنگ میں ہے، ہر صنف کھا نہیں، ہر مٹی ہے، اہائی کے صفات کی طرح بکھری پڑی ہے....

کسی مفکر نے کیا خوب کہا ہے کہ "استاد تو سخت ہوتے ہیں لیکن زندگی استاد سے زیادہ سخت ہوتی ہے، استاد سبق دے کے امتحان لیتا ہے اور زندگی امتحان نے مر سبق دیتی ہے۔" انسان زندگی کے نشیب و فراز سے بڑے بڑے سبق سیکھتا ہے۔ زندگی انسان کی تربیت کا عملی میدان ہے۔ اس میں انسان ہرگز رستے سے کھٹکتا نہیں رہتا، کچھ لوگ ٹھوکر کھانے پھینکتے ہیں اور حد سے ان کے مانع ہوتے ہیں۔ کوئی دوسرے کی کھائی ہوئی غذا سے ہی پتو پیتا ہے۔ زندگی کے کسی موڑ پر اسے ماضی میں رونا ہونے والے واقعات بہت عجیب دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ان پر دن کھن کہہ سکتا ہے یہ شرمندہ دکھائی دیتا ہے۔ یوں زندگی انسان کو مختلف انداز میں اپنے رنگ دکھاتی ہے۔

اب تک زندگی ان گنت بہانیاں تخلیق کر چکی ہیں، ان میں سے چھو بہ معنی قرعائیں نکلتی کر رہے ہیں۔

ضد نے گھرا جاڑیا

لیتے۔ بس اس صبح تیرا وقت ہو جاتی۔
میں نے بوش سنبھا، تو زندگی کا بس چلن تھا۔
پھر کہیں جوان ہو گئیں۔ ایک بہن کی شادی چچا زاد
سے ہوئی اور دو بہنوں کی چھو بھی زاد سے! وہ لوگ کبھی
ہماری حیرت مزور پیشہ تھے اور محنت مز دوری سے
گزارا اوقات گزرتے۔ یہی تیسری بہن کا رشتہ
غیر دن میں ہوا۔ وہ دن وہی غلط قدم سے بہت
لیکن کافی سخت مزاج تھے۔ بہن کو ہرے ہال زیادہ
آنے کی اجازت نہ تھی۔ مہن میں کبھی ایک آدھ دن
سے یہ آکر مل جاتی۔

تیسری چھو بھی بہن معیوں شکل و صورت اور

میں پانچ بہنوں میں سب سے چھوٹی ہوں۔
ہمارے گھر میں ایک ہی کمر تھا۔ مکن البت کافی کشادہ
تھا۔ ایک طرف حائس پھونس کا چھپر سا ہانا کر اس کے
نیچے پولہا بنا رکھا تھا۔ ابا شہر میں کپڑے کے کسی
کارخانے میں چوسیدار تھے۔ وہ صبح منہ اندھیرے
سائیکل پر دس بارہ میں کاسٹر ملے کر کے شہر جاتے
اور شام کو اسی دشوار گزار اور طویل راستے سے واپس
آتے۔ ہاں سیتھ منہ خاتون تھی، وہ گھر کو ایپ پوت
نہ صاف ستھرا رہتی۔ سوائی کرکھائی کا کام جاتی
تھی۔ کبھی بھار گاؤں والے ان سے پیر سے بھی سلوا



تھا کہ ایک رات اچانک ان کے والد پر پہنچے کا حملہ ہوا۔ دو چار دنوں کی بیماری کے بعد وہ اس دارقانی سے کوچ کر گئے۔

اب مبین ہی سب سے بڑے تھے لہذا گھر چلانے کی ساری ذمہ داری ان کے کندھوں پر آن پڑی۔ وہ میٹرک کا امتحان نہ دے سکے اور والد کا کاروبار سنبھال لیا۔ اس طرح روزی روٹی کا سلسلہ چل نکلا۔

دکان چھوٹی سی تھی لیکن کمائی کافی ہونے سے باعث گھر میں خوشحالی تھی۔ والدہ بھی دورانہ پیش تھیں۔ مبین جو کماتے ماں کی ہتھیلی پر رکھ دیتے۔ گھر سے اخراجات سے جو رقم بچ جاتی، ماں فوراً اس سے بیٹیوں کے جینز کی چیزیں خرید لیتی۔

وقت گزر تا رہا مبینوں نے دس دس جماعتیں پڑھ لیں۔ تو باری باری مناسب رشتے دیکھ کر اچھے خاصے جینز کے ساتھ ماں نے انہیں اپنے اپنے گھر رخصت کر دیا۔

اب مبین کی والدہ اس کی شادی کے لیے نہ کرم نکل تھیں۔ چھوٹے بھائی منور نے بی کام میں داخلہ لے لیا۔ وہ بھی محنتی اور سلجھا ہوا نوجوان تھا۔ انہوں نے کئی لڑکیاں دیکھیں۔ بہر حال قرعہ نکال کر میرے نام نکلا اور شادی کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی۔

ان دنوں میرے ابا اور ماں بہت متفکر تھے یہ نیکہ ہمیں کے نام پر، ان کے پاس دینے کے لیے ہجرت نہیں تھی۔ کارخانہ ایک ماہ سے بند ہونے کے باعث اب فارغ بیٹھے تھے۔ دونوں رات کو بیٹھ کر آپس میں بات کرتے کہ کسی سے رقم ادھار لے لیتے ہیں۔ مگر اوستے کہ ادھار لے بھی نیا تو لوگ انہیں کے لیے سے....؟

یہ شادی سے دو ہفتے پہلے کی بات ہے۔ مبین اپنی

سانولی رنگت کی جبکہ میں اس سے برعکس کافی خوبصورت ہوں۔ چونکہ گھر میں سب سے چھوٹی تھی لہذا بے جانا و پیار کی وجہ سے بگڑ گئی۔ باقی بہنیں سخت قسم کا پردہ کرتی تھیں جبکہ میں صرف دوپٹہ لے کر محلے میں ادھر ادھر گھوم پھر آتی۔ ساتھ ساتھ میں نے اپنے شوق سے گاؤں کے اسکول سے پانچ جماعتیں بھی پاس کر لیں۔

ان دنوں میری عمر اٹھ رو برس تھی جب ہمارے ہمسایوں کی وساطت سے میرے لیے شہر سے رشتہ آیا۔ بیماری ہمسائی شہر کی ایک دکان سے دوپٹے رنگوانے جاتی تھی۔ ایک روز باتوں باتوں میں پتا چلا کہ دکاندار کی شادی نہیں ہوئی اگرچہ اس کی عمر چالیس کے لگ بھگ ہو چکی تھی۔ ہماری ہمسائی نے اسے کہا کہ گاؤں کی ایک خوبصورت لڑکی اس کی ہمسائی ہے، اگر کہو تو بات چلاؤں....! دکاندار جس کا نام مبین تھا، نے حامی بھریں۔ ہمسائی نے پھر میری ماں سے بات کی۔ میرے والدین کی رضامندی سے ایک روز مبین اور اس کی والدہ مجھے دیکھنے آئے۔ وہ دو ایک گھنٹہ ہمارے ہاں رہے، چائے وغیرہ پنی اور چلے گئے۔ سنا ہے کہ مبین کی والدہ کو میں پسند نہیں آئی، اس نے کہا تھا کہ لڑکی بہت تیز ضربے، یہاں رشتہ مناسب نہیں لیکن مبین کو میں اتنی بھائی کہ اس نے ماں کو کسی نہ کسی طرح رضامند کر لیا۔

مبین کی چار بہنیں اور ایک بھائی تھا۔ اس کے والد بھی شہر کے بازار میں دوپٹے رنگنے کا کام کرتے تھے۔ جب مبین دسویں جماعت میں پڑھتے تھے، ان سے چھوٹی بہنیں پانچویں، چوتھی، تیسری اور دوسری بناحتوں میں تھیں جبکہ بھائی منور ابھی صف دوم کا

”سچ پوچھیں“ تو جس دن سے رخصانہ کو بناد کر لایا ہوں، میرا کاروبار دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔“

مبین نے یہ کہہ کر اپنے طور پر اپنی ماں کو خوش کر دیا مگر میری سانس شروع دن ہی سے مجھے ناپسند کرتی تھی۔ سچ پوچھیے تو میرے دل میں بھی اس کے لیے کوئی عزت اور پیار کا جذبہ نہ تھا۔ وہ مجھے ذرا سی چھبستی بات بھی کہہ دیتی، تو میں ترقی بہ ترقی اس کا جواب دیتی۔ وہ بھی خند میں آکر خوب دل کی بھڑاس نکال لیتی اور آنے جانے والی مجھے کی عورتوں کے سامنے مجھے جھینڈ نہ لانے کے ٹھنڈے دیتی۔ جب میں مبین سے گلہ کرتی، تو وہ کہتے ”بس تم میری خاطر میری ماں کو برداشت کرو۔“

میرنی سانس کا اور تو نہیں نہ چلتا، اس اپنی بیٹیوں کو بھی عیدی کے نام پر، تو کبھی ان کے بچوں کی پیدائش اور سر تلرو کے بہانے بہت تھوڑی دیتی رہتی تھی چونکہ یہ اشیاء میرے شوہر کی کمائی سے خریدی جاتیں لہذا میں مبین سے شکایت کرتی۔ انہوں نے ایسا وہ مہربانی کو سمجھانے کی کوشش کی کہ رقم اس طرح خرچ کرنے کے بجائے جمع کریں مبین وہ آگے سے رانا شروع کر دیتی اور کہتی ”تم زن مرید ہو گئے ہو۔ اب تمہیں مجھ میں برائیاں نظر آتی ہیں۔“

غرضیکہ اس طرح سال گزار گیا اور اللہ نے مجھے چند سا بنادے دیا۔ مبین نے اس کا نام قاسم رکھا۔ اس کے ایک سال بعد بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ریحانہ رکھا گیا۔ اب میں بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال میں مصروف ہوئی۔ سانس جان چلی تھی کہ میں کافی زبان دراز اور مبین کی چھٹی ہوں، اس لیے وہ مجھ

موثر سائیکل پر اسیے ہمارے گھر آئے۔ اگرچہ شادی سے پہلے ٹرکے کا اپنے اس طرح آنا، گاؤں میں معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن جب انہوں نے ابا اور ماں سے تمہائی میں بات کی، تو ان کے چہرے خوشی سے دھک اٹھے۔

مبین نے کہا کہ انہیں ہمارے گھر جو حالات کا اندازہ اسی دن ہو گیا تھا جب وہ اپنی ماں کے ساتھ آئے تھے۔ لہذا ادویہ کہنے چلے آئے کہ جینز کے نام پر انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں البتہ بارات میں ان کے دوست احباب شامل ہوں گے، اس لیے اس کا استقبال اور کھانا اچھا ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے ابا کو تیس ہزار روپے کی خطیر رقم بھی دی۔ بعد میں اب نے گاؤں کے چودھری سے بات کی، تو اس نے بارات کے استقبال اور کھانے کے انتظامات کے لیے اپنی حویلی کی پیشکش کر دی۔ اس طرح میرا بنادو سو دھام سے ہوا اور میں مبین کے گھر آ گئی۔

گاؤں میں ہر کوئی میری قسمت پر رشک کر رہا تھا۔ میں بے حد خوش تھی۔ مبین بھی میرے دیوانے تھے۔ دکان گھر کے قریب ہی تھی۔ دن میں تین چار مرتبہ گھر کا چکر لگاتے۔ لیکن میرنی سانس بااوجہ مجھ سے ناراض رہتی تھیں۔ وہ مجھے کہتیں کہ بار بار دکان چھوڑ کر آنے سے کاروبار پر برا اثر پڑتا ہے۔ آپ دن بہت ٹرکے میں نے کہہ ہی دیا کہ مجھے کیوں کہتی ہیں۔ اپنے بیٹے سے کہیں۔ اتنی دیر میں مبین آئے۔ میں نے ساری بات بتا دی۔ وہ بڑے پیار سے اپنی ماں کے پاس بیٹھ گئے اور کہنے لگے ”میں نے اب وہ ملازم رکھ لیے ہیں۔ کاروبار شاندار چل رہا ہے۔ آپ ہانگ بے فکر رہیں“ اور پھر ہنس کر کہنے لگے

مئی 2015ء

Scanned By Amir

"میری بہن فرزانہ اس وقت بہت دکھی ہے۔ دنیا میں سوائے میرے اس کا کوئی نہیں لہذا تم صبر سے کام لو۔" میرے دل میں بھی خوف خدا آگیا۔ چند دن میں نے صبر سے کام لیا لیکن میرے اس رویے کو دونوں ماں بیٹی نے میری کمزوری سمجھا اور انہوں نے میرے خلاف کئی محاذ کھول دیے۔

میں گھر کے کام کاج میں مصروف ہوئی، تو میرے بچے روتے رہتے لیکن دونوں میں سے کوئی بھی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کرتی۔ ساس فرزانہ کو کوئی کام نہ کرنے دیتی، میں کام کرتے کرتے بری طرح تھک جاتی۔ ساس کو اپنے نواسوں کے چونچلوں ہی سے فرمت نہ تھی۔ مہینے سے شکایت کی، تو اس نے فوراً نوٹرائی کا انتظام کر دیا لیکن ساس نے کچھ ایسا چنڈ چلایا کہ دوسرا دن اس کے اذکانات بجا لاتی رہتی یا پھر فرزانہ اور اس کے بچوں کی خدمت اور دیکھ بھال میں مصروف رہتی۔

ایک روز سخت گرمی تھی۔ میری ماں مجھ سے ملنے آئی۔ کچھ میری ماں نے اپنی آنکھوں سے گھر کے طور طریقے دیکھے کچھ میں نے تمہاری مہیجی لگا کر بتائے۔ ماں نے مجھے سبق پڑھایا "مہین سے اب تو اس ہی تمہیں نیکو گھر لے کر دے ورنہ تم میرے ساتھ چلو۔"

مہین آئے، تو میں نے ان سے کہا "اب میں مزید تمہاری ماں اور بہن کے ساتھ نہیں رہ سکتی لہذا مجھے فوری طور پر اٹھ گھر لے کر دو۔"

مہین نے مجھے اور میری ماں کو گھسنے کی کوشش کی "صرف دو سال کی بات ہے، منور کو

سے زیادہ بات چیت نہ کرتی۔ میں اپنے گھر بہت خوش اور مطمئن تھی۔ میرے والدین کٹھن مجھ سے ملنے آتے۔ میرے والد مہین کے پاس دکان پر جاتے، تو وہ انہیں کچھ نہ کچھ رقم یہ کہہ کر ضرور دیتے "آپ میرے والد کی جگہ ہیں، آپ کی مدد کرنا میرا فرض ہے۔"

میری والدہ میری باتیں سنتی تو بہتی "شاباش بیٹی، اسی طرح شوہر کو اپنی منہی میں رکھو اور اس بڑھیا سے کچھ چھڑانے کی کوشش کرو۔" یعنی الگ گھر لے لو۔ مہین میری ہر بات مانتے تھے مگر الگ گھر کی بات نہ کرنے دیتے۔ کہتے "منور کسی قابل ہو جائے۔ اس کی شادی کر دوں، پھر ہم الگ گھر لے لیں گے۔"

میری شادی کو تین سال ہو چکے تھے جب میری نند فرزانہ کا شوہر ٹریفک سے ایک حادثے میں جاں بحق ہو گیا وہ پھر اپنے تین بچوں کو لے کر مستحق اپنی ماں کے پاس آئی۔

یہ وہ نندہ کیا آئی گھر کا نقشہ ہی بدل گیا۔ میرے بچوں کا ہر چیز پر نندہ کے بچوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بچے بڑے تھے۔ ہم نے اپنے دونوں بچوں کے لیے خوبصورت کھلونے خرید رکھے تھے لیکن وہ چھوٹے تھے، ان لیے اکثر بچوں میں بند پڑتے تھے۔

میری ساس اور نندہ نے ہر چیز نکال کر اپنے تینوں بچوں کو دے دی۔ انہوں نے چند ہی دنوں میں کھلونے توڑ پھوڑ کر پھینک دیے۔ اب میں نے ساس اور نندہ دونوں کے ساتھ خوب ذلت مرترائی کی۔ جب مہین کے سامنے مسئلہ آیا، تو ماں بیٹی بے چارہ اور بے بسی کا رونا روئے نکلیں۔ مہین نے مجھے سمجھایا۔

انکا ”بھابھی! میری ماں بے حد ضدی خاتون تھی۔ میرے کہنے پر تم ایک سال اور ماں کے ساتھ گزار لو۔ میرا وعدہ ہے کہ میں سال سے بھی کم عرصے میں ماں کو رضا مند کروں گا۔“ لیکن میں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دی اور وہ چلا گیا۔

ایک ہفتے بعد مہین آئے، انہوں نے صحن میں ”موترسائیکل کھڑی کی، تو دونوں بچے بھاگ کر باپ کی ناکھوں سے پٹتے تھے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا لیکن میں نے جواب دینے کے بجائے پوچھا ”کھڑے کا انتظام کر آئے ہو...؟“

انہوں نے کہا ”ابھی نہیں۔ تم بیٹھ جاؤ۔ آرام سے بات کرتے ہیں۔“

بچانے وہ کون سا منحوس لحد تھا، میں غصے سے پاگل ہو گئی۔ میں نے کہا ”نورا وہاں پٹتے جاؤ اور اب اسی وقت اپنا یہ چہرہ مجھے دکھانا جب میری شرط پوری کر دوں۔“

میں پھر دونوں بچوں کو تھپیٹ کر اندر ماں کے پاس لے گئی اور مہین سے کہا ”نورا یہاں سے نکل جاؤ۔“

وہ کہنے لگے ”میں مجبور ہوں، ماں کی قسم بعد وہی نہیں کر سکتا۔ لیکن بچوں کے بغیر بھی میرا دم بھٹتا ہے۔“

میں نے کہا ”تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر تمہیں بچوں سے پیار ہوتا، تو اب تک گھر لے چکے ہوتے۔ جاؤ جاؤ گھر تلاش کرو پھر مجھے اور بچوں کو لے جاؤ۔“ یہ کہہ کر میں اندر گھر سے میں بچوں سے پاس چلی گئی اور وہ اڑھ بند کر لیا۔ بچے باپ سے ملنے کی ضد کرتے ہوئے سبک رہے تھے لیکن میں نے انہیں باہر

نہ مرنے والی ہے۔ اس کی شادی ہو جانے پھر ہم اٹھ گھر لے لیں گے۔“

اس نے یہ بھی بتایا کہ اس نے اپنی ماں سے بھی یہ بات طے کرنی ہے۔ لیکن میں نے بنکامہ کھڑا کر دیا کہ ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکل چلو ورنہ میں اپنی ماں کے ساتھ جا رہی ہوں۔ اس دوران میری ماں بھی آئی۔ اس نے بھی ڈٹ کر کہا ”ویسے تو مہین میرا بیٹا ہے اور تمہارا نیند بھٹکیوں میں آئے والا نہیں لیکن اگر اس نے دو سال سے پہلے مجھ سے انک ہوئے تو شش کی، تو میں اسے دودھ نہیں بخشوں گی۔“

مہین بے چارے سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ لیکن مجھے ان کی بے بسی پر کوئی ترس نہ آیا۔ میں نے فوراً دونوں بچوں کو تیار کیا اور ماں کے ساتھ نکلے آئی۔

اگلے دن مہین اپنی موترسائیکل پر گاؤں آئے۔ وہ مجھے کافی دیر تک سمجھاتے رہے اور اپنی مجبوریاں بتائیں لیکن میں اس سے مس نہ ہوئی۔ میں نے کہا ”ایک ہفتے کے اندر اندر الگ گھر کا انتظام کر لو۔ اب میں اس گھر میں کبھی نہیں جاؤں گی۔“ ماں نے بھی میرا ساتھ دیا۔

شام کو ہمارے گھر گاؤں کا پمپہر آیا۔ اس نے کہا ”مہین مجھے جاتے وقت کہہ گیا ہے کہ میرے بچے یہاں ایک ہفتہ قیام کریں گے لہذا تم نکالنا دینا تاکہ انہیں پانی کی تکلیف نہ ہو۔“ اسی شام پمپہر نے نکالنا دیا۔

اب مہین نے پورا ہفتہ اپنی ماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ وہ بھی ضد کی چکی تھی، اس نے مہین کو تھپیٹنا بگھڑنے کی اجازت نہ دی۔ میرے دیور منور کو پتا چلا، تو وہ بھی میرے پاس گاؤں آیا۔ کہنے

مئی 2015ء

صبر اور تحمل سے گزارتی تو آج مجبوری اور بے کسی کی زندگی گزارنے کے بجائے ایک پر آسائش اور آرام و زندگی گزار رہی ہوتی۔

خدمت کا صلہ

اس ہفتے سردی چھہ زیادہ سی بڑھ رہی تھی۔ ایک سرد رات میں بینک کے ایک پیشہ ورانہ امتحان کی تیاری میں مصروف تھا۔ اس کے کل پانچ پرہوں میں سے چار پرچے خوش اسلوبی سے دسے چکا تھا۔ آخری پرچہ مجھے کافی مشکل لگ رہا تھا۔ اگلے روز صبح نو بجے امتحان تھا۔

میں تھک چکا تھا لہذا اپڑھائی ختم کر کے سونے کا ارادہ کرنے لگا کہ سامنے کے کمرے سے میرے ضعیف حافظہ قرآن والد نمودار ہوئے اور پوچھا "بینا اتنی رات گئے کیا پڑھ رہے ہو....؟"

میں نے انہیں امتحان کی تیاری کے بارے میں بتایا تو کہنے لگے "بس کرو بھئی! ہر وقت پڑھتے ہی رہتے ہو، آچھ آرام بھی کر لیا کرو۔ اپنی صحت کا خیال کرنا چاہیے۔"

میں نے کہا "اچھا ابو جی! میں سونے ہی لگا ہوں۔ آپ بھی جا کر سو جائیں۔"

دو کہنے لگے "بیٹے ایک کام کرو تو کیا ہی اچھا ہو۔"

میں نے پوچھا "ابو جی وہ کیا....؟"

"بھئی ایک پیانا چائے بنا کر دے دو۔"

وہ چائے کے بہت شوقین تھے لیکن زیادہ چائے پینے سے انہیں پیشاب کا عارضہ لاحق ہو جاتا تھا اس لیے ہم انہیں کسی نہ کسی بہانے ترخا دیتے مثلاً آج دودھ والا نہیں آیا یا چائے کی پتی ختم ہوئی ہے وغیرہ۔ اس دن بھی میں اسی قسم کا بہانہ کرنے لگا کہ

ترخان ناچھنے

نہیں جانے دیا۔

ادھر مبین کو نجانے کیا سوچیں، اس نے سونرسائیکل کی منگی میں سے چھہ پتروں نکالا، اپنے بائیں بازو پر چھہز کا اور ماچس کی تیلی سے آگ لگا دی۔ یکدم مبین کی کربناک چھہیں سنائی دین۔ میں نے نپت کر دو روزہ کھونا، بڑا تین دندوز منظر سامنے تھا۔ مبین بری طرح آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آچکے تھے اور تڑپ رہے تھے۔ لہوں میں پورا کاؤں اکٹھا ہو گیا۔ چودھری صاحب کے پاس گاڑی تھی، انہوں نے مبین کو اس میں ڈالا اور سول اسپتال پہنچا دیا۔ میں بھی ساتھ گئی۔ اس وقت مجھے اپنی فطری کاشدات سے احساس ہوا۔ میں رو کر مبین سے معافیاں اور اللہ سے اس کی زندگی کی دعا میں مانگتی رہی۔ مبین تین دن تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہ کر اللہ کو پیرے ہو گئے۔

اس طرح اپنی ضد، ہت و بھری اور نادانی کے باعث میری زندگی اجڑ گئی۔ اب میری سانس اور تند میرے چھوٹے دیور کے ساتھ رہتی ہیں۔ میں نے آیت مرتبہ کوشش کی کہ ان کے ساتھ جا کر رہوں تاکہ میرے بچوں کو شہر کا اچھا ماحول مل سکے لیکن میری سانس اور نند نے مجھے منحوس اور چڑیل کے خطابات دیے اور بچوں سمیت دھکے دے کر نکال دیا۔

میں اکثر ان پانچ برسوں کو یاد کرتی ہوں جو میں نے مبین کی معیت میں گزارے۔ کاش میں اچھی بہو بن کر رہتی! کاش میری ماں مجھے مبین اور میری سانس کے خلاف نہ بھڑکاتی!

کاش میں مبین کی مجبوری سمجھ لیتی اور کچھ وقت

چونکہ تازہ تازہ ازبر کیا ہوا تھا لہذا چند منٹوں میں حل کر ڈالا۔

حسن اتفاق سے ایک اور سوال ایسا آگیا جسے میں تھوڑی سی توجہ سے سو فیصد تک صحیح حل کر سکا تھا ایک جلد اٹک گیا۔ آخر دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا یا اللہ مدد فرمائیے۔ فوراً التجا قبول ہوئی اور وہ کتبہ یاد آگیا جس کی وجہ سے میں اٹکا ہوا تھا۔ اب مجھے خاصا حوصلہ ہو گیا اور یوں پرچہ دے کر کمرہ امتحان سے باہر آیا۔ ایک سوال کے جواب پر کچھ غیر مطمئن تھا۔

میرا نتیجہ نکلا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے میں کامیاب ہو گیا اور مجھے حد درجہ خوشی ہوئی۔

اس امتحان میں میری کامیابی کے دور رس اور خوشگوار نتائج مرتب ہوئے۔ تنخواہ میں پیشگی ترقیاں نہیں اور میں امتحان کے دوسرے حصے میں بیٹھنے کا اہل ہو گیا۔ مسلسل محنت اور جدوجہد کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس امتحان میں بھی کامیابی سے ہمکنار کیا۔ کلرک کی حیثیت سے میں بی اسے اور ایم اے کر چکا تھا لہذا تمام تعلیمی اور پیشہ ورانہ امتحانات میں کامیابی کے نتیجے میں اپنے کئی ساتھیوں سے بہت آگے نکل گیا اور وہ جب بدرجہ ترقی کرتا ہوا بینک کے ایک اعلیٰ عہدے تک فائز ہوا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جو تیسرے کلرک سے بینک کے اعلیٰ عہدے تک پہنچ جانے کی مثالیں ہمارے ملک میں بہت کم ہیں۔

ایک روز دوپہر کو میں اپنی نشست پر بیٹھا خیالوں میں غم ہو گیا اور دل ہی دل میں اللہ پاک کی مہربانیاں اور عنایات پر شکر ادا کرنے لگا۔ یہ بھی سوچا کہ میرا کوئی اثر و رسوخ نہیں، کوئی بڑی نیکی بھی نہیں

معاذیق سے یہ خیال ذہن میں آیا کہ دیکھیں رات کے پچھلے پہر باپ کی خدمت کا صلہ اللہ تعالیٰ کیا دیتے ہیں....؟ چنانچہ میں نے والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے کمرے میں جائیے، میں چائے بنا کر ابھی لاتا ہوں۔

وہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ میں نے چکن جاکر چوہے پر چائے کا پانی رکھا اور واپس آکر اس خیال سے نصاب کی اپنی کتاب کھولی کہ جو پہلا سوال نظر آیا، وہ ضرور امتحان میں آئے گا۔ دائیں صفحے پر ایک سوال نظر آیا جو عام قسم کا تھا۔ انجانے احساس کے تحت میں نے اسی سوال کو تین مرتبہ توجہ سے پڑھا۔ دریں اثنا پانی پکنے کی آواز آنے لگی، میں اٹھا اور چائے تیار کر کے والد صاحب کے سامنے رکھ دی پھر واپس آکر اسی سوال کو مزید تین مرتبہ غور سے پڑھا۔ اس دوران والد صاحب کی چائے پینے کی آواز سکوت توڑتی رہی۔ انہوں نے پھر آواز دی، میں برتن اٹھا کر چکن جانے لگا تو انہوں نے دعا دی ”اللہ تمہیں کامیابی اور ترقی دے۔“

صبح فجر کی نماز پڑھ کر تین مرتبہ میں نے اسی سوال کو پھر پڑھا کیونکہ قوی امید تھی کہ یہ سوال ضرور پرچے میں آئے گا۔

میں وقت مقررہ پر اسٹیٹ بینک پہنچا اور تقریباً ساڑھے آٹھ بجے پرچہ تقسیم ہوا۔ دھڑکتے دل سے اسے پڑھنا شروع کیا۔ جب آخری سوال پڑھا تو میری حیرت اور خوشی کی انتہائی نہ رہی، یہ وہی سوال تھا جسے میں نے نو مرتبہ اس امید پر پڑھا تھا کہ یہ ضرور آئے گا۔ میں نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سوال حل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

نو آموز لکھنے والے متوجہ ہوں

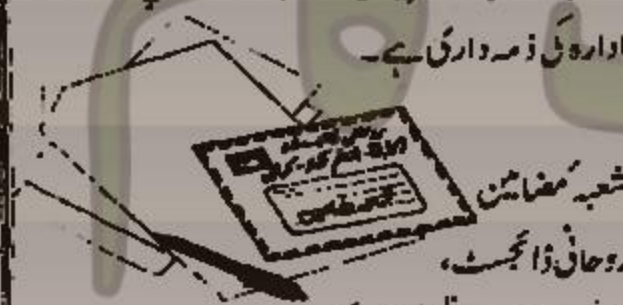


اگر آپ کو....

مضمون نگاری یا کہانی نویسی

کا شوق ہے اور اب تک آپ کو اپنی صلاحیتوں کے اعتبار کا موقع نہیں مل سکا ہے تو روحانی ڈائجسٹ کے لیے قلم اٹھائیے.... یہ خیال رہے کہ موضوع اور تحریرنی حسن ایسا ہو جس میں قارئین دلچسپی محسوس کریں۔ آپ طبع زاد تحریروں کے علاوہ تراجم بھی ارسال کر سکتے ہیں۔ ترجمہ کی صورت میں اصل مواد کی فوٹو اسٹیٹ کا پی منسلک کرنا ضروری ہے۔ مضمون کاغذ کے ایک طرف اور سطر چھوڑ کر خوشخط لکھا جائے۔ مضمون کی نقل اپنے پاس محفوظ رکھیں کیونکہ اشاعت یا عدم اشاعت دونوں صورتوں میں مسودہ واپس نہیں کیا جاتا۔

قلم اٹھائیے.... اور اپنے تعمیری خیالات کو تحریر کی زبان دیجئے۔ تحریر کی اصلاح اور نوک پلک سنوارنا ادارہ کی ذمہ داری ہے۔



7/1-D، ناظم آباد، کراچی

فون: 36685468-36606349

roohanidigest@yahoo.com
facebook.com/roohanidigest
www.roohanidigest.net

روحانی ڈائجسٹ

کی پھر میری یہ عزت افزائی کیوں ہوئی.....؟

میں یہی سوچتے سوچتے نیم خوابیدگی کے عالم میں پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بندہ یوں سے ہوا میں تیرتا ہوا چائے کا ایک سبز رنگ پیو۔ نیچے اتر اور میری میز پر آکر تک گیا، ساتھ ہی ایک بھلی سی سرگوشی ابھری

”یہ وہی چائے کا پیانا ہے جو تم نے ستائیس سال قبل رات کے پچھلے پہر اس وقت اپنے والد کے لیے تیار کیا جب تم نے ان کی خدمت کو اپنی نیند اور تھکن پر ترجیح دی۔“

میں فوراً ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا، اللہ تعالیٰ نے میرے سوال کا جواب بڑے واضح طور پر دے دیا تھا۔ میں فوراً کھڑا ہوا قریب کی مسجد میں جا کر وضو کیا اور دو نفل شکرانے کے ادا کیے۔ نماز کے دوران میں نے کئی نیم گرم آنسو بھی بارگاہِ خداوندی میں پیش کیے پھر رقتِ قلب سے دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیے۔

”اے رحیم و کریم مجھے نئی ذمے داریوں سے بطریق احسن عہد و برآ ہوئے کی توفیق عطا فرما۔“ خداوند قدوس نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ مجھے ایسے ساتھی ملے اور ان کے تعاون سے ہر مرحلہ آسان ہو گیا۔

یہ دیکھتے کہ اپنے والد گرامی کی چھوٹی سی خدمت کے عوض میری زندگی سنور گئی، میں ہر دنیوی نعمت سے مالا مال ہوا اور مجھے یقین ہے کہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں گا۔ اگر ہم دل و جان سے اپنے ضعیف والدین کی دیکھ بھال کریں تو یقیناً اللہ پاس دنیا ہر آخرت میں ہمیں اپنی تمام نعمتوں اور برکات سے نوازے گا۔





دورانِ ملازمت

مسائل کو فہم و فراست سے دور کریں

آج کل اکثر نوجوان ہاتھوں میں ڈگریاں تھامے ملازمت کے حصول کے لیے سرگردو کھائی دیتے ہیں۔ اگر قسمت نے یورپی کی تو ملازمت کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ ملازمت کا حصول ہی سب کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل آزمائش ملازمت کو اچھی طرح برقرار رکھنا ہے۔

لیں تو غیر ضروری خصوصیات پانے کے بارے میں کسی بھی قسم کے ریہارس پاس کرنا آپ کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ پاس کے انداز، ملازمت اور معاہدہ کو حاصل سہولتوں پر اپنی رائے اظہار کبھی کھلم کھلاتے کریں۔ کیونکہ آپ کے یہ ریہارس آپ کے خلاف بھی استعمال کیے

ہم میں سے ہر کسی کو کامیابی کی تمنا رہتی ہے کون ایسا شخص ہو گا جو کامیاب کہلائے اور لیکن کامیابی پانے سے بھی کچھ گرتے ہیں۔ آپ خواہ زندگی کے کسی شعبے سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ ماہرین کے یہ مشورے آپ کے لیے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

جاسکتے ہیں۔ ماحول کو حقیقی انداز سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے تمام تر توجہ اور وسائل مقاصد کے

رعیب مت جھلائیے

نئی جگہ پر اپنے تجربے، تعلیم اور مہارت کی دھاک بٹھانے سے گریز کریں، یار رکھیں آپ کے معاون اور ساتھی کارکن اپنی باتوں کو اچھا نہیں سمجھیں گے۔ آپ کی عدم موجودگی میں ان باتوں کا مذاق اڑائیں گے۔ ساتھی کارکنوں اور معاونین کو بہت زیادہ اہمیت دینے کا رویہ بھی مت اپنائیے ایسا کرنے سے بھی آپ کے لیے مشکلات ہو سکتی ہیں۔

غیر ضروری گفتگو

سے پرہیز کیجیے

جب آپ نئی جاب کا چارج سنبھالیں

2015

Scanned By Amir

حصول میں صرف کیجیے۔

ذہن صاف رکھیے

مسائل اور متضاد حالات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ بات گھمانے پھرانے کی بجائے براہ راست موضوع پر گفتگو کریں، تاکہ آپ کے معاونین اور ساتھی کارکنوں کو یہ سمجھ آجائے کہ آپ ان سے کس نتیجے کی امید کر رہے ہیں۔ جائزہ لیں کہ وہ اپنا کام صحیح طریقے سے کر رہے ہیں یا نہیں، ذیولنی کے سلسلے میں معاونین کو کسی قسم کی کنفیوژن میں مبتلا کرنے سے ہمیشہ احتراز کریں۔ نئی جگہ پر آپ چونکہ بہت کم لوگوں سے واقفیت رکھتے ہیں چنانچہ کسی بھی قسم کی غیر ضروری سفارش یا حمایت پر توجہ نہ دیجیے۔

خود کو عمدہ مثال بنائیے

اگر آپ خود کو ایک اچھے پیدر کے طور پر منوانا چاہتے ہیں تو خود کو ایک عمدہ مثال بنیے۔ وقت کی پابندی کیجیے۔ اصولوں اور پاسداری پر سختی سے عمل کیجیے۔ آپ جو کچھ اردوں سے چاہتے ہیں اس پر خود ضرور عمل کیجیے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی منصوبے پر عمل کرنے کے لیے آپ کی اپنی رائے ہوتی ہے مگر باس کے کہنے پر کچھ اور باتوں پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ ایسے میں آپ کسی پر بھی اپنی ناپسندیدگی کو ظاہر کرنے کی کوشش کیے بغیر اس کام کو چیلنج سمجھتے ہوئے پورا کریں۔

خود کو مضبوط بنائیے

کام شروع کرنے سے پہلے آفس کے حالات، جاہ کی نوعیت اور دیگر مسائل کو زیادہ سے زیادہ جاننے کی کوشش کیجیے۔ سست رفتاری کے ساتھ موٹی موٹی باتوں کو جاننے کی کوشش کرنا ضروری ہے ساتھ ہی اپنے

شعبے میںجنت پر توجہ مرکوز رکھیں۔ بطور کارکن چھوٹی چھوٹی باتوں پر وقت ضائع کرنے کے بجائے بطور منتظم تمام بڑے معاملات کو ہاتھ میں لے لیں کیونکہ ٹیکنیکل امور جاننے کے لیے الگ اسٹاف رکھا جاتا ہے۔

عزت نفس مجروح کیے

بغیر باس کو خوش رکھیں

کسی کا ماتحت ہونا آسان نہیں ہے۔ ایک ایسے ماتحت واپنی عزت نفس کو مجروح کیے بغیر اپنے باس کو خوش رکھنا چاہیے۔ باس کی باتوں سے اطلاق کرنا پڑتا ہے لیکن اگر اختلاف ہو تو ایسے انداز میں ظاہر کیجیے کہ اس کی طبیعت پر یہ بات ناگوار نہ گزرے۔ یہ سب کچھ بہت مشکل ہے اگر باس تک چڑھا ہو تو معاملہ اور بھی پیچیدہ اور تکلیف دہ ہو جاتا ہے اسکی ہی باتیں اس باس کے لیے بھی کہنی جاسکتی ہیں جو وقت کا پابند ہو اور ہر کام اپنی مرضی کے مطابق وقت پر چاہتا ہو۔

مندرجہ ذیل اصول اپنا کر آپ بھی اپنے باس کو خوش اور مطمئن کر سکتے ہیں اور اپنے اور باس کے تعلقات و خوش گوار بنا سکتے ہیں۔

اپنے باس کو جاننیے

ایک بہتر تعلق اور ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ آپ کو اپنے باس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات ہوں۔ اس کی شخصیت کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کیجیے۔ یہ اگرچہ آسان کام نہیں ہے مگر تیار مشکل بھی نہیں ہے، آپ یہ دیکھیں کہ وہ آپ سے کیا توقعات رکھتے ہیں کسی مسئلہ کو کس طرف نمٹانا پسند کرتے ہیں اور ان کے کام کرنے کا طریقہ کار کیا ہے۔ اس کا مشاہدہ کریں اور خود کو اس کے مطابق ڈھالیں۔ اس سے نہ صرف تعلقات میں بہتری ہوگی

کریں۔ یاد رکھیے کہ انکساری سے آپ کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی ہے بلکہ اس سے فائدہ ہوتا ہے۔

لگائی بجھائی نہ کریں

اپنے پاس کے سامنے دوسرے اسٹاف کی خامیوں کا تذکرہ نہ کریں۔ اکثر پاس اپنے اسٹاف سے مکمل طور پر آگاہ ہوتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے اور کون ایسا ہے جو مفت کی کھار رہا ہے۔ جب تک پاس آپ کی رائے خود نہ پوچھے کبھی اپنی رائے کا اظہار نہ کریں اور جب کریں تو ایمانداری کے ساتھ۔

سچ بولیں

اگر آپ سے غلطی ہو جائے تو غلط بیانی سے کام لینے کے بجائے پاس سے سچی بات کہہ دیں۔ اپنی غلطی کا احساس کریں۔ جس قدر شائستہ انداز میں اپنی کوتاہی کا اعتراف کر سکتے ہیں کیجیے۔

آپ کی غلطی سے جو مسائل پیدا ہوں گے ان کو فہم کرنے کے لیے تیار رہیں اور ذمہ داری قبول کیجیے۔ اپنے کیے کا الزام کسی اور پر دھرنے کی کوشش نہ کریں اگرچہ پاس ابتداء میں آپ پر زہم ہو گا مگر بعد میں آپ کی سچائی کی تعریف کرے گا اور آپ کی عزت اس کے دل میں بڑھ جائے گی۔



بلکہ کوئی اختتامی مسئلہ درپیش ہو تو اس کے منفی اثرات بھی مرتب نہیں ہوں گے۔

اپنا کام نفاست سے کیجیے


ایک ماتحت ہونے کی حیثیت سے آپ کا یہ کام ہے کہ آپ سلیقہ اور نفاست سے متعلقہ کام کو نمٹائیں۔ کام میں کوتاہی نہ کریں اور آپ کا کام کل پر ہرگز نہ ڈالیں۔

پرجوش بنیے

اپنے کام میں دلچسپی ظاہر کیجیے اور یہ بھی ظاہر کیجیے کہ پاس کے ساتھ کام کر کے آپ بہت خوش ہیں۔ پاس اگرچہ بڑا ہوتا ہے قابل ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ اس کا ہر آئیڈیا درست ہو۔ اس لیے پاس میں ہاں ملانے کے بجائے شائستہ انداز میں غلطی کی نشان دہی کیجیے۔ اگر کسی بات کے بارے میں آپ کچھ محسوس کرتے ہیں تو اپنے پاس کے ظلم میں لائیے۔ ایسا کرتے وقت ڈپلومیسی ٹون سے کام لیں۔ خود کو پرجوش ثابت کیجیے۔ پاس آپ سے جو توقعات رکھتا ہے اس پر پورا اترنے کی کوشش کریں۔

منکسر المزاج بنیے

محاسبہ کرتے رہیں اور پاس کے تعریفی کلمات کو اپنے حواس پر حاوی نہ آئے ہیں۔ کسی کام سے خوش ہو کر اگر پاس شایستگی دے تو انکساری کے ساتھ قبول



ماں کا دودھ پینے والے بچے

دوسروں سے زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔

طبی ماہرین نے کہا ہے کہ ماں کا دودھ پینے والے بچے دیگر بچوں کے مقابلے میں زیادہ ذہین ہوتے ہیں، ماں کے دودھ میں موجود "فیٹی ایسڈز" ذہن کی نشوونما کے لیے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اور یہ ممکنہ طور پر بچوں کی ذہانت کی وجہ ہے۔

بچے خوف زدہ کیوں ہوتے ہیں.....؟

یہ رویہ بچے کو کسی بھی وقت بہت زیادہ خوف زدہ کر سکتا ہے۔ والدین کا رویہ ہمدردانہ اور شفقت بھرا ہونا چاہیے لیکن بچے کو ڈانٹ ڈپٹ کر رکھنا بھی ضروری ہے ورنہ وہ خود سری میں مبتلا بھی ہو سکتا ہے۔
تھوڑا بہت خوف بچے کے دل میں بہت ضروری

بچپن کے دور میں بچے کے ذہن پر کسی بات کا خوف مسلط ہو جائے تو پھر عموماً اس کی ساری زندگی اس خوف میں ہی بسر ہوتی ہے۔ خوف کے ماحول میں پلے ہوئے بچے زندگی کے ہر موڑ پر ڈرا ڈرامی بات پر خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ بچوں کی تربیت میں یہ نکتہ پیش نظر



رکھنا بہت ضروری ہے کہ خوف زدہ بچے بڑے ہو کر کئی قسم کے نفسیاتی مسائل اور خود اعتمادی کی کمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ بچوں کو مناسب آزادی اور اچھا ماحول فراہم کرنا والدین کا اولین فرض ہے۔ بچوں کو بعض قسم کے اختیارات بھی دیں

ہے تاکہ وہ بے راہ روی اور غلط قسم کی حرکتوں کا مرتکب نہ ہو سکے۔ لیکن آپ کی تربیت کا انداز کچھ اس طرح کا ہو کہ بچہ خوش رہے باک اور الجھنوں سے پاک زندگی بسر کر سکے۔ بچے کسی خوف میں مبتلا ہو تو اس کا علاج کچھ مشکل نہیں اپنے بچے کو تھیلے کا سامان اور موزوں ساٹھی تلاش کرنے میں مدد دیجیے اس کے جانکڑ تقاضوں کا اتمہ اسی ہے۔ آرام دہ ماحول اور پرسرت فضاء میں پلنے والے بچوں کو ڈرا ڈرامے خواب کم دکھائی دیتے ہیں وہ زندگی میں بات بات پر ڈروں سے خوف زدہ نہیں

تاکہ وہ انہیں استعمال کرنے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کر سکیں۔ صحت مند تربیت سے بچوں میں ڈرا ڈرامے خواب دیکھنے کا امکان بھی بہت کم ہو جاتا ہے اور بچے بستر میں پیشاب بھی نہیں کرتے۔ بعض بچے قسطاً بہت زیادہ حساس یا ڈر پوسٹ ہوتے ہیں۔ ذرا سی بات یا غلطی پر ان کے ذہن خوف سے بوٹھل جاتے ہیں اور طرح طرح کے وہم اور خدشے ان کے دل میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بچوں سے اکثر اوقات پیسے چھو جاتے ہیں یا کوئی چیز نوٹ جاتی ہے تو ان کا دل بہت زیادہ مار پیٹ کرتے ہیں۔

نفرت یا بد رفتاری کے جذبہ پر وہ ان چڑھتے ہیں۔ جب کبھی بھی اس موقع ملے گا وہ اپنی نفرت کا اظہار خواہ وہ باپ کے رویے سے ہو یا ماں کے، منفی طریقہ اختیار کر کے کرے گا۔ والدین کو چاہیے جھنجھڑے کا اظہار یا توڑ پھوڑ، برتنوں کا پھینکنا بچوں کے سامنے بالکل نہ کریں۔ اس طرح خوف بچے کے ذہن پر بڑی طرح مسلط ہو جاتا ہے اور وہ ذہنی مریض بھی بن سکتا ہے۔

خوف زدہ بچے ذہنی امراض میں مبتلا بھی ہو سکتا ہے ناخواندگی کے باعث ماں یا باپ کی سخت عادت یا جن بھوت کی باتیں کر کے خوف زدہ کرتی رہتی ہیں۔ ابتدائی پانچ سالوں میں بچے کو خوف و ہراس کے ماحول سے دور رکھیں۔

چھوٹی عمر میں بچے عام طور پر خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ ایک ماہر کا کہنا ہے کہ تین برس کی عمر تک بچے کی جذباتی زندگی کی بنیادیں تقریباً نصف طور پر مضبوط ہو جاتی ہیں۔ یعنی اس عمر میں والدین جس انداز میں چاہیں، بچے کو ڈھکھکھائیں۔ یعنی یہ وہ عمر ہے کہ اگر والدین چاہیں تو بچے کو متوازن شخصیت والے انداز میں پرورش کر سکتے ہیں، یا ایک ایسا غصیلہ دہی اور بڑول نوجوان بنا دیں جس کی تمام زندگی صحت مند اور خوف اور ڈر سے سبھی سبھی تازہ رہے۔

عامی ادارہ صحت کے زیر اہتمام بچوں کی نفسیات پر ایک تحقیق کی گئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ خیر انڈیز زندگی میں تعلیق مچانے والے واقعات بچوں کو بچپن میں بہت زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں اور ان کی زندگی میں زندگی میں بھی مسرت، مطابقت، توازن اور کامیابی کے امکانات کو کم کر دیتے ہیں۔

بوتے نہ بنی والدین کے خوف سے گھروں سے بھاگتے ہیں گھروں سے بھاگنے والے بچے اکثر خوف اور تشدد کے تحت ایسا کرتے ہیں یوں ذرا سا خوف ان کی ساری زندگی کو تباہ کر دیتا ہے اور اسے معاشرے میں بھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ بس اوقات بچے کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ گھر اور مدر سے کے ماحول میں بندھا ہوا ہے۔

جب یہ صورتحال پیدا ہو جائے تو محرومیت اور خوف کا احساس اس کے ذہن کو خوف میں مبتلا رکھتا ہے اور باوجود بھرپور ماحول اس کی شخصیت کی مناسب نشوونما کو بہت متاثر کرتا ہے بے جا پابندیوں کے باعث انہیں ان کے مزاج کے مطابق نت نئی میسر نہیں آتی کہ وہ آزادی سے کھیل سکیں۔ قدم قدم پر ان کو یہ دھمکاواں رہتا ہے کہ اگر یہ کھیل کھیلنا تو جھڑکیاں کھانی پڑیں گی۔

لہذا وہ آزادی کا خواہشمند ہوتا ہے۔ کچھ بچے مسلسل خوف اور بڑوں کے تکلیف دہ رویے کی وجہ سے ذہنی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بعض بچوں کو نیند میں بڑبڑانے کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ یا پھر ڈر اوانے خواب دیکھنے لگتے ہیں۔ کچھ بچوں کا پیشاب، ستر پر خراب ہو جاتا ہے۔ لہذا بچوں کو اس تشویشناک صورتحال سے بچانے کے لیے والدین کو چاہیے کہ وہ محبت و شفقت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں اور نہ ہی اس قسم کا رویہ اختیار کریں جس سے بچے خوف زدہ رہے۔ والدین کے جھنجھڑے بچوں میں خوف پیدا کرتے ہیں کیونکہ ہر وقت مار پیٹ، چیخ و پکار، بچے کو ذہنی طور پر منطوق کر دیتی ہے۔ ایسے بچے کی کئی صدائیں پر وہ انہیں چہنہ پاتیں۔ گھر میں لڑائی جھگڑے کے ماحول میں پلنے والے بعض بچوں کے ذہن میں دوسروں پر عدم اعتماد،

ہوتا ہے۔ اکثر خوف کے باعث کئی ذہنی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں۔ بچپن کے خوف بالغ زندگی میں دیوانگی کی صورت میں بھی نمودار ہوتے ہیں۔ بچوں کو کسی حد تک سمجھ ضرور ڈرائینے، کیونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ بعض ایسے خوف ہیں جن کا بچوں میں موجود ہونا نازی ہے۔ مثلاً نقصان دینے والے مشاغل اور ضرور رساں اشیاء پر بے سوچے سمجھے ہاتھ ڈال دینے کے خوف مفید ہوتے ہیں۔ نکلنے کے تاروں، ریڈیو، ٹی وی کے سوئچ وغیرہ کو چھونا۔ زہریلے جانور کی غلامت سے دور رہنا ضروری ہے۔ ان تمام باتوں کو آسان فہم زبان میں بچوں کو سمجھایا جائے کہ ان کو چھونا نہیں چاہیے۔ اس قسم کی تربیت سے بچوں میں صحیح حالت سمجھنے کی فرہست پیدا ہو جاتی ہے اور وہ فوراً بھانپ لیتے ہیں کہ اس خطرے سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

خوف کی مناسب روک تھام علاج سے بدرجہا بہتر ہے۔ بچوں میں ڈر اور خوف کا پیدا ہونا اسی حد تک درست ہے جہاں معاشرتی برائیوں کے پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ بچہ معاشرتی برائیوں کی لپیٹ میں بے خوفی کے سبب نہ آجائے۔ بچہ خوف آدمی کو بزدل اور کم ہمت بناتا ہے۔



آپ کو کتنا شکر ہے؟
 آپ کا بہت بہت شکر ہے.....
 اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اپنے اس
 پسندیدہ رسالے کا تحفہ دیجیے۔

بچوں کو بے جا خوف سے نجات دلانا ابتدائی تربیت کا اہم پہلو ہے۔

والدین کے غلط رویوں کے باعث یہ خوف بچے کے دل میں گھر کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ مومن گھروں میں والدین بچے کو منع کرنے کی غرض سے کہہ دیتے ہیں کہ خبردار ایسا کیا تو ڈان پکڑ لے گی۔ باپا پکڑ کر لے جائے گا۔ ایسے طریقوں سے بچے کے ذہن میں ڈر خوف بلاوجہ گھر کر جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض اوقات بچے کھیلتے کھیلتے کسی ایسی چیز کو پکڑ لیتے ہیں جس کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو کچھ گھروں میں ایسے دم چٹکار کر بچے کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے اور خوفناک چیخ کے باعث وہ چیز خود بخود گر کر ٹوٹ جاتی ہے۔ جس سے بچہ مزید خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ ان یہ کام پیار اور آہستہ سہجے میں بھی کر سکتے ہیں۔ تاکہ بچہ ٹوٹنے والی چیز کو دوبارہ نہ چھوئے۔ اکثر ماں بچے کو کسی کام کی بات پر ناراض ہو رات بربانی طرف مارتی ہیں۔ اس طرح بچے کو جسمانی تکلیف ہوتی ہے اور بچے اس قسم کی تکلیفوں سے بہت سمجھتا ہے۔ ماں کو یہ سوچ کر سکون تو میسر آجاتا ہے کہ بچہ اس پٹائی سے خوف کھانے لگا ہے، مگر اس کو شاید یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس طرف اس کی جذباتی زندگی بجز سرد جاتی ہے۔ بچوں کی ذہنی زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے بیشتر خوف اسی طرح کی ننھی ننھی باتوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

گھر کے دیگر افراد اور نوکروں کو یہ ہدایت کرنی چاہیے کہ وہ بچے کو جن، بھوت، چڑیل وغیرہ کی بات نہ تو دسمیلیاں دیں، نہ ہی کچھ بتائیں۔ اس سے ان میں خوف کے علاوہ تو بھانہ ذہنیت کی بنیاد پڑ جانے کا خدشہ

عظیہ

کے اعتماد کے ساتھ

موٹاپے سے نجات

ہربل ٹیبلٹ

مہرز لیلین



بڑھا ہوا پیٹ گھٹانے وزن کم کرنے کے لئے

قدرتی اجزاء سے تیار کردہ عظیمی کی ہربل ٹیبلٹ مہرز لیلین

عظیہ کی تیار کردہ ہربل پروڈکٹس قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں۔

کراچی: فون: 021-36604127

Scanned By Amir

تھوڑی سی سمجھداری سے

اثرات نو بیویتا جوڑے پر پڑتے ہیں۔ شادی، مرد اور عورت کی نئی زندگی کا آغاز ہوتی ہے۔ ایسے میں وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت

ساس بیوی کا رشتہ مثالی ہو سکتا ہے

ایک دوسرے کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں۔ لڑکی اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے گھر آتی ہے تو وہ بھی مرد کی توجہ کی خواہش مند ہوتی ہے تاکہ وہ نئے ماحول کے مطابق خود کو ڈھال سکے۔ ایسے میں جب مرد کی توجہ بیوی کی طرف مرکوز ہوتی ہے تو بعض مائیں توجہ کا یہ بخوارہ

برداشت نہیں کر پاتیں۔ وہ انسانی طور پر نظر انداز ہونے کا ذمہ دار ہو کر رہ جاتی ہے جبکہ بعض اوقات اس کے برعکس بھی

ہوتا ہے۔ لڑکی بیدار کے بعد نئے ماحول میں قدم رکھتی ہے۔ انہیں حوالہ دیا جائے کہ صبر پر حکمرانی اس لڑکی کو بھی نفسیاتی طور پر متاثر کرتے ہیں اور بعض بیویوں کو ساس سے نا معروضی محسوس کرنے لگتی ہیں۔

نیافرود بن کر جب ایک لڑکی ایک گھر لے کر داخل ہوتی ہے تو اس گھر لے کر جانے کی حالتی زندگی میں تبدیلی

ساس بیوی کی پیشکش پرانی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب میں بیوی تو مجھے ساس اچھی نہ ملی اور جب میں ساس بنی تو مجھے بیوی اچھی نہ ملی۔ اس بات کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط۔ ہر کوئی خود کو حق بجانب قرار دیتا ہے۔ کبھی کبھی تو زبانی گفتگو اتنی بڑھ

جاتی ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اس تناؤ اور نزاع میں سب سے زیادہ مرد کی ذات

متاثر ہوتی ہے۔ اس کے لیے دونوں رشتے اہم ہوتے ہیں۔ ایک طرف ماں کا قابل احترام رشتہ جس نے زندگی کی سختیوں جھیل کر اس کو معاشرے کا اہم فرد بننے کے قابل بنایا تو دوسری طرف بیوی کا رشتہ جو اس کے دکھ درد کی ساتھی ہوتی ہے اور اس کے بچوں کی ماں کا درجہ پانے کے بعد مزید معتبر ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات ساس، بیوی کے ساتھ کا آغاز

شادق سے پہلے ہی ہو جاتا

ہے۔ رشتے طے پانے کے

عالم میں ہی بانگ

معمولی سی باتوں پر

دونوں گھرانوں

میں۔ ہمیشہ جنم

سے لیتی ہیں

نہیں

مئی 2015ء

Scanned By Amir

لیے اصول اور بے پایاں ہوتی ہے اور بیٹے پر اجارہ داری کا احساس صرف ایک دن کی بات نہیں بلکہ یہ برسوں پر محیط ایک قدرتی عمل کا نتیجہ ہے۔ اس سے آئندہ دم دست کش ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ اس لیے ساس کو اگر یہ احساس دلایا جائے کہ آپ ان سے بیٹے کی محبت اور توجہ چھیننے نہیں آئیں بلکہ اسے تسلیم کرتی ہیں اور آپ کی وجہ سے اس میں کمی نہیں ہوگی بلکہ مزید اضافہ ہوگا تو بے شمار مسائل جنم ہی نہیں لیں گے۔

ساس اور بہو کا رشتہ ایسا ہے جسے اگر سمجھ بوجھ سے نبھایا جائے تو یہ بہت اچھا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں گھر کا سکون پوشیدہ ہے۔ دراصل لڑکیوں کی سسرال والوں کی ذرا سی بات کو بھی برداشت نہیں کرتیں اور ذرا ذرا سی بات پر اپنا موڈ خراب کر لیتی ہیں حالانکہ ان کو سوچنا چاہیے کہ اگر ساس نے کسی بات پر ٹوکا ہے یا کوئی بات کہہ دی ہے تو اس کو طعنہ سمجھنے کی بجائے اپنی غلطی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مائیں بھی اپنی بیٹیوں کو ڈانٹ دیا کرتی ہیں تو اگر ساس نے کوئی بات کہہ دی تو ان کو بزرگ سمجھتے ہوئے ان کی بات کا احترام کریں۔

آپ اپنی ساس سے پیار اور اتفاق سے رہیں گی تو آپ کی ساس کے پاس نرنے کا کینا جو از رہ جائے گا۔ ساس اور بہو کے جھگڑے تب ہوتے ہیں کہ جب بہو ساس کی برابری کرنے لگتی ہے۔

تالی دونوں ہاتھوں سے بچتی ہے اس لیے ساس اور بہوؤں دونوں کو گھریلو سکون کے لیے اعلیٰ قدرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے اچھا سلوک کرنا چاہیے تاکہ یہ رشتہ پائیدار اور مضبوط رہے۔



آجی ہے۔ نیا فرد ایک نیا ماحول پیدا کرتا ہے۔ اس کی آمد ساکن جمیل میں پھینکے جانے والے پتھر کی سی ہوتی ہے۔ ایسے میں ساس کو اس بات کا اور اہم ہونا چاہیے کہ بالآخر اس پتھر کو ذرا سی پچھل چڑھ کر اس جمیل کا حصہ بن جاتا ہے اور آپ کے وضع کیے ہوئے طور طریقوں کو ہی اپنانا ہوتا ہے۔

تحمل ہی آپ کا ہتھیار ثابت ہوگا اور آپ کے اصول ہی اپنا راج بنانے رکھیں گے۔ مگر ساس کو بھی نئے زمانے کے تقاضوں کو اپنے اور اپنی ساس کے زمانے کے اصولوں سے بدلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بلاشبہ یہ ایک مشکل کام ہے کیونکہ جزییشن گیپ کا مسئلہ ازل سے موجود ہے اور ابد تک رہے گا لیکن اگر ابتدا میں ساسیں دل وسیع کر کے بہوؤں کے ساتھ محبت اور سلوک سے پیش آئیں اور انہیں نئے ماحول میں ایڈجسٹ ہونے کے لیے ہتھ وقت دیں اور چھوٹی موٹی غلطیوں پر درگزر سے کام لیں تو یہ نہ صرف ذاتی طور پر ان کے لیے نئی زندگی کا ابتداء کرنے والے جوڑے خاص کر ان کے اپنے بیٹے کے ذہنی اور دنی سکون کے لیے بلکہ گھر بھر کے چین اور خوشی کے لیے ایک اچھی ابتداء ثابت ہوگا جو آئندہ زندگی میں بھی اپنا مثبت کردار ادا کرتا رہے گا۔ دوسری طرف لڑکی کو بھی یہ حقیقت جان لیننی چاہیے کہ سسرال کا ماحول آپ کے والدین کے گھر کے ماحول سے مختلف ہے وہ گھر جہاں آپ نے زندگی گزاری ہے جہاں کے اصول آپ نے اپنائے ہوئے ہیں اب وہ اس نئی دنیا میں نہیں چل سکتے۔ ایک نہ ایک دن آپ کا راج ہوگا مگر اس کے لیے آپ کو خدمت اور محبت کے جذبوں سے کام لینا ہوگا۔ نئی نویلی بہوؤں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ماں کی محبت اپنی اولاد کے

صحت و علاج مزاجی



آج دنیا بھر میں ہزاروں متبادل طریقہ ہائے علاج موجود ہیں۔ ان میں رنگ، روشنی، موسیقی، سانس، مقناطیس، ہتھکڑیاں، پانی، خوشبو اور جڑی بوٹیوں سے علاج وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یوگا، ریکی، مراقبہ، ایجوٹو، ایجوٹو پریشر، ریفلیکسولوجی، پیسو تھراپی، شیاٹسو، لیکنڈر ٹیکنیک، آیوروید، فینگ شوی، ٹائی جی، آریڈیولوجی، کانسٹیبلوٹی، مساج، کی کونگ وغیرہ بھی متبادل طریقہ علاج میں شامل ہیں۔



فینگ شوی

Feng Shui 風水

فینگ شوی ایک قدیم سائنس ہے۔ اس کا تعلق چین سے ہے۔ فینگ شوی کے ذریعے تزئین و آرائش میں معمولی تبدیلی سے فطرت کے اصول آپ کے گھر یا کام کی جگہ میں روپہ عمل ہو سکتے ہیں۔ اس سے ذہنی یکسوئی کے ساتھ ساتھ آمدنی میں بھی نمایاں اضافہ ہو سکتا ہے۔
روحانی ڈائجسٹ کے قارئین کے لیے ان صفحات پر چین کے معروف متبادل طریقہ علاج فینگ شوی پر تحریر۔



پندربوان حصہ

گزشتہ سے پیوستہ

”خیریت تو ہے....“ منان کو اس طرح سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر آذر فوراً سنجیدہ ہو گیا۔ اس کے سوال پر بھی منان کی نظریں میز پر پڑی فائل پر جمی تھیں۔

”ہیلو سر آر یو ہیئر“ آذر اس کے کان میں چیخا۔ جواب میں منان نے اسے غور کر دیکھا اور فائل اٹھا کر روٹی کی ٹوکری میں پھینک دی۔

”ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو بھائی.... یہ تو ہمارے نئے کنٹریکٹ کی فائل تھی ناں.... یہ اس کی جگہ نہیں ہے ڈیئر....“ آذر جلدی سے تھک کر فائل نکالنے لگا۔

”رہے دو اسے“ منان نے اس کا ہاتھ روک دیا۔ ”یہی اس کی صحیح جگہ ہے۔“

”آپ کا مطلب ہے کہ....“ آذر ایک دم سے سنجیدہ ہو گیا۔ اب منان کے چہرے کا رنگ آذر کے چہرے پر تھا۔

”ہاں....“ بمشکل اس کے حلق سے نکلا ”ناٹ آئین،“ آذر منسیاں کھینچنے لگا۔

”انکل بیگ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ اپنے وعدے سے کیسے پھر سکتے ہیں۔“ آذر نے جب سے سبیل نکانا اور نسی کا نمبر وائس کرنے لگا۔

”ناٹ ریسیونگ....“ دوکان سے لگائے لگائے منان کی طرف دیکھ کر جو۔

وہ وہپ سے سرائی پر بیٹھ گیا۔ منان کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ ”بو نمہ بیٹ صاحب اور ان کے وعدے....“ وہ بڑبڑایا

مگر اس سے آذر کا چہرہ مزید نال ہو گیا۔

”جی دوستو!....“ آپ سب کا روحانی ڈائجسٹ کی اس کوشش کو پسند کرنے اور مہربانی کا بہت بہت شکریہ۔

یقین کیجئے ہمیں بہت خوشی اور طمانیت کا احساس ہوا جب ہمیں فیس بک پر آپ کی آراء ملیں کہ آپ ان معلومات سے خود بھی مستفیذ ہو رہے ہیں اور اپنے گھر والوں اور دوستوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

گذشتہ قسط میں ذاتی ہوا نمبر اور اس کی کیٹولیشن سے متعلق آپ کو مختصر معلومات فراہم کی گئیں۔ اب کوشش کرتی ہوں کہ آپ کو مزید تفصیل آپ تک پہنچا سوں۔ اس کا آغاز کرتی ہوں ایک کہانی سے۔

شایینہ جمیل

”مجھے لگتا ہے آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“

”سر پلیز اب ہم اس پر مزید بات کر سکتے ہیں۔“ منان نرمی سے بولا۔

”سوری بیٹ بوانے، انٹرنو لیت ناؤ۔ بورڈ اپنا ڈسٹیشن لے چکا ہے۔“

”بت انگل....“ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے فون رکھ دیا گیا تھا۔

غصے سے اس کی کان کی ٹوئیں سرخ ہو گئیں، ”کوئیو ہیمل....“ اس نے ریسیور ریڈل پر پھینک دیا۔

”بیو.... بیو....“ دروازے سے آواز آئی اور آذر چمکتا ہوا فریٹس موبو میں اندر داخل ہوا۔

عمر منان کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آیا تھا وہ یہ جانتی کہ وہ اپنے بیٹے کا ہے۔

کنٹر ایکٹ ہے جو منع ہوا ہے۔ یہ میں ایسے انکل سے پوچھوں۔“ آڈر فیس سے چلایا
 ”تمہیں کیا لگتا ہے۔ مجھے بزنس کا کوئی تجربہ نہیں یا تم اس کاروبار کے بارے میں مجھے سے زیادہ جانتے ہو۔“ دو چلایا
 ”ہاں مجھے تو اب یہی شک ہوتا ہے“ وہ بد تمیزی سے بولا۔

”آؤ....! تمیز سے بات کرو تمہارا بڑا بھائی ہوں میں۔“ اس نے ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی مگر اسی لمحے دروازہ کھلا اور دودو صاحب اندر داخل ہوئے۔ مگر کمرے کا ماحول حد درجہ گرم دیکھ وہیں دروازے پر کھڑے رہ گئے۔

دونوں بھائیوں میں شاید ابھی اتنی تمیز باقی تھی یا شاید سب سے سسٹیم اور واہ کے انتہائی قریبی ساتھی ہونے کی وجہ سے دودو صاحب کا احترام دونوں کے اندر ہونے میں بہت تھا۔ مرن کا ہاتھ دہن کا وہیں رک گیا۔ اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا اور مرن انہیں سلام کرنے کی فائل پر جھک گیا۔
 ”ہیٹنگ اسلام۔“ وہ جلدی سے فائل لے کر آگے بڑھے۔ انہوں نے کچھ بھی پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ صرف نظروں سے جاہات کا جائزہ لیتے رہے۔
 ”اچھا ہوا تم دونوں یہاں موجود ہو۔ ان کاغذات پر تم دونوں نے دستخط لینے تھے“ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جیسے کچھ نہ دیکھنا محسوس کیا۔
 مگر پھر بھی دونوں بھائی جبراً انہیں نہ مسکراتے۔
 ”انکل ابھی نہیں۔ ہم کچھ دیر بعد یہ کام کر لیتے ہیں۔“ مرن شاید ان کاغذات کو پڑھنا چاہتا تھا۔
 ”ہاں ہاں!.... کوئی مضائقہ نہیں۔ میں بعد میں

سن مائی کال۔“ وہ سیل فون کو گھومنے لگا
 ”رہنے دو کوئی فائدہ نہیں۔“
 ”مگر یہیں آخر وجہ بھی تو پتہ چلے۔“ مرن تشویش سے بولا۔

”آپ سے ان کی کیا بات ہوئی ہے۔“
 ”کچھ خاص نہیں.... بس یہی کہ بورڈ نے کسی ملٹی نیشنل کو ترجیح دی ہے اور ٹریڈنگ میں ہمارے پوائنٹس ان سے خاصے ہیں۔“
 ”اور بیٹ انکل....“

”میرنی بات انکل سے ہی ہوئی تھی۔ ہی ریوسٹو دنی پر پورٹل۔“ مرن آڈر کی بات کاٹ کر ایک نکتہ چینی کر بولا۔

”آئی کانت بلووس۔“ آڈر نے میز پر گھونسا مارا
 ”ابھی پچھلے ہفتے ہی میری ڈیٹیل سے بات ہوئی۔ میں یہ پور جاننے سے پہلے سب فیئل کر کے گیا تھا۔ تب تو انہیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ انہیں پایا کی ساکھ کا نہیں بڑھایا تھا۔ اور اب....“
 ”یہی بات مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ آخر ایسا یوں ہو رہا ہے بار بار۔“ مرن پریشانی سے بولا۔

اس کی اس بات پر مرن کچھ دیر اسے گھورتا ہوا
 ”آئی تو آپ ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔“
 ”مگر اس انداز پر مرن کیجی پڑا کیا“
 ”غیب ہے تمہارا“
 ”مخالف صاف ظاہر ہے۔ میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ شہادت ہاتھ سے یہ نکل بیٹ انکل نے انکار کیوں کیا۔“
 ”تو یہ تو تم اپنے بیٹ انکل سے پوچھو جا کر“
 ”مرن بھائی کچھ چار مہینوں میں یہ پانچواں

اس وعدے کا خیال آجاتا ہے کہ کبھی مشکل وقت میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں ڈبڈبانی لگیں۔ والد کے اچانک ذکر نے دونوں کو بھی جذباتی کر دیا۔

”میں جانتا ہوں ہماری کبھی مسلسل مشکلات سے دوچار ہے۔ تمہارے والد کی اچھی ساکھ اور کاروباری دنیا میں نام ہونے کے باوجود کنٹریکٹ مسلسل ہاتھ سے نکل رہے ہیں۔ اگر ایسا مزید کچھ دن اور چلتا رہا تو نجانے کیا ہو گا۔“ وود صاحب بہت کھل کر اندیشے بیان کرنے لگے۔

”ہاں انکل! یہی بات ہمیں بھی پریشان کر رہی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کہاں پر ابم آ رہی ہے؟.... کیوں کنٹریکٹ فائنل ہونے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں۔“ آذر پریشانی سے بولا۔

”شاید ہماری اسٹریٹیجی صحیح نہیں۔“ منان بوز نے جواب دیا۔

”اگر اسٹریٹیجی صحیح نا ہوتی تو پرور پوزن ایسپیٹ بھی نہ ہوتے۔“ آذر بلا جھجک بولے چلا گیا۔

”تو تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ میری پبلک ڈینٹ صحیح نہیں ہے اور یہ کہہنی مجھ سے سنبھل نہیں رہی۔“ منان وود صاحب کا خیال کئے بغیر چٹا پڑا۔

”ایسا میں تو نہیں سوچ رہا لیکن اگر آپ کہہ رہے ہیں تو....“

”آذر تمیز سے بات کرو، تم اپنی ٹمنس کر اس کر رہے ہو۔“ اس کا صبر کھپتا نہ بھریز ہونے لگا۔

”رور کو.... ٹھہرو ذرا....“ وود صاحب جدی

آجاتا ہوں.... تم یہ کاغذات اچھی طرح پڑھ لو پھر دستخط کر دینا۔“ ان کے الفاظ سادہ، لہجہ دھیمے مگر شائق تھا۔ وہ فائل رکھ کر جانے گئے۔ ان کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں اس رویے سے تکلیف پہنچی ہے۔

”ارے نہیں انکل۔ آپ بیٹھے ہم ابھی سائن کر دیتے ہیں۔“ منان نے اسے ٹھہرا مگر پھر آذر نے سائن کر کے کاغذات منان کے آگے رکھ دیئے۔ اس نے آذر کو ٹھہرتے ہوئے کاغذات پر سائن کر دیئے۔ کچھ دیر گہری خاموشی رہی۔

وود صاحب کاغذات سمیت کر جانے لگے۔ مگر پھر زرا دیر کے لئے ٹھہر گئے۔ ”اگر برائے نام تو کچھ پوچھوں....“ وہ ہمت کرتے ہوئے۔

”جی انکل پوچھیے۔“ منان یونہی سوچ میں م

بیٹھے بیٹھے بولا۔

”بیگ صاحب نے جس کنٹریکٹ کی بات کی تھی وہ فائنل ہو گیا نا....؟“ وود صاحب کے الفاظ تھے یا آگ کے گونے دونوں کا مزاج دو بارہ دہک گیا۔ منان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”نہیں وہ کینسل ہو گیا ہے۔ ان کے بورڈ نے وزٹ کے بعد اپنا ارادو بدل لیا۔ اور کچھ؟....“ اس کے لہجے میں کڑواہٹ تھی۔

”تن نہیں“ وہ منان کا یہ انداز ضبط کر گئے۔

”ہات پتھ اور نہیں بس اتنی سی ہے کہ تمہارے پاپا مجھ پر بڑا بھروسہ کرتے تھے۔ وہ میرے پاس ہی نہیں اچھے دوست اور محسن بھی تھے۔“ وود

ڈھیلے پڑ گئے۔

”بس.... ان کے احسانات یاد آجاتے ہیں اور



سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
مجھے ذرا باہر جانے دو پھر
ایک دوسرے کا سر پھاڑ
لیتا۔ وہ مزید کچھ کہے سے
بغیر باہر نکل گئے۔ مٹان
بھی آڈر و گھورتا ہوا
گازی کی چابی لے کر باہر
نکل گیا۔ اور آڈر مٹیاں
بچھنے بیگ صاحب کا نمبر
طے کی کوشش میں لگ گیا۔

کبھی بھی نہ آرتے۔ میرا گھر بکھر چکا ہوتا۔ وہ
مالوسی سے بولیں۔

”یہ تو آپ بھی جانتے ہیں دونوں کی گھر میں بھی
کبھی نہیں جاتی۔ گھر میں جب تک رہتے ہیں ہر بات پر
اختلاف ہر بات پر بحث.... انھوں نے ایک
ٹھنڈی آد بھری۔

”یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ بوڑھی ماں اب کیا
کرے گی۔ کس کے سہارے جئے گی۔ اس بوڑھی
ماں پر کیا زرتی ہوئی ان کو اس طرح خرتا دیکھ کر۔“
دور دینا۔

دو دو صاحب اپنی نظروں میں شرمندہ سے سر
جھکائے بیٹھے رہے۔ زراویر میں مسز مرزا نے خود
کو سنبھال لیا۔

”تو پھر اب اس کا کیا حل ہے؟“

”کاش میری سمجھ میں کچھ آتا۔ میں کیا بتاؤں
بھائی صاحب۔“

”بھابھی میری رائے میں تو دونوں کے مزاج
کھینچ کی تباہی سے ذمہ دار بن رہے ہیں۔ اگر آپ
انھیں سمجھانے کی کوشش کریں تو شاید ماں کی بات



”بھابھی صاحبہ میرا آپ سے ملنا اشد ضروری
ہو گیا تھا.... آفس میں وہ دونوں بچوں کی طرح
لڑتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک دوسرے پر الزام
تراشی سے باہر آئیں تو کاروبار کو سمجھیں۔“

دو دو صاحب آڈر اور مٹان کی والدہ مسز مرزا
سے سامنے موجود تھے۔ مسز مرزا سر جھکائے خاموشی
سے ان کی باتیں سنتی رہیں۔

”آپ کچھ کہیے بھابھی۔“ دو دو صاحب پریشانی
سے بولے۔ ”میرا یقین ماننے میرا مطلب ہرگز بھی
آپ کو پریشان کرنا نہیں تھا۔“

”اگر بات حد سے آگے نہ بڑھتی تو یقین کیجئے یہ
باتیں میں آپ کو کبھی بھی نہ بتاتا۔ مگر کیا کیا
جائے....“ وہ اپنی صفائی پیش کرنے لگے۔

”نہیں آپ ٹھیک کہہ رہے بھائی صاحب۔
دونوں کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ
بات کسی سے ذہنی چھپس بھی نہیں ہے۔ اگر مرزا
صاحب کی وصیت نہ ہوتی تو شاید دونوں ساتھ کام

"ٹھیک ہے بھابھی آپ کی اجازت ہے تو میں کل
جی ملاقات کا بندوبست کرتا ہوں، مگر آپ بھی دونوں
ساتھ بہت کرنے کی کوشش ضرور کیجیے گا۔"

دودو صاحب ان کو تسلی دیتے ہوئے چلے گئے
اور مسز مرزا اپنی اولاد کے لئے گڑ مڑا کر دعائیں
مانتے نکلیں۔

دوستو! مٹان اور آؤر کے حراج میں یہ فرق
کس طرح دور ہوا ان کی کہانی کی ساکھ کیسے بھاس ہوئی
! نہیں دوبارہ آؤر ملنے کیوں شروع نہ ہوئے۔
یہ ہم اگلی قسط میں انشاء اللہ تفصیلات سے
بتائیں گے۔

فینگ شوئی کے بارے میں آپ ہمارے فیس
بک کے نیچے دیئے گئے لنک سے معلومات حاصل کر
سکتے ہیں اور ہمیں اپنے تاثرات سے آؤ
بھی کر سکتے ہیں۔

Facebook.com/ FengShui.Pk.AIMS
(حصاری ہے)



انہیں سمجھ میں آجائے۔"
"لیکن میں کیا کروں۔" وہ بے بسی سے ان کی
طرف دیکھنے لگیں۔

"میں تو بس ان کے لئے دعا کر سکتی ہوں۔" ان
کی آنکھیں پھر بھرنے لگیں۔

"بھابھی اگر آپ میری بات کو غلط نہ سمجھیں تو
آئیڈ حل ہے میرے پاس۔" وہ اٹک کر بولے

"ارے بھائی صاحب۔ مرزا صاحب سے آپ
کی کوئی بات یا مشورہ بھی رہ نہیں گیا تو پھر میں آپ کی
بات بھلا کیا کیسے غلط سمجھوں گی.... آپ کیسے میں
سن رہی ہوں۔" وہ متوجہ ہو کر بیٹھ گئیں۔

"آئیڈ بزرگ ہیں بہت پہنچے ہوئے اگر دونوں
بھائیوں میں محبت کے سنے ان سے کوئی دعا یا وظیفہ
و غیرہ...." انھوں نے اپنی بات ادھورنی چھوڑ دی۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ اگر آپ کسی بھی
بھروسے مند شخصیت سے واقف ہیں تو نہ ہر میرے
بچوں کی بہتری کے سنے جو بھی کر سکتے ہیں ضرور
بیٹئے۔" وہ مستحیاط انداز میں بولیں

صرف پاکستان میں نہیں

بچوں کی ویکسین پلانا آسٹریلیا میں بھی مسئلہ ہے۔



آسٹریلیا نے بچوں کو ویکسین نہ دینے والے والدین کے لیے چائلڈ
یہ مراعات بند کر دینے کا اعلان کیا ہے۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم ٹونی
ابٹ نے کاہلان کیا ہے اگر کوئی خاندان اپنے بچوں کو ویکسین نہ پانے کا
فیصلہ کرتا ہے، تو ایسے والدین کو عوامی ٹیکسوں کی رقم سے مراعات
نہیں دی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ایسے مسائل پھر جنورس سے مذہبی اور
دیگر وجوہات کی بنا پر بچوں کے لیے ویکسین سے استثنائی قانونی شق ختم کر دی جائے گی۔



تندرست ہو جاتے ہیں اور کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں سر جبری یا آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ غیر ضروری تھائی رائیڈ کو نکالا جاسکے۔ آپریشن کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں ادویہ کے استعمال کی ضرورت نہیں ہوتی اور دواؤں کے مضر اثرات سے بھی جسم محفوظ رہتا ہے۔

آج کل ریڈیو ایکٹیو آیوڈین کے ذریعے اس کا علاج عام ہوتا جا رہا ہے، یہ آیوڈین تھائی رائیڈ ہی سے حاصل کیا جاتا ہے اور یہ جسم کے اندر داخل ہو کر تھائی روکس کی غیر ضروری افزائش کو کم کر دیتا ہے۔

گوٹرنر (Goitre)

گوٹرنر بھی ایک مرض ہے۔

یہ تھائی رائیڈ گلیٹنڈ میں سو جن کی کیفیت کا نام ہے۔ یہ عام طور پر تھائی روکس کی مقدار یا اس کی پیداوار پر اثر انداز نہیں ہوتا لیکن اس کے سبب ہائپر تھائیرائیڈزم کی خرابی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ خرابی بھی نرسیوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی نئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

اس کی سب سے بڑی وجہ غذا میں آیوڈین کی کمی ہوتی ہے۔ آیوڈین کے حصول کا بڑا ذریعہ سمندری غذا میں ہے جیسے مچھلیاں وغیرہ اور کھانے میں وہ نمک ضرور استعمال کرنا چاہیے جس میں آیوڈین شامل ہو۔

علامات

گردن کے اگلے حصے پر سو جن۔

لڑکپن میں ہائپر تھائیرائیڈزم کی علامات زیادہ عام ہیں۔

کیا کرنا چاہیے...؟

بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ گوٹرنر کی

تھائی رائیڈ گلیٹنڈ

خلیوں کو تباہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے چھید گیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور خون میں تھائی روکس کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔

علامات

بچے بے چین اور ضدی ہو جائے، اسے سنبھالنا دشوار ہو، پسینے سے بھیگا رہے، اس کی جلد چمکتی ہوئی دکھائی دے، اس کے دل کی دھڑکن اچانک تیز ہونے لگے اور بھوک بڑھ جائے، لیکن کھاتے رہنے کے باوجود اس کے وزن میں کوئی اضافہ نہ ہو۔

عام طور پر بچے کے مزاج پر چڑچڑاہٹ شامل ہو جائے اس کی آنکھیں باہر نکلتی ہوئی محسوس ہوں اور بہت تیزی سے اس کیفیت میں اضافہ ہو، وہ جب ہاتھ پھیلائے تو اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش بھی ہو۔

اسکول میں بچے کی کارکردگی خراب ہونے لگے کیونکہ ایسی حالت میں وہ تعظیم پر توجہ نہیں دے پاتا اور بے چین رہتا ہے۔

کیا کرنا چاہیے...؟

بچے کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ ہڈ ٹیسٹ کے ذریعے اس کے خون میں تھائی روکس کی مقدار کا تعین کیا جائے گا اگر یہ مقدار زیادہ ہے تو پھر بچے کو اپنی تھائی رائیڈ وائس دی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ خون میں موجود تھائی رائیڈ گلیٹنڈ کی غیر ضروری سرگرمیوں کو کنٹرول کر سکیں۔

یہ علاج اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک تھائی رائیڈ گلیٹنڈ مکمل طور پر نارمل حالت میں کام نہ کرنے لگیں اس علاج کی مدت دو سال تک بھی ہو سکتی ہے تقریباً ایک تھائی بچے اس علاج سے



نومونو دیکھ کر مریا کرتا ہے۔
بچے کی حرکات و سکنات میں بہت سستی ہو۔
باہر کو نکلی ہوئی زبان، سانس لینے اور دودھ
وغیرہ پینے میں دشواری۔
پیش کی تکلیف بعض اوقات ہر نیا بھی
ہو جاتا ہے۔

بچے کے سر کے بال پتلے خشک اور چمٹے
ہونے ہوں۔

بچے کو قبض کی شکایت بھی ہو جاتی ہے۔
پیدائش کے بعد بچے کو دو ہفتوں سے زائد
یہ قان کی شکایت رہے۔

بچے کی جسمانی نشوونما میں کمی محسوس ہو۔ خاص
طور پر اس کی انگلیں چھوٹی دکھائی دیتی ہوں۔

چونکہ اس مرض میں ہڈیاں ست رفتاری سے
بڑھتی ہیں بچے کا تالو غیر معمولی طور پر بڑا دکھائی دیتا
ہے۔ جو دوسرے بچوں میں نہیں ہوتا۔

کیا کرنا چاہیے۔؟

جیسے ہی بچے کو ہاپو تھیراپی رائیڈزم تشخیص ہو جاتا
ہے اس وقت ڈاکٹر کے مشورے سے اسے منہ کے
ذریعے تھائی روکسن دینا شروع کر دیا جاتا ہے۔

بچے کے دو ماہ کے ہوتے ہی مریا پلیمینٹ تھراپی
کا عمل شروع کیا جاتا ہے۔ یہ تاحیات جاری
رکھنا پڑتا ہے۔

علاج کے ابتدائی دنوں میں یہ ایک عام سہنت
ہے کہ بچے کا وزن کم ہونے لگے اور وہ بہت بے قرار
اور بے چین ہو۔

مناسب علاج کے بعد بچے سنبھل جاتے ہیں اور
ان کی ذہنی و جسمانی بڑھوتری ہونے لگتی ہے۔

دجوات کا تعین کر کے تھائی روکسن مری پلیمینٹ
تھراپی بھی تجویز کی جاسکتی ہے۔
عام طور پر لڑکیوں میں دوران بلوغت ہونے والا
گوٹز کا مرض بروقت مناسب علاج سے ختم
ہو جاتا ہے۔

(بانیپو تھائی رائیڈزم) تھائی رائیڈ

غذود کے افعال

میں کمی نوعیت

یہ مرض تھائی رائیڈ گلیٹنڈز کی ست یا کم
کارکردگی کی نشان دہی کرتا ہے۔

تھائی رائیڈ گلیٹنڈز سے خارج ہونے والا ہارمون
تھیم کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے بہت
ضروری ہے۔

اس کی پیدائش بچے میں رحم مادر ہی میں ہونے
لگتی ہے اور ساری زندگی اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔
بچے کی زندگی کے ابتدائی دو سالوں میں ذہنی نشوونما
کے لیے تھائی روکسن کا کردار بہت اہم ہے۔

وہ بچے جو ناقص تھائی رائیڈ گلیٹنڈز سے پیدا
ہوتے ہیں ان میں ابتدائی چند ہفتے یا ماہ میں یہ خرابی
دور بھی ہو جاتی ہے اور وہ نارمل انداز سے دوسرے
بچوں کی طرح تھائی روکسن پیدا کرنے لگتے ہیں۔

آپ کی توجہ کے لیے علامات
نومونو میں بعض اوقات اس کی علامات ظاہر
نہیں ہوتیں۔

اس کی علامتوں میں سے عام طور پر خشک اور
خشک جلد ہے۔ خاص طور پر چہرے، ہاتھوں اور
پیروں کی۔

تیز اور غیر معمولی رونے کی آواز کیونکہ عموماً



وہ تمام بچے جو اس مرض میں مبتلا ہیں ان کے لیے ریڈوز پیپ اپ بہت ضروری ہے۔

نیسٹ

بچے میں اس مرض کا سراغ لگانے یا تصدیق کرنے کے لیے ان کی پیدائش کے چھ دنوں بعد ہی اس کا خون نیسٹ کیا جاتا ہے۔ جس میں باپو تھوئیہ انیڈزم اور فیٹل کیٹونریا کی کیفیت کو جانچا جاتا ہے Phenyl ketonuria میں بچے میں ایک جسم خا مرنے کی ہی ہوتی ہے۔

پیپ

تبھی کبھی یہ مسئلہ بڑے بچوں کے ساتھ بھی ہو جاتا ہے۔

اس سے پہلے وہ بہت ذہین ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی ذہانت کو ان کے اسکول میں مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہو، لیکن جیسے ہی انہیں یہ مرض ہوتا ہے اور تھائی روکسن علاج شروع ہوتا ہے ابتدا میں ان کی ارتکازی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔

وزن میں بھی کمی ہونے لگتی ہے مگر پھر کچھ عرصے میں بچے کی نشوونما بہتر ہونے لگتی ہے اور وہ اپنے ارد گرد کے حالات میں بھی دلچسپی لینے لگتا ہے۔

ارب تہی تاہر..... جسے بیوی روزانہ دس پاؤنڈ جیب خرچ دیتی ہے

بیوی ہو تو ایسی....!

یہ صلیب کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہونے والے اسٹیٹ سمٹھ ارب تہی ہونے کے باوجود اپنے روزمرہ اخراجات



کے لیے اپنی بیوی کی شفقت کے منتظر رہتے ہیں کیونکہ وہ انہیں باقاعدگی سے جیب خرچ دیتی ہیں اور اسے ذمہ داری کے ساتھ ستمناں کرنے کی ہدایت بھی کرتی ہیں۔ باہن سالہ اسٹھ بچپن میں اپنے والد سے ساتھ بلسٹن ریسٹ میں ایک چھوٹا سا اسٹال لگایا کرتے تھے لیکن جب اٹھارہ سال کی عمر میں انہوں نے اپنے والد سے قرض لے کر کاروبار کا

آغاز کیا تو محض ایک ماہی میں وہ ارب تہی بن گئے۔ جب انہوں نے اپنی پہلی بچی کو روزانہ نوٹی پاؤنڈ میں فروغ کی تو اس میں سے نصف رقم اپنے والدین کو دے دی جبکہ باقی نصف وہ یہ داری میں استعمال کر دی۔ اسی دن اہلیہ ان کی فضلہ خرچت سے تنگ تھیں اور انہیں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے پاس پتھ بھی نہیں رکھ سکتے بلکہ وہ خود انہیں روزانہ استعمال کے لیے اخراجات دیں گی۔ اب انہیں روزانہ دس پاؤنڈ دینے پڑتے ہیں اور ان کی بیوی کا وہ چھوٹا چھوٹا جو تو جس پاؤنڈ میں جاتا ہے۔ وہ اس رقم کو انتہائی احتیاط کے ساتھ استعمال کرتے ہیں کیونکہ اسے اپنے لئے جیب خرچ سے چھوڑنے پر انہیں تیمم کی ناراضی کے طرہ و مزید رقم کے لیے سب توڑا لٹھی رہی ہے۔

روزانہ پانچ



جین ہون کی دریافت کے بعد
پلاسٹک کی اشیاء بنانے کا آغاز
1930ء میں ہوا۔ پلاسٹک سے بننے
والی سب سے پہلی چیز "ٹوٹھ برش"
ہے۔ اسے لوگوں نے نجوش اپنی
زندگی کا حصہ بنالیا۔ پھر پلاسٹک کی
اشیاء بننے کا نہ رکنے والا سلسلہ



آسان ہے اور پلاسٹک کی بنی اشیاء سالوں تک چلتی ہیں
کیونکہ کالج کی طرح گر کر ٹوٹنے کا احتمال نہیں ہوتا۔
اب تو ہر پروڈکٹ چاہے وہ کمریک، لوشن، شیمپو، پمے بھی ہو
پلاسٹک کی بوتلوں میں ملتا ہے۔ روز خریدتی جانے والی
اشیاء کی اکثر گنتی کی جائے تو حیران رہ جائیں کہ روزانہ کے
مساب سے ذمیروں پلاسٹک کی اشیاء ہمارے گھروں میں
لائی جاتی ہیں۔ بہت سے گھرانوں میں کولڈ ڈرنک سرو
کرنے کے بعد پلاسٹک ان بنی بوتلوں کو دھو کر پانی پینے
کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بہت سے نوٹ پلاسٹک
کے ڈبوں میں دالیں، مساب رکھتے ہیں۔

شروع ہو گیا۔ اس سے قبل برتنوں سے لے کر آٹھان
استور کرنے کے مرتبان، کسٹینز، اسٹیل یا پتھر کے
ہوتے تھے اب یہ حال ہے کہ پانی کی بوتلوں سے لے
کر مرتبان، برتن، بچوں کے تھلوں، پلاسٹک کے
پلاسٹک کے قیسے زندگی کا لازمی حصہ بن
چکے ہیں۔ دیکھا جائے تو اس لحاظ سے
بہتر ہیں کہ یہ وزن نہیں رکھتے، جگہ بچھیرتے ہیں۔ ایسے
مانت ڈبوں میں کھانا رکھنے کے فیز کیا جاسکتا ہے۔ ان
برتنوں کو دھونا، صاف کرنا، قدرے

پلاسٹک سے ملنے والی سبوتاہیں اپنی
جگہ لیکن پلاسٹک کا استعمال انسانی و حیوانی
صحت کے لیے مضر بتایا جاتا ہے...؟
ماحول میں بڑھتی ہوئی آلودگی کا ایک سبب پلاسٹک اور
اس سے بنی اشیاء بھی ہیں۔ پلاسٹک کی بھی بہت قسمیں
ہیں۔ مینے بھر، کاراشن، ہویا، زمری، سبزی، ترکاری آتی

پلاسٹک کی اشیاء کا محفوظ استعمال

کی پلاسٹک بوتلوں کو دھو کر پانی کے لیے استعمال کرتے ہیں وہ ہرگز ایسا نہ کریں بلکہ پانی کے استعمال کے لیے اعلیٰ معیار پلاسٹک کی بوتلوں کا استعمال کریں تاکہ وہ مضر صحت نہ ہو۔

پلاسٹک کے تھیلوں اور اشیاء کو کھلی جگہوں، نالوں، دریاؤں، سمندر میں پھینکنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ پلاسٹک کی اشیاء حل پذیر نہیں ہوتیں اسی لیے اگر یہ دریاؤں اور سمندروں میں پھینکی جائیں تو آبی حیات کو ان کی وجہ سے خطرات لاحق ہو جاتے ہیں خاص کر مچھلیاں ان بوتلوں کے ڈھکن کو منہ میں لیتی ہیں اور پھنسا بیٹھتی ہیں جس سے ان کے مرنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ اشیاء حل پذیر نہ ہونے کے باعث ہر روز ہزاروں کی تعداد میں آبی اور انسانی حیات کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ بعض اوقات سمندر میں پھینکی جانے والی بوتلوں کے ڈھکن، مچھلیاں، کچھوے اپنے منہ میں ڈال کر پھنسا لیتے ہیں جو ہر لحاظ سے ان کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ بالکل اسی طرح گھروں میں استعمال ہونے والا ناقص معیار کا پلاسٹک اور اس سے بنی دیگر اشیاء اس قابل نہیں ہوتیں کہ انہیں سالوں استعمال کیا جاسکے۔ وہ پلاسٹک دیر تک کارآمد ثابت ہو سکتا ہے جو اعلیٰ معیار کا ہو۔

ناقص پلاسٹک سے بنے کھلونے بچوں کے لیے مضر صحت ہوتے ہیں بچے ان کھلونوں کو منہ میں لیتے ہیں چبانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

صحت کے ان اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے دنیا بھر میں پلاسٹک سے بننے والی اشیاء کا ایک مخصوص

کے دور میں سب پر دسترخوان تھیلیوں میں ہی لائی جاتی ہے اگر تھوڑی سی توجہ اور غور کیا جائے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ پلاسٹک سے بنی ان تھیلیوں کی کئی قسمیں ہیں بعض اوقات کچھ تھیلیوں میں سے ایسی ناگوار بدبو آ رہی ہوتی ہے جو دماغ میں سرایت کر جاتی ہے ایسی ناگوار بدبو تھیلے میں موجود کسی چیز کی وجہ سے نہیں بلکہ اس تھیلے سے آ رہی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تھیلا پلاسٹک Recycle کر کے بنایا گیا ہے اور اس عمل کے دوران جو پلاسٹک استعمال کیا گیا ہے وہ انتہائی ناقص معیار اور مضر صحت تھا اسی وجہ سے Recycle کے بعد جو چیز حتمی طور پر بن کر سامنے آتی ہے وہ ناگوار بدبو پیدا کرتی ہے۔ بات صرف تھیلیوں کی نہیں پلاسٹک سے بننے والی ہر شے میں یہ ناقص میٹریل استعمال کیا جاتا ہے خواہ وہ ڈبے ہوں، بائیاں، مرتبان یا پانی کی بوتلیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی لیے پلاسٹک سے بنی اشیاء خریدتے وقت سب سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیں کہ اس میں کسی بھی قسم کی بدبو تو نہیں آ رہی اور اگر آپ سودے کے تھیلے اور روزمرہ کی سبزیوں کی تھیلیوں کو ہی جانچے تو آپ کو واضح فرق محسوس ہو جائے گا۔ حالیات کی بہتری کے حوالے سے جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ سو فٹ ذر تک یا کھانے پینے کی دوسری اشیاء جو پلاسٹک کی بوتلوں یا جار میں پیک ہوں انہیں استعمال کرنے کے بعد فوراً پھینک دیں نہ کہ انہیں سو کر کسی اور مقصد کے لیے استعمال کریں کیونکہ پلاسٹک کی اشیاء کی عمیک حالت میں رہنے کی مدت نہ ہی ہوتی ہے جتنی اس میں موجود غذا، مشروب کی مینہ مدت ہوتی ہے اس لیے وہ لوگ جو کوئی ذر تک

دورانِ صحت

ندیوں، دریاؤں، تالابوں اور سمندروں میں پلاسٹک کی اشیاء پھینک کر ماحول کو آلودہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح اسپتالوں میں استعمال ہونے والے پلاسٹک کے انجکشن استعمال کے بعد ضائع نہ کرنے کی صورت میں دوبارہ پیک کر کے مارکیٹ میں فروخت کر دی جاتی ہیں جو سپائٹائٹس اور HIV اور دیگر امراض کا سبب بن رہے ہیں۔

ماحول کو آلودگی سے بچانے اور خود بھی صحت مند رہنے کے لیے ضروری ہے کہ پلاسٹک کی وہ اشیاء ہرگز استعمال نہ کی جائیں جو ناقص کوالٹی کی ہوں۔ زیادہ سے زیادہ کوشش کیجیے کہ کاغذ کے تھیلے یا پھر کپڑے کے تھیلے استعمال کریں۔ کھلی جگہوں پر پلاسٹک کی تھیلیاں پھینکنے سے گریز کریں کیونکہ یہ آپ کے ماحول اور آپ کی صحت دونوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔



اسٹینڈرڈ مقرر کیا گیا ہے اور اس اسٹینڈرڈ سے کم کی سطح پر بننے والی چیزوں پر پابندی اور بنانے والوں کے خلاف جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں کھانے پینے کی اشیاء ہوں یا مینے کا سودا پلاسٹک کے تھیلوں کے بچانے کاغذ کے تھیلوں میں ہی دیا جا رہا ہے تاکہ ماحول کی آلودگی سے ممکنہ حد تک بچایا جاسکے۔ کئی ممالک میں یہ تصور ہی نہیں کہ سوئٹ ڈرنک کی بوتلوں کو دوبارہ استعمال کیا جائے یا پیک چیزوں کے Jars دھو کر دوبارہ استعمال کے قابل بنا لیے جائیں۔ ان ممالک میں فوری طور پر چیز کا استعمال کرنے کے بعد اسے کوزے دان میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ وہ پلاسٹک Recycle ہو کر نئی اشیاء بنانے کے قابل ہو سکے۔

تیسری دنیا کے ممالک میں ماحول میں آلودگی کا سبب اکثر لوگ خود ہی بنے ہوئے ہیں جو کھلے نالوں،

ایسا شہر جہاں عمارتوں کے بیچوں بیچ تیل کے کنوئیں

امریکی شہر لاس اینجلس ہائی وڈ کے جوڑوں، سپر ماڈلز اور دنیا بھر سے آنے والے سیاحوں کے لیے شہرت رکھتا



ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی شہر کی چمکتی دکھتی زندگی کے درمیان تیل کے ہزاروں کنوئیں بھی موجود ہیں لیکن شہر کی سیر کرنے والوں کو یہ کبھی بھی نظر نہیں آتے کیونکہ انہیں حیرت انگیز مہارت کے ساتھ چھپایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق لاس اینجلس شہر کے نیچے تقریباً بیس ارب بیرل تیل کے ذخائر ہیں اور اسے شہر میں قائم ہزاروں کنوئوں سے دن

رات تیل نکالا جاتا ہے مگر کسی کو اس کی بھنک بھی نہیں پڑی۔ تیل کے یہ خفیہ کنوئیں ان عمارتوں میں چھپائے گئے ہیں جو بظاہر بڑے بڑے کارخانے اور دفاتر نظر آتے ہیں۔ یہ کنوئیں اسکونوں، شاپنگ سینٹروں اور تفریح گاہوں کے پردوں میں بھی چھپے ہوئے ہیں اور ان کی پوشیدہ حقیقت کو دنیا میں کبھی لوگ جانتے ہیں کیونکہ نہ یہ بظاہر دیکھنے سے نظر آتے ہیں اور نہ ہی کبھی میڈیا نے ان ہزاروں کنوئوں کی اندرونی تصاویر دیکھائی ہیں۔

عظیبی

کے اعتماد کے ساتھ

عظمیٰ لیبارٹریز کا

عرقِ گلاب



کراچی میں اپنے قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں

یا ہوم ڈیلیوری کے لیے رابطہ کریں:

021-36604127

روکمان

130

Scanned By Amir

کئی امراض کی وجہ ٹینشن

کوشش بھی کرنے لگتا ہے۔ ایسے لوگوں میں احساس تحفظ کی کمی اور توجہ کی طبع ہوتی ہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ احساس کمتری اور طبیعت کی حسرت اس مرض کا سبب بنتے ہیں۔ مذہبی جذبات و عقیم کھینچنے یا عزت نفس مجروح ہونے سے بھی ٹینشن پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں غربت اور بے روزگاری اس کے اہم ترین اسباب ہیں، ایک سروے کے مطابق ”مرد پانچ فیصد اس مرض میں مبتلا ہیں، ذہنی خواتین نو فیصد اس مرض میں مبتلا ہیں۔“

ٹینشن کی دیگر وجوہات میں خود کشی، دل دھڑکنے اور اپنے آپ کو ہراساں کرنا بھی شامل ہیں۔ بعض اوقات انسان کسی بھی حادثے یا واقعہ کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھتا ہے لگتا ہے جس کی بنا پر وہ ذہنی ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے۔

ذہنی صحت پر اثرات ذہنی دباؤ اور تنہا ہوجانے سے انسان مختلف چھوٹی

موجودہ دور میں ذہنی دباؤ اور ٹینشن میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے ایک حالیہ سروے کے مطابق ”دنیا کی آبادی کا تیس فیصد حصہ اس مرض میں مبتلا ہے۔“

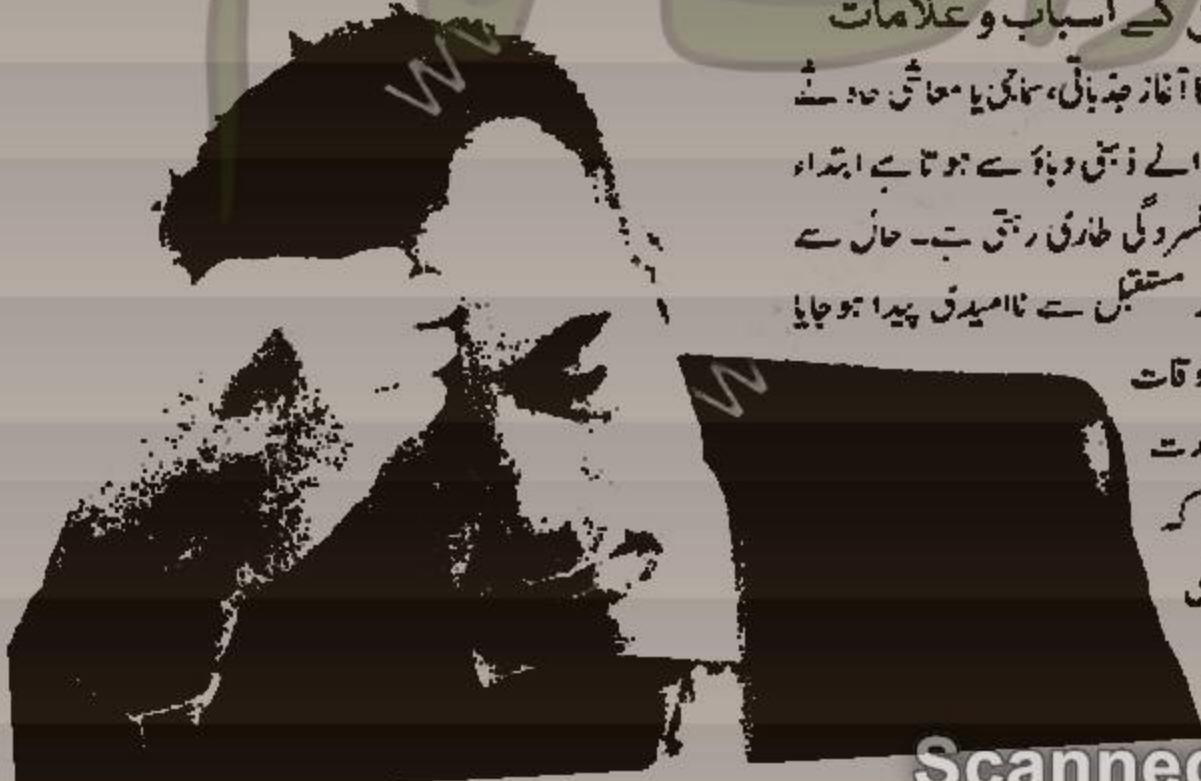
پاکستان میں چونکہ معاشرتی شکست و ریخت کا عمل تیز اور معاشی دباؤ زیادہ ہے اس لیے اندازہ ہے کہ یہاں یہ تناسب چالیس فیصد تک ہو گا۔

ٹینشن کیا ہے؟ ٹینشن سے مراد وہ حالت ہے جب کسی کو کسی مسئلے کا حل نہ مل رہا ہو۔ جس کے باعث دل دھڑکنے اور تامل اور ناامیدی کے اندازت پر وہاں تڑپنے لگتے ہیں اور نتیجتاً

چینٹے جھانسنے یا پھر چپ سا دھرا کر اپنے بیچنوں سے سب نینا ہو جاتے۔

ایک ایسی نفسیاتی بیماری ہے جس کا اثر بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ اسی لیے وہ اس کے مناسب علاج کی طرف توجہ نہیں دیتے پاتے۔

ٹینشن کے اسباب و علامات اس مرض کا آغاز جذباتی، سماجی یا معاشی حادثے سے پیدا ہونے والے ذہنی دباؤ سے ہوتا ہے ابتداء میں مریض پر افسردگی طاری رہتی ہے۔ حال سے عدم اطمینان اور مستقبل سے ناامیدی پیدا ہو جایا کرتی ہے بعض اوقات ذہنی دباؤ اتنی شدت اختیار کر لیتا ہے کہ مریض خود کشی کی



سب معدے یا آنتوں میں کسی قسم کا انفیکشن نہیں ہوتا بلکہ کوئی خفیہ چیز آہستہ آہستہ نظام انہضام پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہے اور وہ پر اسرار چیز "اعصابی تناؤ" یا "ٹینشن" ہوتی ہے جو کئی امراض کا سبب بنتی ہے۔

امراض قلب

ذہنی اور نفسیاتی دباؤ خون کی گردش اور بہاؤ میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔ غصے کی وجہ سے خون جمنے کا عمل واقع ہوتا ہے۔ تیز رفتار خون کا بہاؤ جیسے ہوئے خون کے ان لوٹھڑوں کو ایک جگہ سے ہٹا کر دوران خون میں آزاد چھوڑ دیتا ہے جو بعد میں خون کی نالیوں میں پھنس کر خون کی روایت کو روک دیتے ہیں اور یوں ششی ہمارٹ ایک کا حملہ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق غصے کے دوران یا بعد میں ہمارٹ ایک کا خطرہ دو گنا ہو جاتا ہے۔

بارمونز پوٹینشن کے اثرات

جدید میڈیکل سائنس کے انکشافات کے مطابق جسم کے اندر بہت سی غدودی رطوبتیں پیدا ہو کر خون میں شامل ہوتی ہیں یہ رطوبات جسم کی نشوونما کا پیچیدہ عمل بڑی باقاعدگی کے ساتھ جاری رکھتی ہیں۔ جسم کا ہر خلیہ کوئی نہ کوئی رقیق مادہ پاتا ہے۔ یہ مادے "بارمونز" اور "کولیونز" کہلاتے ہیں۔ صحت کی حالت میں ان کے درمیان عمدہ توازن رہتا ہے لیکن تشویش و اضطراب انہیں درہم برہم کر دیتا ہے۔ یہ عدم توازن لیسے پر اثر انداز ہو کر ڈیابیطس کا مرض پیدا کرتا ہے۔ کلچر کا مرض تھائی رائیڈ غدودوں کے زیادہ متحرک ہونے سے پیدا ہوتا ہے اس کی بڑی وجہ حد سے زیادہ پریشانی اور تشویش بھی ہے۔

بڑی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ان میں سے بعض بیماریاں نہایت خطرناک اور پیچیدہ شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

ماہرین اعصاب نے تحقیق کے بعد پتہ چلایا ہے کہ ذہنی دباؤ اور امراض میں گہرا تعلق ہے۔ فکر و پریشانی اور تناؤ کے حالات طویل عرصے تک برقرار رہنے سے جسم کا نظام مدافعت کمزور اور ناقص ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں جسم میں کئی کیمیائی تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں۔ ان سے ہارمونز متاثر ہوتے ہیں اور پورے جسم میں مضر کیمیائی رد عمل ہوتے ہیں جن سے توانائی میں کمی آتی ہے۔

ٹینشن کئی امراض کا سبب بنتا ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

آنتوں کے دسے کا سبب۔

امراض قلب۔

بارمونز پوٹینشن کے اثرات۔

تھکان کا فارمولا۔

آنتوں کے دسے کا سبب

ذہنی دباؤ، جذباتی بیجاںات، ٹینشن اور پریشانی جیسے عوامل آنتوں کی زود حسی کی کیفیت میں شدت پیدا کر دیتے ہیں۔

بد ہضمی، دست یا تھیش، قبض، متلی، پیٹ میں اٹنشن، ذہنی تناؤ اور دیگر کئی پریشان کن امراض کا سبب آنتوں کی زود حسی بھی ہو سکتی ہے۔ جسے طبی ماہرین "آنتوں کا دمہ" کہتے ہیں یہ خطرناک عارضہ آپ کو بغیر کسی انفیکشن کے محض ذہنی پریشانیوں سے بھی لاحق ہو سکتا ہے۔

دراصل مریض کے پیٹ کے امراض کا اصل

اندرونی اندر کڑھنے کے بجائے اسے باہر نکالنا ہی اس کا آسان اور بہتر حل ہے۔

ٹینشن کا تعلق حالات سے ہے۔ جب حالات قابو سے باہر ہو جائیں تو انسان کسی بھی وقت ذہنی دباؤ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں مبتلا ہو جانے کے بعد اگر فرد اپنے کردار، سوچ اور رویے کو حقیقی مثبت اور صحت مندانہ خطوط پر استوار کرے اور اپنی صحت کا خیال رکھے تو اس کے برے اثرات سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

صحت مند ذہن کے لیے صحت مندانہ روایات کو فروغ دینا چاہیے۔ بڑھتی ہوئی عمر کے بچوں کی غذا اور مناسب ورزشوں کا خاص خیال رکھیں۔ اپنی خوراک اور صحت کی دیکھ بھال عورت کے لیے زیادہ ضروری ہے کیونکہ گھر تو بہر حال عورت سے ہی چلتا ہے۔ ایک صحت مند اور پر عزم عورت ہی بہتر طریقے سے گھر چلا سکتی ہے۔ مرد ہوں یا خواتین دونوں کو ٹینشن سے بچنے یا ٹینشن کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہلکی پھلکی ورزش کی عادت اپنائی جائے جو آپ کو بہت سے تناؤ اور تفرات سے نجات دلا سکتی ہے۔ پیدل چلنا اور یوگا بہترین ورزش ہے۔ اس کے علاوہ پابندی سے نماز پڑھنے، تماوت کرنے، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے سے بھی روحانی و ذہنی سکون ملتا ہے۔ اس کے علاوہ درج ذیل تدابیر اختیار کر کے ذہنی تناؤ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

1۔ پوری اور پرسنون ٹینڈ (کم از کم آٹھ گھنٹے ضرور ٹینڈ لیں)۔

2۔ چہل قدمی اور پیدل چلنا۔

ٹینشن کی وجہ سے گردوں کے اوپر واقع غدود ایڈرینالین زیادہ مقدار میں پیدا کرتے ہیں جو بلڈ پریشر کی بیماری کا باعث بنتا ہے۔ دل تیزی سے دھڑکتا ہے خون کی نالیاں سکڑتی ہیں اور تمام اعضاء کی فطری کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔

تھکان کا فارمولا

ہر وقت پریشان رہنے سے انسان ٹھکتا ہے۔ پریشان رہنے سے انسانی جسم پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور جسمانی قوت کے ذخائر کم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے انسان تھکن، افسردگی اور مایوسی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وزن کم ہو جاتا ہے۔ نیند بخوبی نہیں آتی۔ سانس کی رفتار کم ہو جاتی ہے اور مزاج میں چڑچڑاہٹ پیدا ہوتا ہے۔ الغرض ٹینشن انسانی جسم اور صحت کا دشمن ہے اس لیے اس کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کریں اور نہ ہی اپنے اوپر طاری کرنا چاہیے۔ بلکہ اس کے سدباب کے لیے کوششیں کرنی چاہئیں۔

ٹینشن کا علاج اور

احتیاطی تدابیر

ٹینشن کسی جنون یا پاگل پن کا نام نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص ٹینشن میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں گھر والوں اور متعلقہ افراد کو چاہیے کہ مریض کے ساتھ محبت اور اپنائیت سے پیش آئیں۔ اس مرض کے ایک ماہر کا کہنا ہے کہ ٹینشن کا ابتدائی اور موثر ترین علاج اچھی گفتگو ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس جو افراد علاج کے لیے آتے ہیں وہ ان سے کہتے ہیں کہ آپ بولیں، باتیں کریں، اپنے احساسات اور جذبات کو لفظوں میں ڈھالیں، خاموش رہنے یا

شدید قسم کے دباؤ میں مبتلا ہیں یا آپ کو تھکن، ناقابل برداشت محسوس ہو تو تھوڑی سی دیر کے لیے اپنی مصروفیات روک دیں۔ اس بات کی زیادہ گہر نہ کریں کہ یہ کام ارجنٹ یا فوری نوعیت کا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے پرسکون ہونے کی کوشش کریں۔ بچنے معمولات میں تبدیلی لائیں تو اور بہتر ہے۔ کسی تفریحی مقام پر کچھ وقت گزاریں۔ کوئی ایسا کام کریں (مثلاً مطالعہ، باغبانی وغیرہ) جس میں آپ فرحت محسوس کریں۔ کوئی دلچسپ مشغلہ اختیار کیجیے۔ مراقبہ بھی نیشن سے نجات کا ایک بہت موثر ذریعہ ہے۔ مراقبہ بھی نیشن سے نجات کا ایک بہت موثر ذریعہ ہے۔ کسی پرانے دوست سے ٹیپ شیپ کا اہتمام کیجیے۔

3۔ متوازن غذا (مرغن اور بازار کی اشیاء سے پرہیز کریں)۔
4۔ اچھے افراد سے تعلقات۔

5۔ خوشنوار موزہ غیر ضروری کاموں اور سوچوں میں وقت صرف کرنے کے بجائے ایسے عملی نوعیت کے کام انجام دیں جو با مقصد ہوں۔ اس طرح نہ تو وقت کا نقصان ہو گا اور نہ ہی ذہن پر آئندہ خیالات کی آہ جگاہ بنا رہے گا اور آپ کا موزہ بھی خوشنوار رہے گا۔

1) - اَلَا يَذُنُّ لَكَ اللهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ
بتمام اور مسوائی کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے سے روحانی اور ذہنی سکون ملتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ اور کامل نیشن سے محفوظ رہتا ہے۔
2) - صحت مند زندگی گزاریں۔
3) - جب بھی آپ محسوس کریں کہ آپ

کینسر اور بیڈروم کی لائٹ میں گہرا تعلق سائنسدان

سائنس دانوں کی تحقیق سے یہ تشویشناک انکشاف ہوا ہے کہ بیڈروم میں موجود روشنیوں یا نیشن، ڈپریشن اور ان کے دیگر جسمی بیماریوں کا سبب بن سکتی ہیں۔



انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف بیڈروم کے عالمی شہرت یافتہ محقق ہیں۔ ان کی حالیہ تحقیق میں انکشاف ہوا ہے کہ رات کے وقت بیڈروم میں روشنی کی موجودگی اور اس کے ذریعے سے خارج ہونے والی روشنیوں کا سبب متعدد بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔

یونیورسٹی آف نیو یارک سے تعلق رکھنے والے محقق کا کہنا ہے کہ قدرتی دن جتنے کے لیے اور رات سونے کے لیے بتانی ہے۔ رات کے وقت بیڈروم میں روشنی کی موجودگی یا کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، موبائل کمپیوٹر یا موبائل فون جیسے آلات سے برآمد ہونے والی روشنی ہمارے جسم کی قدرتی حیاتیاتی کلاک میں گڑبڑ کر دیتی ہے جس کی وجہ سے جسمانی پارہہ اور بیماریوں میں بھی تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ ان تبدیلیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم میں ضروری چیزوں کی پیداوار بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس حقیقت کا ادراک نہیں ہے۔

بلوغت کا نازکی اور حساس دور

اس تبدیلی کا فہم رکھتے ہیں وہ حالات سے بخوبی نمٹ سکتے ہیں۔ بچوں کی نفسیات پر تحقیق کرنے والے مصنف اور پروفیسر ارنسٹ

مہر کی دوسری پہائی میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے بچوں کا رویہ اچانک ہی بدل گیا ہے۔ رویے میں تبدیلی کا یہ عمل عموماً پندرہ برس کی عمر میں ہوتا



ہے۔ بچے والدین سے دور دور رہنے لگتے ہیں۔ دوستوں کے حلقے میں ان کا دل زیادہ لگتا ہے۔ وہ جب بھی اپنے ساتھیوں کے درمیان ہوتے ہیں تو بلا تکان گفتگو کرتے ہیں۔ بال یا باپ کے سامنے آ کر

نہیں بولناں بھول جاتے ہیں۔

اسلئے کہ اسے جس بڑا سے زائد فوجیوں کو اپنی تحقیق میں شامل کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جو بچے اور بلوغت میں اپنے والدین سے رابطہ میں رہتے ہیں اور انہیں اپنی روزمرہ مصروفیات سے آگاہ رکھتے ہیں وہ تعلیمی ناکام سے بہتر ہوتے ہیں نیز نشہ اور منفی رجحانات سے دور رہتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ یہ تبدیلی دور بلوغت کے آغاز کی ایک علامت ہے۔ بچوں میں تبدیلی کا یہ عمل ہمیشہ سے ہوتا ہے تاہم ترقی یافتہ ممالک میں اس پر توجہ زیادہ دینی جاتی ہے جبکہ ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں زیادہ تر توجہ محسوس ہی نہیں کیا جاتا ہے۔

دور بلوغت میں داخل ہونے والے بچوں میں خوش سوار تعلقات قائم رکھنا نسبتاً مشکل ہے۔ سمجھ اور والدین بھی اس میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ تاہم ان چند رہنما باتوں کو اپنا کر بچوں کو خود سے دور ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔ ہر عمر کے بچے اپنی باتیں سنانا چاہتے ہیں۔ نوبت بچے کو بھی اسی عمر کے میں شامل ہیں چھوٹے بچوں کو پھر بھی گھر کے بڑے توجہ دیتے ہیں لیکن وہ جوں جوں بڑے ہوتے ہیں گھر کے

ماہرین کا کہنا ہے کہ تیرہ برس کی عمر سے پہلے کے بچے اپنی برہت والدین سے کہنا چاہتے ہیں۔ اس وقت والدین ہی ان کی پہلی ترجیح ہوتے ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے ان کی ترجیحات ٹکسری بدل جاتی ہیں۔ ان کی پہلی ترجیح وہ بنتے ہیں ان کے بعد ممکنہ طور پر استاد اور سب سے آخر میں والدین ہوتے ہیں۔ ایسا ہونا غیر معمولی بات نہیں تاہم جو والدین

کھانے پر) آپ کے لیے اہمیت نہ رکھتا ہو لیکن یہ بچوں کے لیے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اس دوران بچوں کی باتوں میں والدین کی دلچسپی، ان میں اپنی اہمیت کا احساس پروان چڑھاتی ہے۔ ضروری ہے کہ آپ روزانہ کم از کم رات کا کھانا بچوں کے ساتھ کھائیں ان کی باتیں سنیں اور اس دوران خوش گوار ماحول رکھیں۔

بچوں سے رابطہ مضبوط بنانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسے مواقع پیدا کریں جب آپ کسی اور مصروفیت کے ساتھ غیر راست طور پر گفتگو کر سکیں۔ اس میں گفتگو سے زیادہ زور اس سرگرمی پر ہوتا ہے جو اپنائی جاتی ہے۔ ماہر نفسیات اور مصنف فلپ اوسپورٹی نے کہا ہے۔ ”یہ باپ کے لیے زیادہ اہم ہے کہ وہ بچے کے ہمراہ کسی مصروفیت میں وقت گزارے۔ ٹی وی دیکھنا، بازار تک سفر، باغبانی یا کوئی کھیل اسے اس بات کے مواقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ بچوں سے ٹپ شپ کر سکے۔ یہ ٹپ شپ سرسری انداز سے ہوتی ہے اس میں بچے کے استاد، دوستوں وغیرہ کے متعلق اظہار خیال ہو سکتا ہے۔ اس کا مقصد سنجیدہ نوعیت کا تبادلہ خیال نہیں ہے۔ یہ صرف خیالات جاننے کا ایک ذریعہ ہے۔

دور بلوغت میں بچے والدین سے اس وقت دور بھاگتے ہیں جب وہ نصیحت پر اتر آئیں۔ عمر کے اس حصے میں بچے روک ٹوک یا کسی بھی ذہب کی نصیحت پسند نہیں کرتے ہیں۔ انہیں اس عمر میں نامح یا محتسب کے بجائے مشیر اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے والدین کا کردار ایک مشیر (کنسنٹنٹ) کی طرح ہونا چاہیے۔ ایک کاروباری مشیر معاملات کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا ہے نہ ہی وہ

ماحول، والدین کے رویے، روک ٹوک اور تنقیدی انداز کے باعث اپنے خول میں سمٹنے لگتے ہیں۔

کولمبیا میڈیکل سینٹر (نیویارک) سے وابستہ ڈاکٹر سٹیڈ اس ارکسن کہتی ہیں۔ ”دور بلوغت میں بچہ اپنا اظہار چاہتا ہے۔ اگر گھر کا ماحول ”کہنے“ کے لیے سازگار ہو۔ اسے کسی خوف کے بغیر اپنی باتیں کہنے کی فضا میسر ہو تو وہ گھریا والدین سے دور نہیں ہوگا۔ عمر کے اس حصے میں نت نئی تبدیلیوں سے دوچار ہونے والے لڑکے اور لڑکیاں اپنے مسائل کے حل کے لیے رہنمائی چاہتے ہیں۔ وہ اپنے مسائل پر تیارہ خیال کے طلب گار ہوتے ہیں اگر انہیں والدین کا مثبت رویے ملے تو وہ انہی کو دوست بنا لیں گے۔ اپنی عمر اور اپنے جیسے مسائل اور سوچ رکھنے والے دوستوں سے رجوع نہیں کریں گے۔ خوش گوار ماحول میں تبادلہ خیال کے مواقع اس کا بہترین حل ہیں۔ گھر میں آید ساتھ رات کا کھانا ایسا ہی ایک موقع بن سکتا ہے۔ والدین چاہے کتنے ہی مصروف ہوں انہیں رات کے کھانے کے لیے آید ساتھ ہونا چاہیے لیکن پوری دنیا میں بمشکل تمام بیس فیصد بچوں کو اپنے والدین کے ساتھ مل بیٹھنے کا یہ موقع مل پاتا ہے۔ بچوں کو والدین کی بھرپور اور مثبت توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نامساعد حالات میں بھی والدین کی توجہ بچوں کا حوصلہ بڑھاتی ہے۔ انہیں آئندہ کامیابیوں کے لیے تیار کرتی ہے۔

تیس برس کے دوران ہزاروں بچوں سے رابطہ کے بعد ایک کتاب کی صورت اپنے مشاہدات کا انچوڑ پیش کرنے والی استانی منسنی روبین کا کہنا ہے۔ ”ممکن ہے بچوں کے ساتھ وقت گزارنا (خواہ رات کے

یہ جملہ گھرانوں کے لیے تلافی نہیں۔ ”مگر ڈیڑی تو مع نہیں کر رہے ہیں۔“ والدین کو ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرنا ان گھرانوں میں بہت آسان ہے جہاں والدین کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہوں۔ بچے اس اختلاف کو بڑی ”ہوشیاری“ سے اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے ضروری ہے کہ والدین ان کے سامنے ٹکراؤ نہ کریں یقیناً اس پر عمل مشکل ہے لیکن ایسا کیا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے کئی صورتوں میں والدین بچوں کے سامنے جھگڑا نہیں لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ ”جھگڑے“ کو مناسب انداز سے بچوں کے ”علم“ میں لاتے ہوئے نمٹا لیا جائے۔ یہ اس بات کی علامت ہو گا کہ اب ماں باپ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں وہ ایک ہیں۔ میاں اور بیوی کے مابین اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن انہیں دور بھی کیا جاسکتا ہے۔ زندگی گزارنے کے لیے سمجھوتے کیے جاتے ہیں۔ بالآخر اگر ایسا نہ بھی ہو تو اختلافات کا بچوں کے سامنے اظہار تباہ کن ہو سکتا ہے۔ والدین کے اختیارات مساوی ہونا چاہئیں۔ بچے کی تربیت میں والدین کو ہم آہنگ اور متفق ہونا چاہیے۔

بچوں کی نگرانی بے حد ضروری ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ انہیں اس نگرانی کا احساس نہ ہو۔ باہرین کے نزدیک گھر کا ماحول اس انداز سے ہو کہ بچوں کو ”پرائیویسی“ حاصل ہونے کا احساس رہے۔ گھر کا کوئی گوشہ ایسا ضرور ہونا چاہیے جو انہیں اپنی ملکیت محسوس ہو۔ وہ اس جگہ رہنا پسند کریں۔ یہ گوشہ گھر سے منسلک مگر نسبتاً الگ تھلک ہو جہاں وہ رہ سکیں، کھیل

حتی فیصلے سنا رہا ہے۔ وہ پوری توجہ سے سنتا ہے اور مسائل کے حل کے لیے امکانات کے انتخابات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

جب بچہ کوئی ”حماقت“ کر بیٹھے تو اس پر نصیحتوں کی بوجھار مناسب نہیں۔ غلطی کرنے والے بچے کو اپنی حماقت کا اندازہ لگانے کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ خود ہی کسی نتیجے پر پہنچے۔ ماہر نفسیات ایلزبتھ ایلس نے اپنی کتاب میں ایک ایسی ہیجی کا ذکر کیا ہے جو چودہ برس کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ ایک چھوٹے سے قصبے سے ایک بڑے شہر میں منتقل ہوئی تو اس کا واسطہ ایسے دوستوں سے پڑ گیا جو نشہ بھی کرتے تھے۔ ایلزبتھ نے اس کے والدین سے کہا کہ وہ ہیجی کو اس صورت حال کا تجربہ کرنے پر آمادہ کریں ہیجی نے بتایا کہ جب وہ نئے اسکول میں داخل ہوئی تو وہ اپنے نئے دوستوں کے رویے سے متاثر ہوئی جو اس پر مہربان تھے۔ وہ بھی اس گروپ کا حصہ بن گئی اور انہی جیسے مشاغل اپنانے لگی۔ جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ یہ دوستی اس کے لیے مناسب نہیں اور وہ اپنے ان دوستوں سے بچھا چھڑانا چاہتی ہے۔ یہ نتیجہ اس نے خود ہی اخذ کیا لہذا اس کی آمادگی نے صورت حال کو خراب ہونے سے بچا لیا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ والدین اپنے طور پر سختی کرتے اور اسے خراب دوستوں سے دور رہنے کا پابند بناتے۔ یہ صورت اس میں بغاوت ابھارتی، ایک اہم موقع پر والدین کی مدد رومی اور تعاون نے اسے غلط راہ پر چلنے سے بچا لیا۔

نو بالغ بچوں کی تربیت میں والدین کا رویہ بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچے اکثر اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے باپ یا ماں میں سے کسی کو استعمال کرتے ہیں۔

آنے وان بنگامہ نیز تبدیلیاں بچوں کو بھٹکا سکتی ہیں۔
انہیں بھٹکنے سے بچانے کے لیے تحریر (یا اس کے والے
سے کسی مضمون، کتاب) کی مدد لی جاسکتی ہے۔

بہت سی صورتوں میں بچوں کو صرف اور صرف
ہم روزانہ رویے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی اداسی یا
دکھ کا ازالہ پوچھ پچھا یا جرح سے نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ
فیصلہ کرنا آسان نہیں کہ کب ایسا کیا جائے تاہم جب
بچے کندھے پر سر رکھ کر رونے میں سکون محسوس
کرتے تو اسے رونے دیں۔ اس سے پتہ مت
پوچھیں۔ اس کے دل کا غبار چھٹ جائے دیں۔

دور بلوغت سے گزرنے والوں کے لیے اس دور
کی باتیں بھون بھری یادیں بن جاتی ہیں۔ اس اعتبار
سے ماہرین ”بڑوں“ کے لیے بھی رہنمائی نہ دینی
خیال کرتے ہیں۔ ہرین کا کہنا ہے کہ دور بلوغت سے
گزرنے والے بچوں کی تربیت اور پرورش مخصوص
اہمیت رکھتی ہے۔ اس عمر کے جسمے میں بچے کو صرف
اور صرف ایک سمجھدار اور ذہین فرد کی رہنمائی درکار
ہوتی ہے۔ ان کے قریب ایسا فرد ضرور ہی ہے جو
وقت پڑنے پر ان کی مدد کر سکے۔

بکثیت ماں یا باپ آپ یہ کردار ادا کر سکتے ہیں۔
دور بلوغت بچے کی آئندہ زندگی پر دور رس اثرات
مرتب کرتا ہے۔ وہ بہت سی تبدیلیوں سے گزر کر
بہت چھو سیکھ کر ایک نئی شخصیت میں ڈھلتے ہیں، اس
دور اپنے میں ان کی حفاظت اور رہنمائی نسبتاً مشکل
کام ہے لیکن سمجھدار والدین اپنے ”حصوں“ پر
ساری زندگی کے لیے خوشی اور اطمینان کا سرمایہ
حاصل کر لیتے ہیں۔



سکیں، یا دوستوں کے ساتھ وقت گزار سکیں۔

یہ صورت حال اس اعتبار سے مفید ہے کہ اس
طرح بچے گھر میں رہتے ہیں، کسی اندیشے کے بغیر اپنی
محفل جماسکتے ہیں اور یہ کہ ان کی مصروفیات پر نگاہ
بھی رکھی جاسکتی ہے۔ عمر کے اس حصے میں بچے بہت
سی جذباتی اور دسمانی تبدیلیوں سے گزرتے ہیں لہذا
انہیں پہنانا، پیار کرنا اچھا نہیں آتا ہے۔ بیشتر والدین
بچے کے اس رویے پر پریشان ہو جاتے ہیں مگر یہ رویہ
دور بلوغت کا ایک حصہ ہے۔ بچے عمر کے اس حصے میں
والدین سے دور ضرور ہوتا ہے مگر والدین کو اس
سے دور نہیں ہونا چاہیے۔

بچے اور والدین کے درمیان رابطہ کے لیے
ضروری ہے کہ والدین وہ انداز اپنائیں جو بچوں کو ان
کی باتیں سننے پر آمادہ کرے اور وہ ان سے اپنی باتیں
کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کریں۔ بہت سی باتیں
تحریری صورت میں زیادہ موثر ثابت ہوتی ہیں۔
خصوصاً وہ باتیں جو والدین اپنے بچوں سے نہ بنا دشوار
کہتے ہیں۔ جب آپ کوئی بات کہتے ہیں تو اس کو موثر
بنانے کے لیے زیادہ سوچتے ہیں، نغمی بات زیادہ موثر
ہو سکتی ہے کہ اس میں موثر دانش دہی ہو سکتے ہیں۔

پھر آپ کو یہ فیصلہ کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے کہ
آپ واقعتاً کیا کہنا چاہتے ہیں تو یہ ہر بار پڑھی جاتی ہے۔
اس پر زیادہ بہتر انداز سے غور کیا جاتا ہے بہت سے
موضوعات پر بچوں کا محسوس ہونے یا ان کے حلقہ احباب
کی کئی نئی معلومات کا حاصل ہوتا ہے۔ بچوں کو یہ اعتبار
سے پر اعتماد اور مضبوط دماغی کے طالب کار والدین بھی
بچوں (خصوصاً لڑکیوں) کو منفی مضمون پر بنیادی اور
لازمی معلومات فراہم نہیں کرتے ہیں۔ دور بلوغت میں

ذائقہ بھی علاج بھی

دارچینی

برسات کے دوران اس پر مہمڈ نما انگلی کے برابر موٹی
شبتیاں آتی ہیں جنہیں کاٹ لیا جاتا ہے۔ پھر ان شبتیوں
سے چھال اتار کر اسے خمیر کیا جاتا ہے۔ یہ عمل چوبیس
گھنٹے میں پورا ہوتا ہے۔ اس کے بعد بیرونی تہ کو کھریج
کے اتار دیا جاتا ہے۔ اس کی اندرونی چھال کو دھوپ
میں خشک کیا جاتا ہے۔ خشک ہونے کی بعد یہ تقریباً
ایک انچ قطر تک خوبصورت پھیدال خلا کی صورت میں
ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح مصنوعی دارچینی کا درخت
بیمیا بھی سدا بہار رہتا ہے۔ یہ برما اور جنوبی چین میں
پھرت پائے جاتے ہیں، اس کی چھال
تہرے رنگ کی اور موٹی ہوتی ہے۔ اسے
بھی سورج کی روشنی میں خشک کیا جاتا
ہے۔ یہ اصلی دارچینی کے مقابلے میں لمبی اور موٹی ہوتی
ہے۔ یہ دیکھنے میں بھی اتنی خوبصورت نہیں ہوتی جتنی
اصلی دارچینی ہوتی ہے چونکہ یہ سستی ہوتی ہے اس لیے
بازار میں پامانی دستیاب ہوتی ہے۔ یہ ذائقہ میں تیز
ہوتی ہے اور اس کا پتہ جو تیز پتہ کہلاتا ہے مساز جات کا
ایک ذمہ دہ ہے۔

دارچینی ایک قدیم خوشبودار جڑی بوٹی ہے، جو
مسالے کے طور پر استعمال ہوتی ہے، پڑا اثر دماغی ہے۔
رہایا اسے ٹھنڈ، ٹلو اور نظام ہاضمہ کے مسائل کے حل
کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

صدیوں سے بطور خوشبو پن کے مقبول ترین
مسالے کے علاوہ دارچینی کی طویل تاریخ زخم مند
کرنے والی جڑی بوٹی کے طور پر بھی ہے۔ سن 2700
قبل مسیح سے بھی پہلے دارچینی قدیم طبی نسخے علاج میں
نات کی بند رکاوٹوں اور باقی بھاری سے
آرام حاصل کرنے کے لیے استعمال کی
جاتی تھی اس کے بہت سے روایتی

استعمالات کو اب جدید سائنس کی تائید بھی حاصل
ہوئی ہے۔ دارچینی کھجور کے درمیانی ملازوں کے
دشمنات سے آتی ہے۔ یہ مسالہ از خود بہ مختلف درختوں
سوسن و انیسون اور سوسن کیسیں درمیانی
خشک چھال ہے۔

ماہرین کے مطابق اصلی دارچینی کا درخت سوسن
ذائقہ میں تیز جو سوزی رنگ میں پایا جاتا ہے۔ سوسن
ذائقہ میں تیز سوزی، قس نرم کھتی

چھال اور پیچھے پھولوں کے
ساتھ سدا بہار رہتا ہے۔ ہر
دو برسے سال موسم

کچن میں اس کا استعمال

ایشیا، بحر کے کھانوں میں دارچینی بہت استعمال
کی جاتی ہے۔ یہ گرم مسالے کا اہم جز ہے اور پست
پٹے کھانوں کی اقسام میں اضافی اثرات
ہے۔ مشرق وسطیٰ



Scanned By Amir

بہت زیادہ ہے جن میں کسی بھی عضو میں حرکت پیدا کرنے کی خصوصیت پائی جاتی ہیں۔

حلق کے مسائل
کے لیے طاقتور دوا

روایتی چینی ڈاکٹر اور بھارتی طبیب صدیوں سے دار چینی کو اکثر اورک کے ساتھ ملا کر عمل تنفس کے مسائل خصوصاً کھانسی، حلق کی جھلی کی سو جن اور دمہ کے علاج کے لیے تجویز کرتے ہیں۔ یہ خوشبودار مسالہ جسمانی اور ذہنی تھکن، ڈپریشن، فلو اور مختلف وائرل انفیکشن سے نجات دلانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ یہ جسم کو ہلکا، پھلکا اور ذہن کو پرسکون کرتا ہے۔ اندرونی طور پر تحریک پیدا کرنے والی دار چینی جسم کو گرم رکھتی ہے۔ قوت حیات کو بڑھاتی ہے۔ دوران خون کو تیز کرتی ہے اور خون میں سے فاسد مادوں کو نکال کر اسے صاف کرتی ہے۔ کھانسی اور فلو کے اثرات نمایاں ہوتے ہی دار چینی کی چائے پیئیں یا گرم پانی میں دار چینی ڈال کر اس کا رس نکالیں پھر اس میں لیموں کا رس اور ایک چائے کا چمچ شہد ملا کر پیئیں۔ یہ ہر موسم میں ہونے والے فلو کے لیے بہترین ہے۔

دار چینی اور شہد مختلف
بیماریوں کے لیے شفاء

امریکی اور کینیڈین ماہرین کی تحقیقات کے مطابق شہد اور دار چینی مختلف بیماریوں کے لیے بہترین دوا ہیں۔ کچھ بیماریوں کے لیے انہیں کیسے استعمال کیا جائے...؟ درج ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

دل کے امراض

شہد اور دار چینی کا مکسچر بنائیں، اسے روٹی، ڈبل

میں عام طور پر گوشت کا دم پخت بناتے ہوئے اسے شامل کیا جاتا ہے۔ خصوصاً بھیڑ اور کمرے کے گوشت سے بنی ہوئی ڈشوں میں استعمال لازم ہے۔ جبکہ مغربی کھانوں میں یہ ایک اور دم پخت پھلوں میں ذائقہ پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ دار چینی ثابت اور پاؤڈر دونوں شکلوں میں کافی استعمال ہوتی ہے اس کا پاؤڈر دودھ، مشروبات، کسٹرڈ، کیک، بیسکری اور سیب کی پائی جیسے میٹھوں پر چھڑکا جاتا ہے۔ پاکستانی اور انڈین کھانے بھی اس کے بغیر نامکمل تصور کیے جاتے ہیں۔ مرغی کھانوں کو ذائقہ دار بنانے کے لیے دار چینی کا استعمال عام ہے اس کے علاوہ پھاؤ اور بریانی میں بھی اس کی شمولیت ضروری ہے۔ سنٹی کو ذائقہ دار بناتا ہے اور اس میں سے گوشت کی بو کو ختم کرتا ہے۔ یہ کھانے کو زود ہضم بھی بناتی ہے۔

معالجاتی اہمیت

اگرچہ دار چینی کو چکن کے بہترین خوشبودار مسالے کے طور پر جانا جاتا ہے لیکن اس میں صحت یاب کرنے کی امتز اور قابل ذکر خصوصیات موجود ہیں۔ یہ جریان خون، فلو، بخار، ریچ، مٹی اور خرابی معدہ کو ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ آنتوں میں سے گیس خدق کرنے میں مدد دیتی ہے۔

دار چینی کا بد ہضمی اور زخموں کو مندمل کرنے کا روایتی استعمال جدید سائنس سے بھی تائید پا چکا ہے۔ بہت سے دوسرے پکانے والے مسالہ جات کی طرح یہ بھی طاقتور جراثیم کش ہے۔ یہ مختلف اقسام کے بیکٹریا، فنگس اور وائرس کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ دار چینی کی معالجاتی اہمیت اس کے اندر پانے جانے والے دو خاص تیلوں ایوجینول اور سینمیلڈ ہڈی کی وجہ سے

متاثرہ حصے پر لگائیں۔ یہ جلد کے انفیکشن کے لیے مفید بتایا جاتا ہے۔

کینسر

آسٹریلیا اور جاپان میں ہونے والی ریسرچ کے نتائج کے مطابق معدہ اور ہڈیوں کے بڑھے ہوئے کینسر ختم کرنے میں دار چینی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کینسر کی ایڈوانس اسٹیج میں مبتلا مریضوں کو روزانہ ایک کھانے کا چمچ شہد اور ایک چائے کا چمچ دار چینی کا پاؤڈر دن میں تین مرتبہ استعمال کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

کیل مہاسے

تین کھانے کے چمچ شہد اور ایک چائے کا چمچ دار چینی کے پاؤڈر کا پیسٹ رات کو سونے سے پہلے لگائیں اور صبح نیم گرم پانی سے دھولیں۔ دو ہفتے تک روزانہ اس کا استعمال کیل مہاسوں کو ختم کرنے میں مفید ہے۔



روٹی یا پرائٹھے پر جام اور چٹلی کی جگہ لگا کر روزانہ کھائیں۔ یہ کولیسٹرول کو کم کرتا ہے اور ہارٹ ایٹک ہونے کے امکانات میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔ اس کا باقاعدہ استعمال دل کی دھڑکن کو مضبوط کرتا ہے۔

بال گرنا

بال گرنے کی صورت میں گرم زیتون کے تیل میں ایک کھانے کا چمچ شہد، ایک چائے کا چمچ دار چینی کا پاؤڈر ملا کر مرکب تیار کر لیں۔ اب نہانے سے چند روٹھ پہلے بالوں میں لگائیں اور پھر بال دھولیں۔ یہ بالوں کو گرنے سے روکنے میں مددگار ہے۔

کولیسٹرول

سونہ اونٹن چائے کے قبوہ میں دو کھانے کے چمچ شہد اور تین چائے کے چمچ دار چینی کا پاؤڈر ملا کر دن میں دو مرتبہ پینے سے ہر قسم کا کولیسٹرول کم ہوتا ہے۔

اسکن انفیکشن

دار چینی پاؤڈر اور شہد کی برابر مقدار ملا کر اسے

سب سے زیادہ پیسے کمانے والا استاد

ٹینٹک کے پروفیشن سے لوگ شاید لاکھوں نہیں کما سکتے لیکن جنوبی کوریا کا ایک استاد ایسا بھی ہے جس کی آمدنی



بڑے بڑے فلمی ستاروں سے زیادہ ہے اور جو ہر ماہ کروڑوں روپے کما تا ہے۔ نیم کی ہون نامی یہ استاد ہر سال چالیس لاکھ ڈالر سالانہ کما تا ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ کس طرح یہ پیسے کما تا ہے، تو اس کا طریقہ بہت آسان ہے۔ موصوف نے اپنے آن لائن ٹیکسٹ بک، نیپ، سی ڈیز ریکارڈ کروا کر رکھی ہوئی ہیں اور زیادہ تر بچوں سے ان کے ذریعے رابطے میں رہتے ہوئے انہیں تعلیم کے زیور سے بہرہ ور کرتا ہے۔ یہ ایک طریقہ تعلیم Hagwons ہے جس میں بچوں کو آن لائن تعلیم دی جاتی ہے۔ انٹرنیٹ کے تیزی سے فروغ کے بعد یہ طرز تعلیم جنوبی کوریا میں بہت تیزی سے مشہور ہوا ہے۔

اس میں انسانوں کے لئے شفا ہے

شہد کا باقاعدہ استعمال جسم میں بیماریوں کے

خلاف قوت مدافعت میں اضافہ کرتا ہے۔

شہد میں کئی امراض کے لئے شفا ہے۔

بیماری کے بعد ہونے والی کمزوری کو دور کرتا ہے۔

جلد کی حفاظت کرتا ہے۔

دماغ، اعصاب اور نظر کو تقویت دیتا ہے۔

قوت میں اضافہ کرتا ہے۔

AZEEMI'S

FLORA

HONEY

Packed By:

AZEEMI LABORATORIES

Ph:021-36604127

کراچی میں اپنے قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں

یا ہوم ڈیلیوری کے لئے ہمیں فون کیجئے۔

پاکستان کا سب سے

142

Scanned By Amir

دہلی

جبکہ خالص دودھ سے بنے
دہی میں معدنیات کی نسبت کم
ہوتی ہے۔ جیسے ایک کپ
خالص دودھ سے بنے دہی میں
پروٹین سات گرام اور کلسیم
272 ملی گرام ہوتا ہے۔

دہی میں وٹامنز بھی کافی
مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔
دہی کے ایک کپ میں وٹامن کے
170 انٹرنیشنل یونٹ ہوتے ہیں

اور وٹامن بی ون ایک ملی گرام۔
تھامین چو اریس ملی گرام، رینچو
فلاون ڈی بی گرام، تھامین دو بی گرام ہوتے ہیں۔ یہ
سب وٹامن بی ہیں ان کے ساتھ انسورلک ایسڈ وٹامن

بی سے بھی صرف دو ملی گرام ہوتے
ہیں۔

دہی وٹامن کرنے والوں سے لیے
مقرب اور اس سے یہ نفع ایک کپ کھانے کے دودھ
میں صرف 1.5
گرام (یلورینا)
ہوتے ہیں اور

غذائیت کے اعتبار سے دہی دودھ
کی طرح ہوتا ہے۔ اس میں نہ صرف
پروٹین بہت زیادہ ہوتی ہے بلکہ کلسیم، وٹامن
اے اور بی بھی کافی مقدار میں ہوتا
ہے۔ دوسرے کئی مینرلز اور
وٹامنز بھی تھوڑے تھوڑے
موجود ہوتے ہیں۔ کھانے کے
مقابلے میں بھینس کے دودھ کا
دہی زیادہ توانائی اور غذائیت رکھتا ہے۔

اس میں چکنائی، پروٹین اور
دوسرے غذائی اجزا نسبتاً زیادہ
ہوتے ہیں۔ دہی کے پانی میں بھی
مینرلز، معدنیات اور وٹامنز آچھی خاصی موجود ہوتی ہیں
یہ نرس یہ دودھ کافی پانی ہوتا ہے جو دودھ کے تھکے یا دہی
بننے کی وجہ سے اوپر آجاتا ہے۔

دہی کھانوں کو لذت دینے کا بہترین
بے شمار غذائیت کا ذریعہ ہے۔ دہی

باضمیم ہونے کے باعث کھانوں کو خوشم کرنے میں معاون
ہے۔ دہی آنتوں کے ٹھنڈے اور دست راستہ رکھتا ہے۔ دہی میں
پروٹین کی خاصی مقدار پائی جاتی ہے جو ہسانی خلیوں
اور پٹھوں کی نشوونما، خوں کے سرخ خلیوں کی تعمیر اور
قوت مدافعت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

کھانے والے ہونے دودھ سے برائے گئے، ایک
کپ دہی میں مذکورہ مقدار میں معدنیات پائی جاتی
ہے۔ (پروٹین آٹھ گرام، آئرن 0.1 ملی
گرام، کلسیم 294 ملی گرام، فاسفورس 270 ملی
گرام، پوٹاشیم پچاس ملی گرام،
سوزیم افسی ملی گرام)۔

ایک مکمل غذا



مئی 2015ء

Scanned By Amir

کردتی ہیں۔

دہی طوالت عمر و زندگی کے ساتھ ساتھ جسمانی توانائی بھی فراہم کرتا ہے۔ دہی کو وہ لوگ بھی ہضم کر لیتے ہیں جو دودھ ہضم نہیں کر پاتے یا جنہیں دودھ پینے سے گیس کی شکایت ہوتی ہے۔ دہی میں پایا جانے والا پروٹین آسانی سے ہضم ہو کر جزو بدن بن جاتا ہے کیونکہ دہی کے پروٹین میں دودھ سے دہی بننے کے عمل کے دوران فولک ایسڈ، وٹامنز اور بعض معدنیات کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

دہی تو عمر بچوں اور عمر رسیدہ افراد کے لیے بہترین غذا ہے کیونکہ دہی میں موجود پروٹین جلد ہضم ہو جاتے ہیں۔

چھانچہ کی بھی دہی جیسی ہی غذائی اہمیت ہے اور یہی حال لسی کا ہے۔ ایک حصہ پانی اور تین حصہ دہی سے بہترین لسی تیار ہوتی ہے لیکن دہی میں مزید کمی بھی کی جاسکتی ہے۔ چھانچہ دہی کی نسبت زیادہ ہاضم ہوتی ہے۔ اس میں چکنائی اور نمک دہی کم ہوتا ہے۔ اس لیے یہ ہلکی بھی ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اسے مصنوعی آب حیات بھی کہتے ہیں۔ جسم کے زہریلے اور فاسد مادے کو نکالنے میں اور جسم کی توانائی اور تازگی کی بحالی میں چھانچہ بہترین کام کرتا ہے۔ یہ آنتی ہوئی چیزوں کے بھاری اور بادی پن نیز مٹھائی وغیرہ کے ہاضمے کے لیے بھی لاجواب ہے۔

دہی سے چہرے اور جسم کی خوبصورتی کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ دہی میں موجود مفید بیکٹیریا جلد کو نرم اور چمکدار بناتے ہیں۔

۱۔ دہی میں لیسین یا اورنج جو سما کر اچھے قسم کا فیسکیز بنایا جاسکتا ہے۔ مقدار کا تعین اپنے چہرے کے

خالص دودھ کے دہی میں صرف 150 حرارے ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ چکنائی اور کاربوہائیڈریٹس کی مقدار بھی بہت معمولی ہے۔ ایک کپ دہی میں کاربوہائیڈریٹس صرف بارہ سے تیرہ گرام ہوتے ہیں اور چکنائی صرف چار سے آٹھ گرام۔ دہی میں سلینک ایسڈ یا لیکٹوز دوسری خمیر شدہ غذاؤں کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہوتا ہے جو توانائی فراہم کرنے کے علاوہ آنتوں کو صحت مند بناتا اور ہاضمہ درست کرتا ہے جبکہ وزن کم کرنے میں بے حد معاون اور فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ کم حراروں کی وجہ سے دہی ڈائٹنگ کرنے والوں اور موٹے افراد کے لیے بہترین غذا ہے۔

گزشتہ صدی کے ابتدا میں 1908ء کے نوٹس پر "ایریٹ" ایلی منگوفانے دہی کے طبی خواص پر تحقیق کی تو یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ بلغاریہ کے باشندوں کی طویل عمری کا سبب دہی کا بکثرت استعمال ہے۔ دہی اپنے اندر غذائی جزئیات کے ساتھ ساتھ متعدد امراض کے خلاف مدافعتی قوت اور اثرات رکھتا ہے۔ فرانس کے لوگ دہی کو "حیات چوڑاں" کا نام دیتے ہیں۔ امریکی دہی کو پانچ اہم معجزاتی غذاؤں میں شمار کرتے ہیں۔

خالص دودھ کے مقابلے میں دہی جلد ہضم ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ آنتوں میں "فلورا" نامی بیکٹیریا کی خاصی تعداد قائم رکھتا ہے جو نظام ہضم اور تیزابیت روکنے کے لیے ضروری ہیں۔ دہی پیٹ کے اندر مختلف بیکٹیریا کے انفیکشن کو روکتا بھی ہے اور غذا کو سزاوند سے بچاتا ہے اسی لیے اینٹی بائیوٹک ادویات استعمال کرانے والے اچھے ڈاکٹر مریض کو دہی کا استعمال کرواتے ہیں کیونکہ اینٹی بائیوٹک ادویات فلورا نامی بیکٹیریا کو ختم

تندرستی اور صحت

طرح ملا دیں۔ ساوی روٹی، چاول، بیسی روٹی یا پکوڑوں کے ساتھ کھائیں۔ اگر ایک کپ چاول پکا کر اس دہی میں ملا دیں تو ایک الگ ڈش تیار ہو جائے گی اسے بگھارے دہی والے چاول کہتے ہیں۔

دہی مسالہ

اشیاء: دہی ایک کپ، پانی ایک کپ، سرخ مرچ ایک چائے کا چمچ، دھنیا آدھا چائے کا چمچ، چنگ ایک چمچ، نمک حسب ذائقہ، تھی یا گندم کا آٹا ایک چائے کا چمچ، تیل دو کھانے کے چمچ، رائی آدھا چائے کا چمچ، ثابت زیرہ آدھا چائے کا چمچ، کڑی پتا آٹھ یا دس پتے، ہر ادھنیا کار نشنگ کے لیے۔

ترکیب: دہی کو اچھی طرح پھینٹیں۔ سرخ مرچ، دھنیا اور نمک کو تھوڑے سے پانی میں گھول لیں۔ تیل گرم کر کے رائی اور زیرے کو ساتھ کز کز لیں۔ پھر چنگ، کڑی پتا اور مرچ دھنیے کا مخلول ڈال کر چند منٹ پکائیں۔ مسالہ بھن جانے پر دہی بھی ملا دیں اور ابال آنے تک چلاتے رہیں پھر گھولا ہوا آٹا شامل کر دیں اور گاڑھا ہونے تک پکائیں۔ سرو کرتے وقت ہر ادھنیا شامل کر دیں۔ روٹی، پراٹھے، چاول یا پکوڑوں کے ساتھ کھائیں۔ اسی پکوان میں مزید اضافہ یا جدت کرنا چاہیں تو آٹے کے ساتھ ساتھ کوئی بھی پسندیدہ سبزی، آلو، مٹر یا بینز بھی شامل کر کے مزید ارسبزی تیار کی جاسکتی ہے۔

دہی کے مینہ پکوان

دہی مسز عفسر

اشیاء: دہی آدھا کلو، پتہ 125 گرام، کاجو 125 گرام، چینی (پسی ہوئی) 150 گرام، ہدام 125 گرام، الائچی پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، دودھ ایک

کھانے سے خواتین خود کر سکتی ہیں یا پھر ایک کپ دہی میں ایک کھانے کا چمچ اور نیچے جوس یا لیمن جوس (خالص عرق) اچھی طرح ملائیں اور چہرے نیز گردن اور ہاتھوں پر لگائیں۔ پندرہ منٹ بعد نرم کپڑے یا نشو و پیر سے صاف کر کے صاف پانی سے دھوئیں۔

2۔ کھپلا کے لیے دہی اور بیسن کا پیسٹ (چہرے کی کیفیت اور کھپلا کی تعداد کے لحاظ سے دہی و بیسن کا تناسب خود طے کریں) لگا کر دس سے پندرہ منٹ بعد دھو لیں۔
3۔ بالوں کی کنڈیشننگ کے لیے خالص دہی بالوں اور بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح چار سے پانچ منٹ تک ہفتے میں ایک مرتبہ ضرور مساج کرتیں پھر چند منٹ بعد دھو لیں۔ بالوں کو نرم، صحت مند اور مضبوط بناتا ہے۔
4۔ یرقان کے لیے دہی یا چھاپھ میں شہد ملا کر کھانے کے طور پر کھانا بے حد مفید ہے۔ چھاپھ اور دہی کا کھانا اور لگانا چنبل اور ایگزیمہ کے لیے بھی مفید ہے۔
دہی سے بہترین پکوان بھی تیار کیے جاتے ہیں۔ ہم آپ کے لیے یہاں دو حسین اور دو بیٹھے پکوان کی ترکیب پیش کر رہے ہیں۔

دہی کے نمکین پکوان

بگھاری دہی

اشیاء: دہی (پھینٹ لیں) دو کپ، خوردنی تیل ایک کھانے کا چمچ، رائی آدھا چائے کا چمچ، اور ک (کٹی ہوئی) ایک انچ کا ککڑا، بری مرچ (کٹی ہوئی) دو یا تین عدد، کڑی پتا چند پتے، نمک حسب ذائقہ۔
ترکیب: تیل گرم کر کے (کز کز کے) کڑی پتا، کڑی پتا یا رائی، اور ک، بری مرچ ڈال دیں، ہکا براؤن ہونے پر اتار کر نمک کے ساتھ دہی میں اچھی

مئی 2015ء

چوتھائی چائے کا چمچ، الاچی آدھا چائے کا چمچ،
زعفران ایک چوتھائی چائے کا چمچ، دودھ تھوڑا سا
زعفران گھولنے کے لیے۔

ترکیب: دہی کا پانی نٹھار لیں۔ اچھی طرح
پانی نٹھار لینے کے بعد دہی کو پھینٹ کر کریم
جیسا بنائیں۔

اسی کریم جیسے دہی میں چینی ملا دیں اور پھر
پھینٹ لیں تاکہ مزید نرم ہو جائے۔ پھر گھڑا ہوا
زعفران، بادام، جانگل پاؤڈر اور الاچی پاؤڈر اچھی
طرح ملا کر خوب گھنٹا کر لیں۔ مزیدار دہی کا
میٹھا تیار ہے۔

پختہ

کھانے کا چمچ، اخروٹ ایک کھانے کا چمچ۔

ترکیب: دہی اور چینی کو اچھی طرح ملانے
اور پھینٹنے کے بعد بار ایک ملل کے کپڑے پر رکھ کر
تھوڑا پانی نٹھار لیں۔ (نٹھارا ہوا پانی ضائع کرنے کے
بجائے پینا جا سکتا ہے، خوش ذائقہ ہو گا۔)

نٹھاری ہوئی دہی کسی شیشے یا پلاسٹک کے پیالے
میں ڈال کر پست، بادام، کاجو، اخروٹ اور دودھ میں
گھڑا زعفران ڈال کر دہی کے ساتھ اچھی طرح ملا
لیں۔ مزیدار میٹھا تیار ہے۔

دہی کا میٹھا

اشیاء: دہی، ذیڑھ، کلو، چینی تین چوتھائی
کپ، بادام کٹا ہوا ایک کھانے کا چمچ، جانگل ایک

آئن اسٹائن سے زیادہ ذہین لڑکا

یو آف سائنس۔ ام آئی ٹی کے ڈیپ وارنٹ
ہے۔ میں بتا رہا ہوں کہ انہیں تو دیکھیے۔

لڑکا ایک مشہور امریکی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ اس کا نام اسٹائن ہے۔ یہ آئن اسٹائن کا چھوٹا بھائی ہے۔



بچپن سے ہی اس کا ذہن بہت تیز رہا۔ اس کا تعلق آئن اسٹائن کے گھرانے سے ہے۔ اس کا تعلق آئن اسٹائن کے گھرانے سے ہے۔ اس کا تعلق آئن اسٹائن کے گھرانے سے ہے۔

اسٹائن نے اپنی زندگی میں بہت سے کام کیے ہیں۔ اس کا تعلق آئن اسٹائن کے گھرانے سے ہے۔ اس کا تعلق آئن اسٹائن کے گھرانے سے ہے۔ اس کا تعلق آئن اسٹائن کے گھرانے سے ہے۔

پاکستان

پریش کا مہو جانا، پیاس لگنا حتی کہ مرگی کے دورے
جسمی علامات بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ فاسفورس ہڈیوں کی
نشوونما کے لیے ضروری عنصر ہے۔ سلفر ہر
پورنو پوزیم کا ناگزیر جزو ہے۔ جو
دماغ، اعصاب اور خون سے
متعلق بیماریوں کو کنٹرول کرتی ہے۔
روزانہ ایک دو کھیرے کھانے سے
یہ خاص اجزاء آپ کو آسانی سے
میسر آسکتے ہیں۔

کھیرے کو سلاد اور
دوسری سبزیوں کے
ساتھ بھی استعمال کیا جاتا
ہے۔ سلاد کے لیے
چندر، مونی، ٹماٹر، کاجر،
بند گو بھی اور کھیرے کی

ایک پلیٹ وہ پھر کھانے کے ہمراہ اچھی طرح چبا کر
کھائیں، قبض کی شکایت نہیں رہے گی۔ جسم میں
چستی پیدا ہوگی اور طبیعت ہشاش بشاش
رہے گی۔

اس سبزی کو قدرت نے انسانوں
کے لیے ادویاتی اور دافع امراض خصوصیات کا
مرکب بنا دیا ہے۔ یہ خون کے لیے ضروری آٹھارا
پن کو خود کار

کھیر الہی سبزیوں میں سے ایک ہے جو ہمارے
مخف میں وسیع پیمانے پر کاشت کیا جاتا ہے۔ کھیرا
کھانے سے ٹھنڈک اور تازگی کا احساس ابھرتا ہے۔
موسم کی شدت کو کم کرنے کے لیے

کھیرے میں تقریباً تمام لوازمات موجود
ہیں۔ کھیرے
کی کئی اقسام
ہیں جو شکل،
جسامت اور رنگ
میں مختلف ہیں۔ ہلکے سبز
رنگ سے لے کر گہرے سبز رنگ میں یہ
سبزی مل جاتی ہے۔ کھیرے میں جسمانی
ضرورتوں کے لیے نہایت اہم معدنی اجزاء پوٹاشیم،
سولیم، میگنیشیم، منگنیک، نیکی
کون، کلورین اور فلورین پایا جاتا

ہے۔ ایک سو گرام کھیرے میں ان اجزاء کے علاوہ
تقریباً دس ملی گرام نیٹیم اور پچیس ملی گرام
فاسفورس ہوتی ہے۔ اس مقدار میں
96.3 فیصد پانی بھی ہوتا ہے۔ شدید
گرمی میں پینے زیادہ آنے کی وجہ سے

جسم میں اتنی ضروری نمک خارج ہو جاتے ہیں۔ اسی
طرح زیادہ مقدار میں اسہال یا قے آنے سے
بھی جسمانی نمکیات میں خطرناک حد تک کمی
آ جاتی ہے۔ اسے طبی اصطلاح میں ڈی
ہائیڈریشن کہتے ہیں۔ جسم میں ان نمکیات کے
عدم توازن سے پٹھوں کی کمزوری، رعشہ،
پڑمردگی، ذہنی افسردگی، اعصابی کھنچاؤ،
چڑچڑاپن، جلد میں خشکی، زبان کا خشک ہونا، بلڈ

کھیرا



ایک منفرد سبزی



مئی 2015ء

Scanned By Amir

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

چھیل کر اس کے قلعے بنا کر چہرے پر چھوڑ کر کے سے لگا دیے جاتے ہیں۔ کھیرے کے معدنی جزاہ پانی اور ٹھنڈک چہرے کی جلد میں جذب ہو کر جلد کی عمر میں اضافہ کرتے ہیں۔ چہرے کی جلد کے لیے کھیرے کے ماسک سے بہتر ٹائمڈ شاید دوسرا کوئی نہیں۔ اس ماسک کا باقاعدہ استعمال چہرے کی خشکی کو ختم کر دے گا۔ جلد پر سلوٹیس یا جھیریاں نمودار نہیں ہوں گی۔ کیل مہاسے اور جھانیاں غائب ہو جائیں گی۔

کھیرے میں سلفر اور سیلیکان کے اجزاء کی خاصی مقدار پائی جاتی ہے۔ یادر رکھیں یہ عناصر آپ کے باؤں کی نشوونما میں بھی بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ کھیرے کا استعمال یا اس کے جوس کا ایک گلاس روزانہ پینا آپ کے بالوں کو بھی لمبا، گھنا اور چمکدار بناتا ہے۔

پیشہ

عظیری کی ہوم ڈیوری اسکیم

عظیری کی مصنوعات مثلاً وزن کم کرنے کے لیے مہز لین ہریٹل نیسیٹ، سن ریڈ ہریٹل شیمپو، شہد، بالوں کے لیے ہریٹل سنل، رنگ گورا کرنے والی ہریٹل کریم شین سم اور دیگر مصنوعات کراچی میں ہوم ڈیوری اسکیم کے تحت گھر بیٹھے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

مطلوبہ اشیاء منگوانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے:

021-36604127

خرپتے سے قلم رکھنے میں مدد فراہم کرتا ہے اور خون کی اضافی تیزابیت کو دور کرتا ہے۔ کھیرا پیشاب کو کھل کر لانے کا موجب ہے۔

اگر معدے میں تیزابیت زیادہ ہے، سینے میں جھن بوتی ہے، کھنئی ذکار سستی ہے یا منہ میں پانی بہتا رہتا ہے، تو کھیرے کا جوس استعمال کریں۔ دو تازہ کھیرے میں ان کو دو حو کر جو سر مشین کے ذریعے جوس نکالیں۔ دو تین گھنٹے کے وقفے سے استعمال کریں۔ معدے میں تیزابیت میں کمی ہو کر اس کو آرام آئے گا۔ پر تکلف اور چن چنی مسالے دار غذا کے بعد پیب میں جھن محسوس ہو رہی ہو تو کھیرے کا جوس ضرور استعمال کریں تاکہ قدرتی طریقے سے معدے کی صحت ہو جائے۔

کھیرے کے باؤں میں یہ نقطہ تاثر عام ہے کہ اس کے کھانے سے ہینڈ ہو جاتا ہے۔ ہینڈ اس گندگی سے ہوتا ہے جو ہر سمانوں سے کھیرے کو ذرا شہیزوہ کر چکی ہوتی ہے۔ ہر تہ بڑے بڑے مستند کھانے بیٹھے کے مرنس کے دوران کھیرے مریضوں کو استعمال نہ دیا جائے۔ کھیرے کے بیچ میں پوٹاشیم کی کافی مقدار ہوتی ہے، تروہ میں پتھر کی اور پیشاب کی جھن میں ان کو استعمال نہ چاہیے۔ اسے پیس کر وہی میں ملا کر کھانے سے تروہ اور ان کی نالیوں میں موجود پتھر کی حل ہو جاتی ہے۔ پیشاب کی جھن ختم ہو جاتی ہے اور پیشاب کھل کر آتا ہے۔

یہ خواتین کی نزائت اور نفاست کو قائم رکھتا ہے کیونکہ اس کے استعمال سے چہرے کی جلد تروہ تازہ رہتی ہے۔ کھدوں اور نیلی پر تروہ میں کھیرے کا ماسک استعمال نہ دیا جاتا ہے۔ زیادہ تر کھیرے کو

دائریہ

فلک ناز



لڈیڈ اور مذاہمت سے بھر پور ہفت روزہ شکر کی ریڈر گیمیڈ
آپ کے دسڑ خزان کی روٹی میں اضافہ کر دیں گی۔

پہریں تیل کر یہ شہر بھر کر اچھی
ت سے بند نہریں اور اس سے پندرہ
منٹ کے لیے فریج میں رکھ دیں۔
تزیلی میں آئل کو درمیانی آؤج پر تین
سے چار منٹ گرم کریں اور ان
سٹیوین کو سہرا کریں۔

چاکلیٹ رول برقی

اشیاء: کھویا آدھا کلو، چینی
ایب پیان، پانی ایک پیالی، کو نو
پانڈر دو امانے کے بچے، دودھ
دو امانے سے بچے، تھی ایب
حالت کا بچے۔

ترکیب: بیماری پینڈے کی کڑائی
میں چینی پانی اور دودھ کو ڈال کر ابلانے
تھیں، ابلانے پر درمیانی آؤج پر
تین سے چار منٹ پکائیں۔

مویا ڈال کر تین طرف ملانیں، انڈا
چھیننے سے Whisk کی مدد سے
تھینتے رہیں، جب مویا مکمل طور پر حار
ہوئے تو اسے پوتے سے اتاریں۔
اس میں بیچہ بچھا کر اس پر تھی

سارا پانی خشک ہو جائے اور تھی نیچر
ت سے اب پوتے سے اتار کر خشک
کریں۔ آخر میں نھویا ڈال کر بکا سا تھیں
کریں۔ پھر باوام پتے اور کھوپرے سے
گارنش کریں۔



ڈرائی ڈیسس حلوہ

اشیاء: پیمارے ایک کلو، تھی دو
آپ دودھ دو لیٹر، تھوٹی ارچی پندرہ
سے تیس عدد، ٹیپڈ شوگر آدھا آپ،
تھی ایب پانڈر، باوام، پتے، کھوپرا
(گارنش کے لیے)
نسب نہ روت۔

ترکیب: تھوڑے
دو سو رات بھر پانی میں بھگو
دیں۔ چھین ان کو بیچ سے کاٹ کر

نہاں دیں اور اب ان کو دودھ میں
تقریباً آدھے ایک گھنٹہ کے لیے بھلو
دیں۔ پھر ان کو ہلکی آؤج پر اتار پکائیں
کہ سارا دودھ خشک ہو جائے۔ پوتے
سے اتار کر خشک کر لیں اور ان کو پینڈر
میں میٹس کریں۔ اب ایب آٹھ چین
میں تھی گرم کریں اور انہیں کھول کر
ڈالتس جب خوشبو آئے تو اس میں
تھوڑوں کا تھچ ڈال کر ہلکی آؤج پر
پکائیں۔ تھچ مستقل چلائیں پھر اس
میں ٹیپڈ شوگر ڈال کر اتار پکائیں کہ

ٹی ٹائم اسپیشل

ماوا سنگولی

اشیاء: میدہ آدھا کلو، کھویا ایب چین
سوتی آدھی پیالی، دریل پھا ہوا آدھی
پیالی، چینی ایب پیان، ارچی باوام پتے
حسب پسند، آئل تھنے کے لیے۔

ترکیب: میدے میں تین سے چار
امانے کے بیچ آئل ڈال کر گھنٹہ
پانی سے گوندو میں، تھوٹی نیچر

انہیں اور آدھے کچھر کو پھینا کر ڈال دیں، بقیہ آدھے کچھر میں گو کو پاؤڈر اچھی طرح ملائیں اور اس کچھر پر پھیلا کر ڈال دیں۔ کنارے سے بٹر پیپر کو اٹھاتے ہوئے اسے دبا دبا کر رول کر لیں، آدھے سے ایک گھنٹے کے لیے فریج میں رکھ کر ٹھنڈا کر لیں۔

پریزینٹیشن: فریج سے نکال کر خوبصورتی سے رول کی شکل میں کات لیں اور اس آسانی سے بننے والی مزیدار مشائی سے اپنے مہمانوں کی تواضع کریں۔

آلو بخارہ مسالہ کباب

اشیاء: قیر، ایک کلو، اورک ایک بڑا نکلز، لہسن تین جوئے، چوہینہ (باریک کتر ہوا) ایک کھانے کا چمچ، بری مرچ چھ عدد، لہسی ہوئی خشک دو چائے کے چمچ، لہسی ہوئی سونف ایک چائے کا چمچ، پسا ہوا زیرہ ایک چائے کا چمچ، سرخ مرچ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، آلو بخارہ خشک دس سے بارہ عدد، پیاز دو عدد (پھوسوں میں کٹی ہوئی) لیموں چار سے پانچ عدد (کٹے ہوئے)، آئل ایک کپ۔

ترکیب: اورک و لہسن، چوہینہ اور بری مرچوں کو بلینڈر میں ڈال کر باریک پیسٹ بنا لیں۔ آلو بخاروں کو دو حصوں میں توڑ کر صحنی نکال دیں۔ باریک کٹے ہوئے قیرے کو باؤں میں ڈال

کراس میں بلینڈ کیا ہو پیسٹ ڈال دیں اور تمام پیسے ہونے مسالے یعنی سونف، خشکاش، زیرہ، نمک اور مرچ شامل کر کے اچھی طرح گوندھ لیں۔ اب اس کے چھوٹے چھوٹے گولے بنائیں پھر ان تمام گولوں میں انگلی سے دبا کر گڑھا بنائیں اور آلو بخارے کا آدھا آدھا نکلا رکھ کر کباب کی شکل دیتی جائیں پھر کسی فرائنگ پین میں آئل گرم کر کے کباب گولڈن ہونے تک فرائی کر لیں۔

شکم پوری کباب

اشیاء: گوشت آدھا کلو، لہسن چھ جوئے، اورک ایک انچ کا نکلز، ثابت نال مرچ آٹھ سے دس عدد، دھنیا ثابت ایک کھانے کا چمچ، گرم مسالہ سب ملا کر دو کھانے کے چمچ، نمک حسب ذائقہ، لیموں کارس دو کھانے کے چمچ، اٹی ہوئی چنے کی دان آدھا کپ، کوئنگ آئل فرائی کرنے کے لیے۔

فلنگ کے لیے: انڈے دو عدد، پیاز دو عدد، ہر ادھنیا آدھی گھنٹی، بری مرچ چھ عدد، چیدر چیز دو کھانے کے چمچ، انڈا ایک عدد (انڈا پھیننا)۔

ترکیب: گوشت میں لہسن، اورک، دھنیا، لال مرچ اور گرم مسالہ ڈال کر گلا لیں پھر اس میں چنے کی دان اور لیموں کارس ملا کر چا پر میں چسپا

نیں۔ فلنگ کے اجزاء تھس کریں اور اچھے ہوئے انڈے میںش کریں۔ پیاز، ہر ادھنیا اور بری مرچ کو چوب کریں اور چیدر چیز سمیت تمام اشیاء کو کھس کر لیں۔ کباب کے مسالے کو ہاتھ پر پھیلا کر چمچ میں فلنگ رکھیں اور کباب کی شیپ دے دیں۔ اب آئل گرم کریں اور کبابوں کو انڈا لگا کر فرائی کر لیں۔ گولڈن براؤن ہونے پر سرورنگ ڈش میں نکالیں اور اٹی یا چینی اور کھیچ کے ساتھ پیش کریں۔

اورنج حلوہ

اشیاء: سوئی آدھا کپ، دودھ ڈھائی کپ، چینی آدھا کپ، بادام پوکھ، کشمش پوکھ، اورنج جوش، آدھا کپ، دہی آدھا کپ۔

ترکیب: کڑی میں تھلی گرم کریں اور بادام و کشمش فرائی کر کے تھن لیں۔ اب اسی تھلی میں سوئی کو گولڈن براؤن ہونے تک خوب اچھی طرح بھونیں اور دودھ کے ساتھ ہی چینی بھی ڈال دیں۔ جب دودھ خشک ہو جائے تو اورنج جوس شامل کر دیں اور چمچ مسلسل چلاتی رہیں۔ جب حلوہ پختہ چھوڑتے لگے تو اس میں فرائی کیے ہوئے بادام اور کشمش بھی ڈال دیں اور کسی ڈش میں نکال کر چاندی کے ورق سے سجا کر گرم گرم پیش کریں۔





برسات کے موسم کا سب سے انتظار نہیں ہوتا، سب
نی اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم بارش میں بھیلنے کو
طبیعت کا رومان پرور احساں سمجھتے ہیں اور پہلی پہلی
بارش میں پور پور بھینٹنا چاہتے ہیں لیکن ہمارے
باؤں کے لیے بارش کا بھی پانی انہیں
آدود نہ دیتا ہے اور فضا میں موجود
آودق کے اثرات کیمیائی سطح پر
مسائل پیدا کر دیتے ہیں۔ بال کمزور
ہو جاتے ہیں، چمک ماند پڑتی ہے

دیشم بیسمر زلفیر

چند مھوں کے شوق پورا
کرنے کے بعد ضروری ہے
کہ آپ بھر پور غسل لے لیں

تاکہ نقصان کا ازارہ ممکن ہو سکے۔ درج ذیل میں
باؤں کی خوبصورتی کے لیے چند کارآمد نسخے دیے
جا رہے ہیں۔

موسم سون کے موسم میں بیسمر اسپرے یا
Gel کا استعمال نہ کریں کیونکہ یہ کیمیائی اجزاء خشکی
پیدا کرتے ہیں جو سکے تو بلوڈرائیئر سے بھی پرہیز کریں
البتہ رات کو خشکی کے باعث یہاں پڑنے کا اندیشہ ہو تو
کنڈیشنر کے بعد بوڈرائی کر سکتی ہیں۔ اس موسم

جب آپ بارش میں بھینیں تو شیپو اور کنڈیشنر
استعمال کرنا ضروری ہو جاتا ہے ورنہ صابن میں

میں نمی کی زیادتی ہوتی ہے اس لیے ہر
وقت باؤں میں اسکارف نہ لگا رہنے
دیں، تھوڑی دیر تک دھنسنے ہوئے گئیے

موجودہ کیمیکل انہیں مزید کمزور کر سکتے
ہیں۔ تیل سے باؤں میں مالش کرنا اپنے
معمونات میں شامل رکھیں تاکہ خون

باؤں کو تھپی دھوپ میں سکھائیں۔ چھہ ہاں اپنے اندر
نمی محفوظ کر لیتے ہیں صرف سورج کی قدرتی شعاعوں
میں یہ تاثیر ہے کہ وہ باؤں کی نگہداشت کر سکے اگر
کسی شہر میں دھوپ نہیں نکلتی یا موقع دستیاب نہیں
ہو تا تو پھر کوئی Gel استعمال کر لیں۔

میں سردش ہو لیکن رات بھر تیل لگے رہنا ضروری
نہیں ہے۔ ہیئر اسٹائلٹ کہتے ہیں کہ سینٹالیس سے
ساتھ منت کے وقفے میں بھی تیل اپنا اثر دکھا دیتا ہے
لہذا باؤں کو جلد دھولینا چاہیے۔

اگر آپ کے بال مو سچر انڈر جذب کرنے
لگے ہیں تو بیسمر کریم کا استعمال آٹھ سے آٹھ گھنٹے اور آٹھ
بہ لٹی ہوئی چمک آپ کو باور نہ دے گی یہ ہمیشہ چھلنے

ہر روز شیپو کرنا بھی ٹھیک نہیں تاؤنٹیک آپ
لئے سفر سے لوٹیں یا بہت سرد و غبار کی فضا میں کوئی
کام کرتی ہیں۔ البتہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن صفائی
ضروری ہے۔

اگر بالوں سے نمی کی شکایت نہیں جاتی تو سر پر اور نیموں ملا کر مٹھول تیار کریں اور بال دھونے سے پہلے تیل کی طرح مساج کریں۔ اگر گھبر پر ہیچر منت چائے موجود ہو تو چند قطرے قیوست سے شامل کر لیں۔ بال چکنے نہیں رہیں گے اور جوڑوں کی افزائش بھی رکے گی۔ چکنے والوں کے سروں کو ترشوان بھی مفید رہتا ہے اگر آپ آئیوڈین اور وٹامن بی کا سپلیکس خوراک میں یا اضافی سپلیمنٹ کی صورت میں شامل کر لیں تو بے حد مفید ہو گا۔

خشک بال بھی بہت توجہ چاہتے ہیں، تیل ان بالوں کی بہت اہم ضرورت اور خوراک ہوتا ہے، خالص سروں، باواہ، نارمل یا زیتون کوئی بھی اچھا تیل ہفتہ میں دو مرتبہ ضرور لگائیں۔ بالوں کو آہستہ آہستہ خوراک نہ ملنے سے تو قدرتی چمک اور رنگ ماند پڑ سکتی ہے۔

بعض علاقوں میں حار پانی آتا ہے اور لوگ پینے اور پلانے کے لیے بیٹھا پانی استعمال کرتے ہیں اگر آپ حار پانی سے بال دھوئیں تو خشکی، ایڈزیا اور بالوں کے پتے یا وہ شامے ہو جانے کے خدشے ہوتے ہیں اور بہت مرتبہ بال روکھے، پھیسے اور گرنے کی وجہ طویل بیماری، ڈائٹ کرنے کا بیٹون کی حد تک ضبط ہو جانا یا کسی دوا کاربن ایکشن بھی ہو سکتا ہے۔

اگر بال بہت گریں تو خوراک میں چھتائی وان غذائیں مثلاً مچھلی کا تیل، یا مچھلی استعمال کرنا شروع کر دیں۔ خشک میوے کھائیں اور اگر پھیسوں میں یہ نا، سالن، سارڈائز دستیاب ہو سکیں تو بہتر ہے۔ دودھ اور اس سے بنی ہوئی غذائیں نیں، اور ہر سن ہاتھوں وان بیڑیاں میں ان میں ایک جز سینٹیڈ ہوتا

سے نظر آئیں گے شہر میں نہیں صرف تندریشیز بدن میں صورتحال قابو میں آجائے گی۔ نمی کو کم کرنے کا قدرتی طریقہ لیموں کے رس کا مساج ہے اس طرح بال میلے میلے سے نظر نہیں آتے۔ باہن کو رکنے وانی خواتین کو خصوصی شیمپو اور کنڈیشنر استعمال کرنا پڑتا ہے وہ اگر نارمل شیمپو استعمال کریں گی تو ان کے بالوں کے مسائل بڑھیں گے۔ بہت زیادہ نمی وانے والوں میں سر کی (خشکی) بھی ہو سکتی ہے تو ایسی خواتین ہفتہ میں ایک مرتبہ اپنی ڈینڈرف شیمپو استعمال کر لیں اور دیگر دنوں میں اپنا نارمل شیمپو استعمال کر کے جلد کو متوازن اور صحت مند رکھ سکتی ہیں۔

بارش کے پانی میں کلورین شامل ہو جاتا ہے اور اگر خشکی کی صفائی کے بعد آپ کلورین کی ہتھ متدار خشکی میں ڈالتی ہیں تو بھی یہ پانی بال دھونے کے لیے مفید نہیں رہتا۔ ایسا پانی برتن دھونے، دیگر صفائی کے کاموں اور باغبانی کے مقصد کے لیے موزوں ہو سکتا ہے بہتر مکیا ہو گا کہ آپ فٹہ وان پانی بال دھونے کے لیے مخصوص کر لیں یا پھر کسی برتن میں ساوہ (بغیر کلورین والا) پانی اسٹور کر لیں اور اسی سے سر دھوئیں۔ بارش کے موسم میں بالوں کو ڈھینے کے لیے ٹوپی اور پھتری کا استعمال ضرور کریں اور اس پانی سے باہن کو بچائیں۔

اس موسم میں جوڑیں بھی پیدا ہوتی ہیں اس لیے ماہر جلد سے رجوع کرنا بہتر ہوتا ہے۔ بازار میں بہت سے اپنی لاکس شیمپو موجود ہیں مگر غیر معیاری اپنی لاکس شیمپو جوڑوں کو ہتی نہیں کرتی جلد کے خلیات کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ بسا اوقات مسابوں کو بند کر دینے کی شکایت بھی پیدا ہوتی ہے۔



آپ کی صحت سے متعلق طبیعی مشورے

برص (لیوکوڈرما)

برص کو انگریزی میں لیوکوڈرما اور عام بول چال میں پھسبھری کہتے ہیں۔ یہ ایک جلدی بیماری ہے۔ اس بیماری میں جلد کے اوپر چھوٹے چھوٹے اور کبھی بڑے بڑے سفید دھبے پڑ جاتے ہیں۔ کبھی یہ دھبے گول اور کبھی مختلف الاشکال ہوتے ہیں۔ یہ مرض اکثر موروثی ہوتا ہے۔ طبی اصطلاح میں یہ ہنسی مرض کہلاتا ہے۔

حکیم عادل اسمعیل

مسئلہ ناریوں کے لیے بہت تمہیر ہو جاتا ہے۔
علامات

شروع شروع میں جسم پر جلد سفید دھبے کے چھوٹے چھوٹے اور گول دان پیدا ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ دان بڑھتے جاتے ہیں اور بڑھ کر آئی ایک چھوٹے دان میں کر بڑے دان دھبے بنا دیتے ہیں۔ کبھی آنگھیس، بجنویں اور ان کے ہاں سفید ہو جاتے ہیں۔ عموماً برص کے نشان ہاتھوں اور چہرے پر زیادہ ہوتے ہیں۔

لیکن اکثر ان کا آغاز بچہ سے ہوتا ہے۔ شروع شروع میں کھلی ہوتی ہے خارش کرنے سے دو حصہ چھل جاتا ہے اور سونے کے بعد اس پر چھڑی بن جاتی ہے۔ جب یہ چھڑی اترتی ہے تو ان کے نیچے سفید نشان نمودار ہوتا ہے۔ یہ تعداد میں بنی ایک ہو سکتے ہیں۔ برص کا مرض اگر پہلے مرحلے میں ہے تو

خون میں ایک طرح کے سیلاب (جراثیم) ہوتے ہیں جن کو تینوبلاست کہتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مادہ پیدا کرتے ہیں جو جلد کے رنگنے اور جلد کی رنگت برقرار رکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے جب ہنسی کی وجہ سے ان میں کمی ہو جاتی ہے اور جلد متاثر ہو جاتی ہے تو اس سے میلین (Melanin) کم ہو جاتا ہے یا پھر ختم ہو جاتا

ہے۔ اس مخصوص جلد کی جلد سفید ہو جاتی ہے اور کبھی رنگت سرخی میں ہوتی ہے۔

برص کی وجہ سے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور نہ ہی یہ مرض نیک سے دور سے واکھاتا ہے۔ البتہ برص کی وجہ سے متاثرہ فرد کی جلد پر نشا ہو جاتی ہے خاص طور پر یہ



منت تک اس طرح دھوپ میں بیٹھیں کہ دھوپ
برہ راست متاثرہ حصوں پر پڑے، لیپ لگانے کے
آدھے گھنٹے بعد دھویا جائے۔

پریزیز

دودھ، دہی، چاول، جین، لیموں، اہلی، امرود،
کشمش، کاجو، نماتر، آملہ، انڈو، مچھلی اور گانے کے
گوشت سے پرہیز کریں۔



بقیہ: ریشم جیسی زلفیں....

ہے اور متبادل خوراک میں مشرومز، گو بھی، پیاز، تان
(تھی، جو کالید) کھائیں اور Zinc لینے کے لیے سی فوڈ
کے علاوہ سرخ گوشت اور انڈوں کا استعمال کر سکتی
ہیں۔ میکیشیم کے لیے موٹی سبزیاں، سفید گوشت
(مرغی اور مچھلی) سوئے وغیرہ دنی جا سکتی ہیں۔

آزمودہ نسخے

ایک انڈے کی زردی میں چند قطرے سیسٹر
آئل ملا کر مساج کریں اور قدرے توقف کے بعد
بال دھولیں۔ ریٹھا، آملہ، سکا کائی و ایلا نسٹہ باہوں کو
قدرتی چمک دمک بھی عطا کرتا ہے اور بالوں کی جسامت
بڑھتی ہے۔ اگر آپ کے بال نونے لگیں اور مسائل
پیدا ہونے لگیں تو وہ باتوں پر ضرور دھیان دیں۔ کیا
آپ ان دنوں غیر معمولی تباہی و بے پرواہی اور افسردگی میں مبتلا
رہیں یا آپ متوازن خوراک نہیں لے رہیں....؟ کوئی
ایک سبب آپ بہتر طور پر جانتی ہیں۔ متوازن خوراک،
آرام اور وٹامن ای اور بی پر مشتمل کوئی سپلیمنٹ (اپنے
معالج سے مشورے کے بعد) غذا کا حصہ بنائیے۔



اس کا علاج آسانی سے ہو جاتا ہے۔ دوسرے مرحلے
میں مرض زیادہ دیر سے جاتا ہے۔

علاج

برص کے علاج کے لیے قدرتی اجزاء پر مشتمل
چند نسخے مندرجہ ذیل ہیں۔

❖.... باہنگی کے بیچ پچاس گرام لے کر ایک پیالی
میں ڈالیں اب اس پر اورک کارس اتنا شامل کریں کہ
باہنگی کے بیچ ڈوب جائیں۔ دن میں ایک دو مرتبہ الٹ
پلٹ کر دیا کریں۔ تین دن کے بعد ان بیجوں کو
پیلے سے نکال کر ہاتھوں سے رگڑ کر ان کا چھلکا الگ
کر لیں اس کے بعد بیج کو سائے میں خشک کر کے
باریک سفوف بنائیں روزانہ ایک گرام سفید دوپہر اور
رات کھانے سے آدھے گھنٹہ پہلے یا کھانے کے
آدھے گھنٹہ بعد پانی سے لیں۔

تخم نیم 100 گرام، تخم باہنگی 100 گرام،
گندھک اتنی گرام۔ تینوں ادویات کا باریک سفوف
بنالیں اور رات کو چھ گرام سفوف آدھے گلاس پانی
میں بھگو دیں صبح واپسی طرح حل چھان کر پی لیں۔

❖.... گیر و پچاس گرام، گندھک پچاس گرام،
باہنگی پچاس گرام، گنڈار پچاس گرام۔ چاروں ادویہ کا
باریک سفوف بنالیں رات کو آدھے گلاس پانی میں چھ
گرام سفوف بھگو دیں اور صبح چھان کر پی لیں۔

❖.... تخم باہنگی پچاس گرام، گیر و پچاس گرام، گنڈار
فارسی پچاس گرام، گندھک آملہ سار پچاس گرام۔
تمام ادویات کا الٹ الٹ باریک سفوف بنا کر آجس میں
ملا لیں۔ اس کے بعد ایک حصہ سفوف میں پانچ حصے
پانی ملا کر لیپ تیار کر لیا جائے اس لیپ کو جسم کے
متاثرہ مقام پر صبح کے وقت لگا کر دو منٹ سے دس



انگریزی کا معالج

جب ہم کسی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اس کے علاج کے لیے کئی ادویات اور کبھی اینٹی بائیوٹک کا بھی بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ اگر تھوڑی سی احتیاط سے کام لیا جائے تو بہت سے امراض سے محفوظ رہا جاسکتا ہے، پیاز ہونے کی صورت میں کئی عام امراض کا آسان علاج ہمارے کچن میں بھی موجود ہے۔ کچن ہمارا شفاخانہ بھی ہے۔ یہاں ہم ایسے چند طبی مسائل کا ذکر کریں گے جن کا حل آپ کے کچن میں بھی موجود ہے۔

مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔
 طبی ماہرین کے نزدیک روزمرہ غذا میں آسٹین، کینشیر،
 فاسفیٹ اور پورین کا کثرت سے استعمال پتھری کا باعث بنتا
 ہے۔ یہ عناصر چھٹکوں والے لٹاجوں، سائب سبز یوں اور
 دودھ میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ گردوں میں پتھری کے
 مریضوں کو ان چیزوں کا استعمال کم سے کم کرنا چاہیے۔
 گردے میں پتھری ہونے کے عمل میں یوریا اور
 دیگر مادے ٹھوس صورت اختیار کرتے ہیں۔ یہ ریت
 کے ذروں سے نئے کر مٹر کے برابر اور بعض صورتوں میں
 خاصی بڑی جسامت اختیار کر لیتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی

ہرے جسم میں ریزز کی بڑی کے اطراف میں
 آخری پھلی کے نیچے مٹھی بھر جسامت کے سہتی مائل
 بھورے مضمون کی جوڑی موجود ہے۔ ٹنڈ بھگ چار اونس
 وزن کے یہ عضو گردے میں جو بظاہر چھوٹے ہیں، لیکن
 ہرے لیے بے حد قیمتی ہیں، گردے میں بہ خدمات
 انجام دیتے ہیں۔ مختلف وجوہ سے پیدا ہونے والی
 خرابیاں نہ صرف گردوں بلکہ انسانی جان کے لیے سنگین
 اور بعض صورتوں میں بدکت خیز ثابت ہو سکتی ہیں۔
 ایسا ہی ایک مرض گردے کی پتھری بھی ہے۔
 گردوں میں پتھری کیوں پیدا ہوتی ہے اس کی

باہر آجاتی ہے۔

❖.... مثلاً میں پتھری ہو تو کسی (چاچھ) پینے سے بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔

❖.... اجوائن چھ گرام روزانہ پھینک لینا پتھری کے اخراج میں مفید ہے۔

❖.... الاٹھی کلان سو گھنٹہ درخت بوزے کے بیج کی گری ایک چمچ، مصری دو چمچ سب کو ملا کر پیس لیں۔ ایک پیالی پانی میں ملا کر دن میں دو مرتبہ صبح و شام پینا پتھری کے اخراج میں مفید ہے۔

❖.... گاجیر، چندر، کھیرت کارن پچاس پچاس گرام ملا کر پینا مفید ہے۔

❖.... پھنے کی دہلی رات کو پانی میں بھگو دیں۔ صبح اس دال میں شہد ملا کر کھالیں۔ گردے یا مٹانے کی پتھری کے اخراج میں مفید ہے۔

❖.... چند دن نہ سنے بتوں کی راکھ بقدر چھ گرام ٹھنڈے پانی کے ساتھ پھینک لینا فائدہ مند ہے۔

❖.... طبعی باہرین کا بہا ہے کہ جن افراد کو گردے میں پتھری کی شکایت ہو، کچل ہو اور وہ یہ چاہتے ہوں کہ ان کے گردے میں دوبارہ پتھری نہ بنے، انہیں چاہیے کہ

❖.... ایک گھنٹے بعد ایک بڑا ٹاس بھر کر پانی پیا کریں۔ رات کو بستہ پر جانے سے پہلے بھی ایک گلاس پانی پینا۔

❖.... اس طرح رات میں پیشاب کے لیے اٹھنے کی ضرورت پڑے گی۔ جب اس کام کے لیے اٹھیں تو اس کے بعد پھر ایک گلاس پانی پی لیں۔

❖.... جسم میں پانی کی مقدار زیادہ گھٹنے کی بدولت ساٹھ فیصد مریضوں میں ایسا نیا بہ کہ ان کے گردے میں پتھری دوبارہ نہیں بنتی۔ گردے میں پتھری کے مریض ہوں یا نہ

❖.... ہوں، فرد کو روزانہ دس بار گلاس پانی ضرور پینا چاہیے۔



پتھریاں گردوں سے مٹانے میں پہنچ جاتی ہیں جبکہ بڑی پتھریاں گردے کی تالیوں میں پھنس جاتی ہیں۔ گردے کی پتھری انتہائی اذیت ناک درد کا سبب بنتی ہے۔

❖.... گردے کی پتھریوں کو نکالنے کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ درن ذیل میں چند مفید نسخے دیے جا رہے ہیں۔

❖.... آنولے کا چورن مولی کے ساتھ کھانا مٹانے کی پتھری میں موثر بتایا جاتا ہے۔

❖.... زیرہ اور چینی ہم وزن سنے کر پیس کر سفوف بنالیا جائے۔ روزانہ تین مرتبہ ایک ایک چمچ ٹھنڈے پانی سے پھینکنا مفید بتایا جاتا ہے۔

❖.... آم کے تازہ پتے سائے میں سکھا کر پیس لیے جائیں۔ صبح باسی پانی کے ساتھ بقدر آٹھ گرام روزانہ پھینک لینے سے گردوں میں پانی جانے والی ریت نکل کر دور ہو سکتی ہے۔

❖.... جن مریضوں کے گردوں میں پتھری ہو، وہ خربوزے زیادہ سے زیادہ کھائیں۔

❖.... جو کا پانی پیتے رہنے سے پتھری آٹھ پیشاب کے راستے نکل جاتی ہے۔

❖.... جوئے آنے کی روٹی اور جو کا ستوا استعمال کرنا پتھری ورنے میں مفید ہے۔

❖.... جامن کی تخمیلی کا چورن بنا کر وہی کے ساتھ مٹانے سے پتھری میں آرام ہوتا ہے۔

❖.... پختہ جامن کھانے سے پتھری کی تکلیف میں آرام ہوتا ہے۔

❖.... ندریل کا پانی پیتے رہنا پتھری کی یہ روتی میں مفید ہے۔

❖.... ہاتھو کا ساگ پتھری سے محفوظ رکھتا ہے۔

❖.... پیاز کے رس میں چینی ملا کر شربت بنائیں۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ شربت پینے سے اکثر پتھری ٹوٹ ٹوٹ کر

پتھریوں کا علاج

اشرف باجی کے ٹوٹکے



ٹوٹکوں کا استعمال دنیا بھر میں عام ہے۔ ٹوٹکوں سے مرد بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور خواتین بھی.... تاہم امور خانہ داری میں ٹوٹکوں کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ خانہ داری چونکہ خواتین کا شعبہ سمجھا جاتا ہے اس لیے ٹوٹکوں کا استعمال بھی خواتین زیادہ کرتی ہیں۔



محترمہ اشرف سلطانیہ برہنہ برہنہ سے مرکزی مراقبہ ہال میں خدمت خلق کے پروگرام سے وابستہ ہیں۔ خاص و عام میں اشرف باجی کے نام سے معروف ہیں۔ آپ ایک کولیفائیڈ طبیہ بھی ہیں۔ اگر آپ بھی اپنی آزمودہ کوئی ترکیب قارئین کو بتانا چاہیں تو روحانی ڈائجسٹ کی معرفت اشرف باجی کو لکھ بھیجئے۔

گھنٹہ پہلے نکالیں۔

پاؤں صاف رکھیں

نرم پانی میں دو گھنٹہ سیر کر ڈال کر اپنے پاؤں

پنہ روہنت سے لیے اس پانی میں ڈال دیں۔

یہ تمہارے نئے میں ایک مرتبہ دہرائیں۔ پاؤں

اتنے صاف ہو جائیں گے کہ جیسے کبھی زمین پر

اترے ہی نہیں۔

کچے رنگ پکے کرنا

جو پائے رنگ پھوڑتے ہیں انہیں کچھ دیر کے

سینے تانی مٹی سے پانی میں بھسویں۔

بینگن کے چھلکے اتاریں

بینگن کا بھرتہ بنانے سے پہلے بینگن کے اوپر تیل

لگائیں تو چھلکے آرام سے اتر جائیں گے۔

مسور کی دال جلد گلانیں

مسور کی دال پکاتے وقت انہیں اس میں بلدی یا تھی

ٹھوس میں ہی ڈال دیں تو دال جلد گل جائے گی۔

گرتے بال روکیں

بوں و گرنے سے روکنے کے لیے تمہاری تھلی

سے زری نکال کر چیں لیں۔ منہی بھر رات بھر بھرو

دیں۔ نچ پانی میں ملا کر سر دھوئے سے ایک

نوٹیاں بائٹل صاف ہو جاتی ہیں اور چمکدار نظر آنے لگتی ہیں۔

پھولوں کو تازہ رکھنا

رات بھر کے لیے پھولوں کو تازہ رکھنا مقصود ہو تو پہلے پھولوں کو پانی میں غم کر لیا جائے اور کسی مرطوب گلدستہ میں رکھ کر بھنگی ہوئی خام روئی سے ڈھانپ دیا جائے پھر گلدستہ کو کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیا جائے۔ اگر خام روئی نہ مل سکے تو پھر اخباری کاغذ پانی سے غم کر کے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

فرش دھونے کے لیے

جس پانی سے فرش دھور ہے ہوں اگر اس میں فرش دھونے سے پہلے تھوڑا سا نمک ملا لیا جائے تو فرش پر کیزے اور کھیاں وغیرہ جمع ہو کر نہیں بیٹھتا۔

مکھیوں کا اخراج

اگر کمرے میں بہت سی مکھیاں اکٹھی ہو جائیں تو چائے کی استعمال شدہ سوگن پتی دودھ پتے ہوئے انگوروں پر ڈالیں تو کمرے سے مکھیاں باہر نکل جائیں گی۔

چاولوں کی حفاظت

جس کنستہ میں چاول ڈالے گئے ہوں اس کے پینڈے میں نیم کی سوکھی پتیاں رکھ دی جائیں تو کنستہ میں کیزے، موزے داخل نہ ہو سکیں گے۔

ناریل کو تازہ رکھنے کے لیے

پرانے ناریل کو تازہ رکھنے کے لیے عام دودھ میں جھگو کر کم از کم چھ گھنٹے ریفریجریٹر میں رکھ دیں۔ ناریل کا ذائقہ وہی رہے گا جو کہ تازہ ناریل کا ہوتا ہے۔



ذائقہ کا بہت

لکڑی کے ڈیکوریشن پیس صاف کرنے کے لیے

گیلے کپڑے سے خوب صاف کریں پھر کپڑے میں ذرا سا تیل لگا کر خوب ملیں ان میں چمک آجائے گی اگر کہیں سے ٹوٹ گئے ہیں یا خراش آئی ہے تو موم میں مومی رنگ چاکلیٹ رنگ کو ملا کر بھر دیں خراش غائب ہو جائے گی۔

کائی دور کرنا

گھر کے اندر مثلاً باتھ روم، صحن یا پٹن میں مسلسل نمی رہنے سے ان جگہوں پر عام طور پر کائی جھرتی ہے۔ اسے دور کرنے کے لیے بیچنگ پاؤڈر کو متاثر مقام پر چھڑک دینا چاہیے اور پندرہ تیس منٹ کے بعد جھاڑو سے اچھی طرح جگہ کو رگڑیں۔ اس طریقے سے تمام کائی اتر جاتی ہے اور جگہ بھی اچھی طرح صاف ہو جاتی ہے۔

دیمک سے نجات پانیں

گھر میں موجود کئی چیزوں خصوصاً کتابوں کو دیمک چاٹ جاتی ہے۔ دیمک سے نجات کے لیے مٹی کا تیل چھڑکنا چاہیے۔ اس سے دیمک فوراً ختم ہو جاتی ہے۔ کچے گھروں میں دیمک سمیت کو کمزور کرنے کا سبب بن جاتی ہے لہذا چھتوں کی دیکھ بھال کرتے رہنا چاہیے۔

فل کی نوٹیاں

نمک ملے ہوئے گرم پانی سے تمام نوٹیوں کو برش کی مدد سے صاف کر لیا جائے اور پھر روئی پر انا سخت قسم کا نوٹھ برش لے کر اس پر تھوڑا سا واشنگ پاؤڈر ڈال کر نوٹیوں کے ارد گرد اوپر والے حصے پر خوب اچھی طرح سے رگڑ لیا جائے۔ اس طریقے سے

جسم کے عجائبات



انسانی جسم بظاہر ایک سادہ سی چیز ہے مگر اس کے اندر ایک کائنات چھپی ہوئی ہے۔ یوں تو پورا جسم ایک قدرتی نظام کا پابند ہے مگر ہر عضو کا ایک ایسا باقاعدہ واضح نظام بھی ہے۔ ہر نظام ایک نہایت ہی حیرت انگیز طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہے۔

”جسم کے عجائبات“ کے عنوان سے محمد علی سید صاحب کی تحقیقی کتاب سے انسانی جسم کے اعضاء کی کہانی ان کی اپنی زبانی قارئین کی دلچسپی کے لیے ہر ماہ شائع کی جا رہی ہے۔

محمد علی سید

میں کس قدر کام کرتا ہوں، اس کا کسی حد تک اندازہ آپ اس حقیقت سے کر سکتے ہیں کہ میں دوز میں حصہ لینے والے کسی عالمی چیمپئن کے پنچوں کی نسبت دو گنا کام روزانہ کرتا ہوں۔ دوز میں حصہ لینے والے نوجوان کے پٹھے اگر میری رفتار سے ہم آہنگ ہو کر کام کرنے لگیں تو شاید چند منٹوں میں کسی جیسی کی مانند ٹھنچے اور بے جان ہو کر رو جائیں۔

اسی نظر بدلنے سے ٹوٹ جاتا ہوں اور ایک پیر بھری نگاہ مجھے پھر سے جوڑ دیتی ہے۔ یہ سب افسانوی باتیں ہیں۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ آپ کے پورے جسم میں کوئی دوسرا عضو مضبوطی میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا سوائے رحم مادر کے کیونکہ وہ تو مادہ تک کئی پونڈ وزن سنبھالے رکھتا ہے۔ یہ اور بات کہ اسے میری طرح رات دن کم و بیش ستر اسی سال تک مسلسل کام نہیں کرنا پڑتا۔

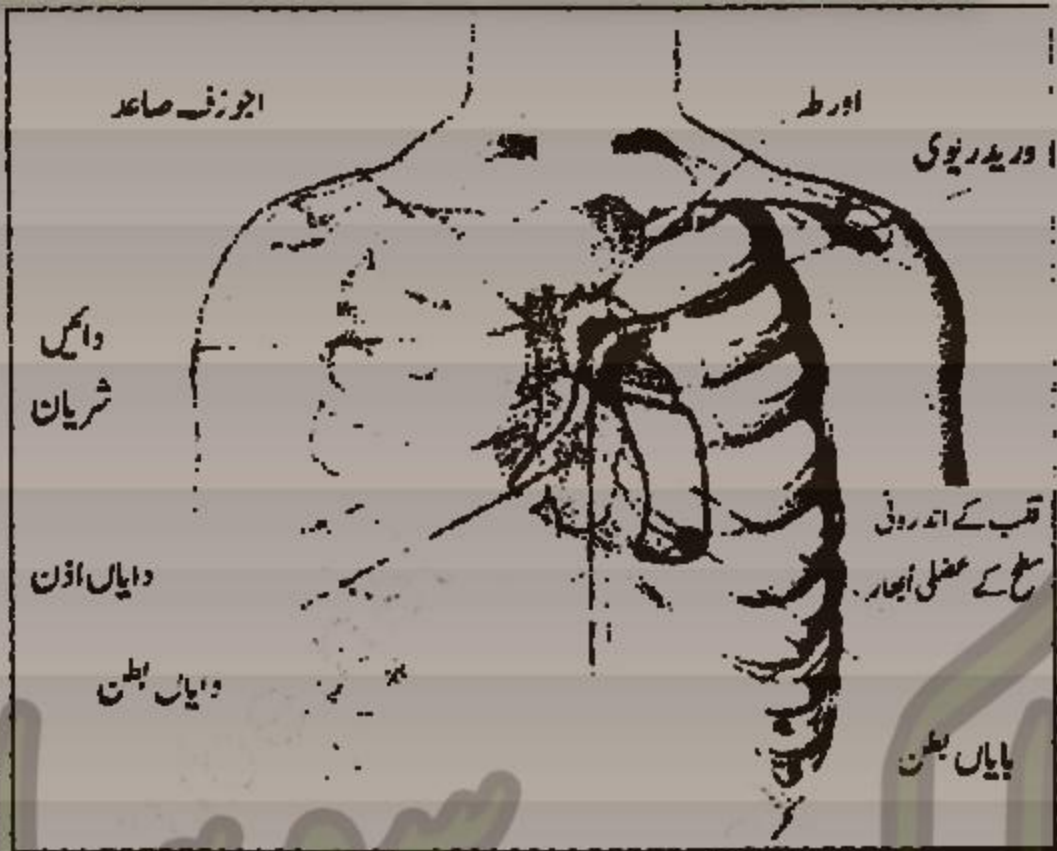


(گزشتہ سے پوسٹ)
پمپنگ مشین
دل

دل کی کہانی، دل کی زبانی
شاعروں اور ادیبوں نے جس عضو کا بڑی بے دردی سے استعمال کیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ یعنی آپ کا دل۔ میں غزلوں، نغموں اور افسانوں میں ہزاروں لاکھوں مرتبہ ٹوٹ چکا ہوں۔ شاعروں نے مجھے ہزک بتایا، افسانہ نگاروں نے مجھے بے حد حساس ظاہر کیا۔ ان کے خیال میں، میں ایک ذرا

آج کل کے دور میں لوگ کسی بھی دوسرے عضو

جسم کو ”آب حیات“ فراہم کرتی رہتی ہے۔ درحقیقت مجھ میں دو جیمبر زیادھے تھے۔ دائیں حصے کے نصف بالائی میں جسم کا تمام استعمال شدہ گندہ خون آکر جمع ہوتا ہے اور اس سمت کے ٹھیلے حصے میں چلا جاتا ہے۔ یہ اٹھلا حصہ اس خون و



فورا قریب ہی موجود پھیپھڑوں کی طرف روانہ کر دیتا ہے۔ یہ خون پھیپھڑوں سے صاف ہو کر میرے بائیں حصے میں آجاتا ہے۔ بائیں حصے کا زیریں جیمبر اس آب حیات کو دوبارہ آپ کے جسم میں پمپ کر دیتا ہے۔

نظر یہ بہت آسان اور سادہ سا عمل ہے لیکن یہ آپ کو انداز دے کہ یہ عمل آپ کے جسم میں کتنی مرتبہ نہ انجام دیا جاتا ہے۔...؟ یہ عمل ایک منٹ میں او۔ یعنی تقریباً 103680 مرتبہ مجھے انجام دینا پڑتا ہے۔ اس تعداد کو اگر آپ اپنی زندگی کے آج تک کے دن سے ضرب دے دیں تو حاصل ضرب حیران کن ہی نہیں ناقابل شمار بھی ہو گا۔

ہر مرتبہ مجھے یہ خون تقریباً ساٹھ ہزار میل فی خون کی ٹالیوں کے ذریعے جسم کے ایک ایک حصے تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اگر کسی حصے کو خون کی فراہمی چند منٹوں سے یہ بند ہو جائے تو اس حصے کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی بس غصہ نہ

کے مقابلے میں مجھے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے بھی میری تصویر ضرور دیکھی ہوگی۔ بظاہر مجھ میں کوئی خوبصورتی موجود نہیں لیکن میری باطنی خوبیاں ایسی ہیں کہ میرے بغیر زندگی کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ میرا وزن بارہ اونس اور رنگ نہ ٹی مائل کتھنی ہے۔ میں آپ کا بے حد مستعد اور سخت محنت کرنے والا غلام ہوں۔ ایک بندہ بے دام جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی طرف واقف اور انہیں بہترین طریقے سے نہ انجام دینے کی تمام تر صلاحیتوں سے مالدار ہوں۔

میں آپ کے سینے کی مضبوط ہڈیوں کے قلعے میں ہوا کے ذخیروں کے درمیان مخصوص تھیلیوں کی مدد سے لٹکا ہوا ہوں۔ میرا جسم انسان کی منگی کے برابر یا ساڑھنہائی میں چھ انچ اور چوڑائی میں زیادہ سے زیادہ چار انچ ہے۔ اگر آپ مجھے ذرا فاصلے سے دیکھیں تو میں کسی ناشپاتی کی طرح دکھائی دیتا ہوں۔

شاعروں کی نغائش سے قلم نمر میں چار جیمبر زیادہ مشتمل ایک پہچانگ مشین ہوں جو پورے دن اپنے آپ سے

بارے میں زیادہ نہیں سوچتے تو اچھا ہے لیکن بہت سے لوگ اپنے دل کی طرف سے خاصے متفکر رہتے ہیں اس کے نتیجے میں میرے اور خود اپنے لیے بڑی مشکلات پیدا کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ لحاظ انداز سے سوچنے اور خوف زدہ رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔

اکثر راتوں میں جب یہ لوگ تنہا کمرے میں لیٹے ہوں تو نیم غنودگی کے عالم میں میری دھڑکنوں کو سننے لگتے ہیں۔ اگر دھڑکنوں کو سنتے سنتے انہیں محسوس ہوتا ہے کہ دو دھڑکنوں کے درمیان وقفہ آگیا ہے یعنی درمیان میں ان کا دل ایک مرتبہ نہیں دھڑکا۔ اس خیال سے وہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان سے دل میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔

کار کے انٹینشن کی طرف اسٹریس اور انٹینشن بھی ایک لمحے کی تاخیر سے کام کرتا ہے۔ میں لہنی ضرورت کی بجلی خود پیدا کرتا ہوں اسی توانائی کے ذریعے سگڑتا اور پھیلتا ہوں کبھی کبھی توانائی کی سپلائی کے وقفے میں ڈراما فرق آجاتا ہے۔ ایسے میں میری ایک دھڑکن دوہری دھڑکن میں مدغم ہو جاتی ہے اور سننے والے کو یہی محسوس ہوتا ہے کہ درمیان کی ایک دھڑکن غائب ہو گئی۔ ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

اکثر جب رات میں کسی وقت کوئی ڈرانا خواب دیکھتے ہوئے آپ کی آنکھ کھلتی ہے تو آپ میری تیز تیز دھڑکنوں سے پریشان ہو جاتے ہیں اس کی وجہ سوتے میں خوف کا شدید احساس ہوتا ہے۔ خواب کے عالم میں آپ زندگی بنانے کے لیے جس قدر تیز دوڑتے ہیں اتنا ہی تیز مجھے جن "دوڑتا" پڑتا ہے۔

(حبارن ہے)



شاعر حضرات نازک قرار دیتے ہیں یہ عضو، آپ کا دل، یعنی میں پینتالیس سال تک کے انسان کے جسم میں آمد بیش تین لاکھ نون خون پمپ کر چکا ہوتا ہوں۔ اس حقیقت سے آپ کو میرے چھوٹے سے وجود کی سہ پہاڑ مضبوطی، طاقت اور سہولت و صلاحیتوں کا اندازہ کرنے میں کسی قدر مدد مل سکتی ہے۔

میں کس قدر کام کرتا ہوں، اس کا کسی حد تک اندازہ آپ اس حقیقت سے کر سکتے ہیں کہ میں روز میں حصہ لینے والے کسی خامی چیمپین کے پختوں کی نسبت دو گنا کام روزانہ کرتا ہوں۔ روز میں حصہ لینے والے نوجوان کے پٹھے اگر میری رفتار سے ہم آہنگ ہو کر کام کرنے لگیں تو شاید چند منوں میں کسی جہلی کی مانند ٹھلے اور بے جان ہو کر رو جائیں۔

میں شب و روز کام میں مصروف رہنے کے باوجود آرام کے لیے جن وقت نکلتا ہوں۔ آرام کا یہ وقفہ جو آدھے سینکڑے کا ہوتا ہے مجھے تازہ دم کرنے کو کافی ہے۔ یہ آرام مجھے دھڑکنوں کے درمیان ملتا ہے۔

جب میرے بیاں نصف ٹیمپری صاف خون کو ایک سینکڑے تیسویں حصے میں تاہم میں پمپ کرتا ہے تو اس کے بعد مجھے آدھے سینکڑے آرام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اسی طرح جب آپ سو رہے ہوتے ہیں تو جسم میں کھیلی ہوئی خون کی باریک باریک نالیوں (Capillaries) میں سے زیادہ تر کی کارکردگی عارضی طور پر معطل ہو جاتی ہے۔ اس وقت انہیں خون کی سپلائی روک دی جاتی ہے اس لیے آپ کی نیند کے دوران مجھ پر سے کام کا بوجھ ہٹ جاتا ہے۔ ایسے میں آپ کی نبض کی رفتار بہت ہی منت سے سانسوئی منت تک ہو جاتی ہے۔

اگر آپ ایک مہم سلامت مند انسان ہیں تو میرے

مئی 2015

Scanned By Amir

کیفیات مراقبہ

ترقی یافتہ ممالک میں مراقبہ کے موضوع پر سائنسی بنیادوں پر تحقیقی کام شب و روز جاری ہے۔ جدید سائنسی آلات سے اخذ کیے جانے والے نتائج سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مراقبہ سے انسان کو بہرہ جہت فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان تحقیقی نتائج کے روشن نظر مغرب میں تو مراقبہ کو ایک ٹیکنالوجی کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ ان تحقیقات سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ مراقبہ سے ہماری عام زندگی پر بھی کئی طرح کے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مراقبہ کے ذریعے کئی جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے، کارکردگی اور یادداشت میں اضافہ ہوتا ہے اور ذہنی صلاحیتوں کو جلا ملتی ہے۔

ماضی میں مشرق کے اہل روحانیت نے ماورائی علوم کے حصول میں مراقبہ کے ذریعے کامیابیاں حاصل کیں۔

ان صفحات پر ہم مراقبہ کے ذریعہ حاصل ہونے والے مفید اثرات مثلاً ذہنی سکون، پرسکون نیند، بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت میں اضافہ وغیرہ کے ساتھ روحانی تربیت کے حوالے سے مراقبہ کے فوائد بھی قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ نے مراقبہ کے ذریعے اپنی شخصیت اور ذہنی کیفیت میں مثبت تبدیلی محسوس کی ہے تو صفحات کے ایک طرف تحریر کر کے روحانی ڈائجسٹ کے ایڈیٹر میں پر اپنے نام اور مکمل پتے کے ساتھ ارسال کر دیجیے۔ آپ کی ارسال کردہ کیفیات اس کالم میں شائع ہو سکتی ہیں۔

کیفیات مراقبہ

روحانی ڈائجسٹ 177، D-1 ناظم آباد۔ کراچی 74600



Scanned By Amir

شادی بر لڑکی کا خواب ہوا کرتی ہے۔ میں نے بھی اپنے من میں خوبصورت اور محبت کرنے والے ساتھی کے لیے ایک نکل بنایا ہوا تھا۔ میری شادی ہو گئی مگر میری زندگی کے امتحان تو شادی کے بعد ہی شروع ہوئے۔ میری شادی ایک نکٹھو، شکل مزاج اور کانوں کے کچے شخص سے ہوئی۔ مگر کئی تربیت یہی تھی کہ شوہر کا ہر حکم ماننا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہیں جانا۔ آپ یقین کریں کہ سات سال تک میں کسی شادی بیاہی تقریب، حد یہ کہ ختم قرآن میں بھی نہیں تھی اس کے باوجود روزانہ لڑائی جھگڑا، مار پیٹ اور گالی گلوچی معمول بن گیا۔ سچے ہوئے تب بھی حالات نہ سدھرے۔ کاش میرا شوہر اچھا ہوتا اور مجھ سے محبت کرتا تو میں تمام زندگی اس کے در پر گزار دیتی۔ مگر اس نے بچوں کا بھی خیال نہ کیا۔ اپنی نفس طلبیت سے مجبور ہوا اس نے پیسے، مار پیٹ کی پھر حلاق دے کر گھر سے نکال دیا۔

میں اتنے بڑے صدمے سے دوچار ہوا کہ اپنے بھائی کے در پر آئی جو ایک معمولی ملازمت کرتا تھا۔ بچے پڑھائی سے نالاں تھے۔ میں پڑھاؤں تو پڑھتے نہیں۔ میری ذہنی حالت عجیب ہوئی تھی۔ ہر لمحے سوتے جاگتے اس شخص کی شکل گھومتی رہتی تھی۔ وہ مجھے گالیاں دیتا رہتا۔ میری کیفیت کچھ ایسی ہوئی تھی کہ میں اپنے آپ سے کافی دیر تک باتیں کرتی رہتی۔ کبھی بننے لگتی اور کبھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ کوئی ایسی گھڑی نہ تھی جب میں اپنے سابقہ شوہر کو نہ کو سوں۔ مجھے کہیں ملازمت بھی نہ ملتی تھی۔

بچوں کی طرف دیکھتی تو کبھی منہ کو آتا۔ امتداد کی کمی کے ساتھ ساتھ نیند کی کمی بھی رہنے لگی۔ جس کی وجہ سے صحت بھی متاثر ہوئی۔ کئی چھریوں نے مجھے جہز

لیا تھا وسائل کی کمی کی وجہ سے علاج بھی نہیں ہو رہا تھا۔ شدید کمزوری کی وجہ سے روز بروز چڑچڑی ہوتی جا رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پہاڑ جیسی زندگی کیسے گزرے گی۔ مجھے کتابیں اور رسالے پڑھنے کا شوق تھا۔ بچا بھی کو بھی کتابیں اور رسالے پڑھنے کا شوق تھا۔ سنے تو نہیں پڑھنے کے رسالے اور کبھی کبھی پرانی کتابیں بھاگی لے آیا کرتی تھی۔ انہیں میں بھی پڑھ لیا کرتی۔ میرے حالات سے ملنے جھلتے مسائل کے سلسلے میں مشورے دیے جاتے ہیں بھی ان مشوروں پر عمل کرتی مگر حالات جوں کے توں رہے۔

ایک روز بھابھی ایک پرانا رسالہ خریدیں اس میں کہانیاں بھی تھیں، لپیٹے بھی اور کئی گھمیلو موضوعات مضامین بھی۔ مگر مجھے ایک آرٹیکل نے اپنی جانب متوجہ کیا وہ تھا ”مراقبہ زندگی کے مسائل کی جانب ایک قدم“....

اس آرٹیکل میں ذہنی، نفسیاتی مسائل سے لے کر صحت تک کے مسائل کا حل مراقبہ کے ذریعہ دیا گیا تھا۔ مراقبہ کے بارے میں مجھے کچھ علم نہ تھا اور نہ ہی کوئی بتانے والا تھا۔ میں نے اس مضمون کو کئی مرتبہ پڑھا مگر ایسی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ مراقبہ کی مشقوں سے مسائل کس طرح حل ہوں گے۔ بھابھی دل کی اچھی تھیں مگر وسائل کی کمی اور مسائل کی زیادتی کی وجہ سے وہ بھی چڑچڑی ہوتی جا رہی تھیں۔ اتنے انہماک سے رسالے کو پڑھتے ہوئے دیکھا تو بھابھی بولیں کیا پڑھ رہی ہو۔ میں نے اگلے ہوئے کہا۔ کوئی خاص آرٹیکل نہیں ہے۔ انہوں نے رسالہ میرے ہاتھ سے لے کر دیکھا تو ان کے سامنے مراقبہ کا آرٹیکل تھا۔ تم مراقبہ سے بارے میں پڑھ رہی ہو۔ انہوں نے حیرت سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں نہیں.... مجھے مراقبہ کے بارے

طریقہ اچھی طرح ذہن نشین کیا اور اللہ کا نام لے کر مراقبہ شروع کر دیا۔

کئی روز تک مراقبہ میں کوئی خاص کیفیت ظاہر نہ ہوئی لیکن مراقبہ کے بعد نیند اچھی آنے لگی۔ اسے میں نے مراقبہ کے اچھے نتائج سے تعبیر کیا اور اجمعی سے مراقبہ کا سلسلہ شروع کیا۔

ایک روز میں مراقبہ میں بیٹھی تھی کہ نظروں کے سامنے میرے بچے آگئے۔ وہ بہت صاف ستھری یونیفارم پہنے اسکول بس کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ میں گھر کی گھنٹی سے انہیں الوداع کہہ رہی ہوں۔ کچھ دیر بعد اسکول بس آجاتی ہے اور بچے مسکراتے چہرے کے ساتھ ہاتھ ہلاتے ہوئے بس میں سوار ہو جاتے ہیں۔

ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ ایک وسیع سبز میدان بت میدان کے چاروں طرف بڑے بڑے درخت لگے ہوئے ہیں۔ شام کا وقت اس سبز و زار پر میرے بچے کھیل رہے ہیں۔ میں بھی جوتے اتار کر اس نرم نرم گھاس پر چلنے لگ۔ سبز گھاس پر شبلیں کے قطرے سورج کی کرنوں میں موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

ایک روز مراقبہ میں میں نے دیکھا کہ فضا میں ہزاروں پرندے کھوپڑیاں تھیں۔ دور ایک جمیل نظر آرہی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے غم و غوہ میں شدت نہیں ہے میں بھی قدم بڑھاتی ہوئی جمیل تک جا پہنچی۔ جمیل کے کنارے پر سینکڑوں کی تعداد میں رنگ برنگی تتلیاں اڑ رہی ہیں۔ جمیل کے کنارے پر ایک کشتی کھڑی تھی یوں لگ رہا تھا کہ وہ میرے ہی انتظار میں کھڑی ہو۔ میں جلدی سے کشتی میں سوار ہو گئی۔

www.paksociety.com

میں بالکل نہیں پتہ ہے۔ تو پھر کیوں پڑھ رہی ہو کیا مراقبہ کے بارے میں جانتا چاہتی ہو....؟

جی... مراقبہ کی مشقوں کے جو فوائد اس مضمون میں دیے گئے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مشقوں کے ذریعے مسائل کا حل کس طرح ممکن ہے۔ بھابھی مسکرائیں اور بولیں کل بازار سے کچھ رسالے خریدنے جا رہی ہوں اگر مراقبہ کے متعلق کوئی کتاب ملی تو ملتی آؤں گی۔

دوسرے دن وہ مراقبہ کے بارے میں ایک کتاب لے آئیں.... میں نے کتاب کا مطالعہ کیا تو اس میں مراقبہ کی تعریف کچھ یوں کی تھی "مراقبہ سوچنے اور عمل کرنے کا ایک انداز ہے۔ ایک روش ہے جس کا مقصد آپ کو زندگی اور اپنے ارد گرد کی حالتوں سے ہم آہنگ کرنا ہے۔"

مراقبہ اپنی نیچر اور قوتوں کو دریافت کرنے اور انہیں سو مند طور پر استعمال کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مراقبہ کے ایک تجربہ کار استاد نے تحریر کیا تھا کہ ہم روزمرہ زندگی میں سکون و اطمینان، متانت و استقامت، آسودگی و اطمینان قلب زندگی میں زیادہ صلاحیت و استعداد اپنی محنت کی طاقت میں اضافہ کرنے حقیقت و اصلیت کا گہرا ادراک حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ یہ وہ مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے مراقبہ کا آغاز کیا جاتا ہے۔

میں نے جب خود پر غور کیا تو واقعی یوں محسوس ہوا کہ میں پریشان زیادہ رہتی ہوں اور عملی کام کچھ بھی نہیں کرتی۔ ذہن میں ایک سوچ آتی کہ شاید میرے مسائل کا حل مراقبہ کے ذریعے ممکن ہو۔ اسی لیے مراقبہ کی تفصیل جاننے کا شوق ہوا۔ مراقبہ کی مشقوں کا

خطباتِ عظیمی

ایک شعبہ پر تفکر تینا، تفکر

کرتے کرتے وہ کسی مثبت نتیجہ پر پہنچا اور پھر وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا.... اس سائنسدان کو حاصل ہونے والا نتیجہ راہ نمائی تھا کرتا تھا لیکن ابھی اس کی علمی حیثیت قائم نہیں ہوئی تھی۔

دوسرے آدمی نے، دوسرے طالب علم نے یا دوسرے سائنس دان نے اس علم کو آگے بڑھایا.... یوں کچھ روشن پہلو مزید نمایاں ہو گئے.... رفتہ رفتہ سینکڑوں اعلیٰ درجے اس ریسرچ میں شریک ہوتے رہے اور علم کی ایک حیثیت قائم ہو گئی.... اس کی ایک تھیوری بن گئی.... پھر یہ علم اور آگے بڑھا.... اس میں مزید ہامت، باذوق دماغ شریک ہوئے اور اس تھیوری کو پریکٹیکل کی صورت دے دی گئی.... نتیجہ میں ایک ایسا علم تشکیل پایا جس سے کوئی عقل کا اندھا بھی انکار نہیں کر سکتا....

جب ہم کسی علم کی بنیاد تک پہنچنا چاہتے ہیں تو اس سینے ہمیں ایسی فکر اور سوچ کی ضرورت پیش آتی ہے جو گہرائی میں سفر کرے.... سطحی سوچ سے کسی علم کی بنیاد تک پہنچنا ممکن نہیں ہے....

دنیا کا کوئی بھی علم ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد میں تحقیق، تجسس، تلاش اور گہرائی موجود نہ ہو.... جیسے جیسے ہم کسی علم کے اندر تفکر کرتے ہیں اسی مناسبت سے اس علم میں ہمیں نئے نئے پہلو نظر آتے ہیں۔ جب ہم ان پہلوؤں پر اور زیادہ گہری نظر سے تفکر کرتے ہیں تو علم کی بہت سی شاخیں بن جاتی ہیں۔

علم کوئی بھی ہو.... فلسفہ ہو، منطق ہو یا علم الکلام ہو.... سب کی ضرورتیں مشترک ہیں.... یعنی جس علم کے بارے میں جتنے زیادہ تفکر کرنے والے موجود ہوتے ہیں یا کسی ایک علم کی ریسرچ میں جتنے زیادہ اہل انشاں شامل ہو جاتے ہیں وہ علم اسی مناسبت سے ترقی کرتا رہتا ہے اور نتیجہ میں وہ ایک مستحکم اور مبسوط علم بن جاتا ہے.... ایسا علم!.... جس کا اپنا ایک نظریہ، ایک فلسفہ اور اپنا ایک طرز عمل اور طرز استدلال ہوتا ہے.... موجودہ دور کے سائنسی علوم میں بھی یہی طریقہ کار موجود ہے.... ایک سائنس دان نے علم کے کسی

دنیا کا کوئی بھی علم ایسا نہیں ہے جس کی بنیاد میں تحقیق، تجسس، تلاش اور گہرائی موجود نہ ہو۔

کوئی کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے۔

جب تک اس کام کو کرنے سے متعلق آپ کو انفارمیشن نہ ملے۔

لاشعور ہی ایسا علم ہے کہ جہاں انسان جان لیتا ہے کہ اس کائنات کا خالق کون ہے....؟

کائنات کے اجتماعی اعمال کی تشریح ہے.... کائنات سے مراد مخلوق کی تمام نوس میں ہیں جو کائنات میں موجود ہیں اور ہر آن اور ہر لمحہ زندہ ہیں....

تیسرے ورق کے پہلے صفحے پر انفرادی احکامات ہیں اور دوسرے صفحے پر ان احکامات کے نتیجے میں انفرادی اعمال و حرکات کا ریکارڈ ہے....

آخری البہامی کتاب قرآن پاک میں جہاں آدم کی خلافت و نیابت کا تذکرہ بیان ہوا ہے، وہاں بنیادی بات یہ بیان ہوئی ہے کہ آدم کو علم الہامی عطا کیا گیا ہے.... یہ علم الہامی تھا جس کی بنیاد پر فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا.... انسان کا شرف صرف اس بات پر قائم ہے کہ اسے خالق کائنات کی نیابت عطا ہوئی ہے اور وہ نیابت کے علوم سے واقف ہے....

خالق کائنات نے جب آدم کو علم الہامی عطا کر دیا اور اپنی تخلیقی صفات سے آدم کو آگاہ کر دیا تو آدم کا یہ علم پوری نوع انسانی کا ورثہ بن گیا....

تخلیق کا فخر مولا یہ ہے کہ انسان کے اندر روح کام کر رہی ہے.... اگر انسان کے اندر یا آدم زاد کے اندر روح موجود نہیں ہے تو آدم زاد کا وجود ناقص تکمیل تک نہیں ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں.... جب خالق کائنات نے آدم کے اندر اپنی روح پھونک دی تو اس کے اندر حواس بیدار ہو گئے.... روح کیا ہے؟.... خالق کائنات اللہ تعالیٰ کا امر ہے.... اللہ تعالیٰ کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے.... ”ہو جا“.... اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔

پیدائش کا مطلب یہ ہے کہ روح اپنے لئے ایک وجود بنا کر اس دنیا میں اپنا مظاہرہ کرتی ہے.... بچے میں اگر روح نہ ہو تو وہ بچہ مردہ کہلاتے گا.... روح جسم کی

ہر نئے علم کو عوام الناس میں متعارف کرانے کیلئے اس علم کی مختلف طرزوں میں، مختلف ہیروں میں تشریح کی جاتی ہے۔ ان تشریحات سے شعور آشنا ہوتا ہے، اسے مناسبت سے شعور کے اندر سکھایا جاتا ہے اور اس سکھانے کے نتیجے میں شعور کبرائی میں سفر کرنے لگتا ہے.... شعور کی کبرائی کا دوسرا نام ای شعور ہے.... طالب علم جب شعور کی کبرائی میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے ای شعور کا روازہ آ جاتا ہے....

اسی طرح جب روحانی علوم کا کوئی طالب علم شعور کی کبرائی سے گزر کر ای شعور کی کبرائی میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ درانے ای شعور میں داخل ہو جاتا ہے.... درانے ای شعور ہی ایسا علم ہے کہ جہاں انسان جان نیتا ہے کہ اس کائنات کا خالق کون ہے!.... تخلیق کائنات میں اس کی کون کون سی مصلحتیں اور رموز پوشیدہ ہیں!.... اگر انسان کے اندر فکر کی راہیں موجود ہوں تو روحانی علوم کی تعمیری سے گزر کر پریکٹیکل میں داخل ہوتے.... کائنات اور خالق کائنات کی صفات کو جان لینا، پہچان لینا، آسان عمل بن جاتا ہے....

علم روحانیت کے تین اوراق ہیں!.... ہر ورق میں دو صفحے ہیں.... پہلے ورق کے پہلے صفحے پر عقل کا عکس موجود ہے اور عقل کے اس عکس میں وہ تمام رموز اور وہ تمام مصلحتیں نقش ہیں جو تخلیق کائنات کا بنیادی مصلحتی ہیں.... اس عکس، ان رموز اور مصلحتوں کو سمجھنے کے لئے دوسرے صفحے پر ایک ایسی تحریر ہے جس تحریر کو پڑھ کر انسان پہلے صفحے کی تشریحات رموز اور مصلحتوں سے واقف ہو سکتا ہے۔

دوسرے ورق کے پہلے صفحے پر احکامات کا ریکارڈ ہے اور دوسرے صفحے پر کائنات کا اجتماعی پروگرام یا

تیں... اور اگر پانی یا جوانہ ہو تو زمین مردہ ہو جائے گی... نتیجہ میں مخلوق مُتم ہو جائے گی... لیکن اس سارے سسٹم میں اصل حیثیت روت کی ہے!... کائنات میں جتنی بھی اشیاء موجود ہیں... وہ زمین کے اوپر ہوں یا زمین کے اندر... آسمانی مخلوق، سات آسمان یا عرش و کرسی... ہر شے میں روت موجود ہے!... اور جو چیز ہمیں ظاہری کھنوں سے یا صفائی آنکھوں سے نظر آتی ہے وہ سب روت کا اجزا ہے... روت آدمی کے خدو خالی کے مطابق گوشت پوست کے جسم کے ذریعے اپنا مظاہرہ کرتی ہے... اس جسم سے روت جب اپنا رشتہ منقطع کر لیتی ہے تو یہ جسم منتشر ہو کر مٹی کے ذرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

روان سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ دنیوی دلچسپیاں تم کر کے زیادہ سے زیادہ وقت زمین کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھا جائے...

روحانیت میں ایک نقطہ پر توجہ مرکوز کرنے کا نام مراقبہ ہے!... مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر طرف سے توجہ ہٹا کر ایک ذات اقدس و اکبر سے ذہنی رابطہ قائم کر لیا جائے... جب کسی بندے کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے قائم ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر سے مفروضہ حواس کی گرفت لوٹ جاتی ہے تو وہ مراقبہ کی کیفیت میں داخل ہو جاتا ہے... مراقبہ ایسے عمل کا نام ہے جس میں کوئی بندہ بیداری کی حالت میں رہ کر بھی اس عالم میں سفر کر سکتا ہے جس کو ہم روحانی دنیا کہتے ہیں... روحانی دنیا میں داخل ہونے کے بعد بندہ اس خصوصی تعلق سے واقف ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان بحیثیت خالق و مخلوق بر لحدی اور بر آن موجود ہے۔



تفکیک اور پیدائش کے بعد جسم کو بڑھاتی راتی ہے... لیکن بڑھنے کے اس عمل سے پیدا ہونے والا جسم غائب ہوتا رہتا ہے... ہر پیمے منٹ کو فائز اور دوسرے منٹ کو بقا ہے... ہر قسم کے منٹ کو فنا ہے تو پوچھتے منٹ کو بقا ہے... فنا غیب ہے اور بقا شہود ہے... ساری کائنات غیب اور شہود کی ایک ہیٹل پر چل رہی ہے... جو چیز بھی شہود ہوتی ہے وہ غیب میں چھپی جاتی ہے... غیب اور شہود دونوں ایک دوسرے سے اس طرح چھپے ہوئے ہیں کہ غیب و شہود سے سمجھ نہیں لیا جاسکتا اور نہ شہود کو غیب سے سمجھ لیا جاسکتا ہے...

آپ اللہ سال کے ایک فرد سے ان کے بچپن کے دو ماوا لک نہیں کر سکتے!... اس کی جوانی سمجھ نہیں کر سکتے!... (70 سال کی عمر تک کون سی علامت ہے جس میں تبدیلی ظاہر نہیں ہوتی؟... چہرے کے نقش و نگار، خدو خالی... ہر چیز تبدیل ہو گئی... یعنی ایک دن کا بچہ! جس کا نام رکھا گیا تھا وہ غیب میں چلا گیا...)

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات سسٹم کو غیب اور شہود پر متحرک رکھا ہوا ہے... چونکہ شہود بذات خود متغیر شے ہے، اس لئے متغیر شے کو قائم رکھنے کیلئے بھی متغیر چیزیں درکار ہیں... ان میں دن، رات بھی شامل ہیں... کروڑوں سال سے دن رات ہاری باری بدل بدلی کر آ رہے ہیں... اسی طرح لاکھوں سال سے انسان گندم کھا رہے ہیں، جو موسم کے حساب سے کبھی غیب میں چھپی جاتی ہے اور پھر دوبارہ موجود ہو جاتی ہے... یہ تغیر و تبدل حیات و ممات کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے... حیات و ممات کو قائم رکھنے کیلئے مخلوق کو ایک نظام کے تحت و سائل کا پابند و محتاج رکھنا بھی ضروری ہے... ہر سب ہوا، پانی اور غذا کے محتاج

قرآنی انسانیکل و پیدیا



متر آن پاک ر شد و ہدایت کا ایب سرچشمہ ہے جو ابد تک ہر دور اور ہر زمانے میں انسان کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ یہ ایک کھلس و ستور حیات اور ضابطہ زندگی ہے۔ متر آنی تعلیمات انسان کی انفرادی زندگی کو بھی صراط مستقیم دکھاتی ہیں اور معاشرے کو اجتماعی زندگی کے لیے رہنما اصول سے بھی واقف کراتی ہیں۔

البیان

مفہوم کو لفظوں میں لانے کا عمل، ادائے مطلب، کسی بات کا اظہار یا بات کہنے کا ڈھنگ بیان کہلاتا ہے۔ بیان سے مراد کوئی قول، مقولہ، کلام اور گفتگو بھی ہے اور کسی موضوع کی تفصیل و تشریح سے بحث، پلچر، تقریر، وعظ بھی ہے۔ قرآن پاک میں فقہیین 4 مرتبہ آتاتے۔ اس دنیا میں صرف انسان ہی وہ مخلوق ہے جس کی ایب منفرد خصوصیت زبان اور ہونوں کی مخصوص حرکات کے ذریعہ بات کرنا ہے۔ گفتگو کرنے کی یہ صفت اس زمین پر آباد کسی بھی ذی نفس کے پاس نہیں ہے۔ جہاں تک تہاؤں کا تعلق ہے تو جانوروں میں تہاؤں کا خیال ہوتا ہے اور درختوں کے درمیان بھی تہاؤں کا خیال ہوتا ہے تاہم ان کے درمیان تہاؤں کا خیال نہایت محدود پیمانے پر ہوتا ہے، بیان یعنی الفاظ ادا کرنے کی صلاحیت ان مخلوقات میں سے کسی کے پاس نہیں۔ عام طور پر یہ خیال مایا جاتا ہے کہ اس زمین پر ابتداء میں انسان کا طرز زندگی جانوروں کی طرح تھا۔ انسان درختوں اور غاروں میں رہتا تھا۔ نہ اسے لباس کا شعور تھا اور نہ ہی زبان کا!... یہ سمجھا جاتا ہے کہ ابتدائی دور کا انسان اپنی قوت گویائی کو استعمال کرنا نہیں جانتا تھا اور دوسرے جانداروں اور مخلوقات کی طرح مختلف اشاروں کنایوں میں اپنا مدعا بیان کرتا تھا۔ سینکڑوں ہزاروں برس کے شعورقی ارتقاء کے بعد انسان نے گفتگو کا آغاز کیا لیکن ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن پاک کی آیات اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے ذریعہ یہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اس زمین پر انسان کی آمد ان تمام حواس اور صلاحیتوں کے ساتھ ہوئی تھی جو آج کے انسان کے پاس

بھی میسر ہیں اور مستقیماً میں آسنے والے ہر دور کے انسان کے پاس میسر ہوں گے۔ سورہہ حمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

توجہ: ”(خدا جو) رخصت (مہربان ہے)، اگے نے قرآن کی تعلیم فرمائی، اگے نے انسان

کو پیدا کیا اور اگے نے اس کو بوننا (النبیّان) سکھایا۔“ [سورہہ حمن (55) آیت: 4۲:1]

سورہہ حمن کی آیت ”خلق الانسان علیٰ البیان“ سے واضح ہوتا ہے کہ گفتگو اور بیان کی صلاحیت انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی اسے عطا کر دی گئی تھی۔ یہی بیان کا علم تھا جس کے ذریعہ اس نے روزِ اوّل ربوبیت کا اقرار کیا، اللہ اور فرشتوں سے بات چیت اور علمِ الاسماء کا اظہار کیا۔ روزِ اوّل جنت کی یہ زبان انسانی لاشعور کی پہلی زبان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسمانی اور ذہنی طور پر بہترین حالت میں تخلیق کر کے اس دنیا میں بھیجا ہے۔ لہذا انسان کی تمام صلاحیتیں بھی اس کی تخلیق کے ساتھ ہی اسے ودیعت کر دی گئی تھیں۔

اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ نو مولود بچہ وہی زبان بولتا ہے جو اس کے ماں باپ، بہن بھائی اور رشتہ دار اس کے سامنے بولتے ہیں بالفاظِ دیگر بچہ وہی زبان بولتا ہے جو وہ اپنے مامول سے سیکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اس زبان و بیان کا حامل ہوتا ہے جو اس میں روزِ اوّل سے ہی ودیعت کی گئی ہے اور مادری زبان اس کی دوسری زبان Second Language بنتی ہے۔ یہ زبان و بیان ہر ایک میں یکساں ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جب انسان کا ہاتھ کسی کانٹے یا پلٹے کو نلہ پر لگتا ہے تو تکلیف کی اطلاع اس کے ذہن میں کس زبان کی صورت میں پہنچتی ہے۔ بھئی خوشبو اور ناگوار بو کی اطلاع ذہن کس زبان میں وصول کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایک شخص کو جب اسے پیاس لگتی ہے تو اس کے ذہن میں پانی کے لیے آنے والا خیال کس زبان میں ہوتا ہے؟

دنیا کے ہر نقطہ میں چاہے وہاں کوئی سی بھی زبان رانج ہو بھوک، پیاس، تکلیف، تسلی، خوشی، غم، محبت، غصہ، خواب، خواہش، جنس، اچھائی، برائی، سچ، جھوٹ غرض زندگی کا ہر تقاضا، ہر جذبہ اور ہر طرز کو ایک ہی معنوں میں لیا جاتا ہے۔ یہ سب ہمارے فطرت میں Builtin ہے۔

قرآن میں دیگر مقامات پر بیان کا نقطہ اس طرح آیا ہے۔

توجہ: ”(اے نبی) آپ قرآن کو جلدوں (یا د کرنے) کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ اسکا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی بیوقوف کریں، پھر اس کا (واضح) بیانات (بَیِّنَات) کر دینا ہمارا ذمہ ہے۔“ [سورہ قیامہ (75) آیت: 16:19]

توجہ: ”اور ہم نے تم پر (یعنی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیانات (تَبییناً) ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔“ [سورہ نحل (16) آیت: 89]

”عام لوگوں کے لئے تو یہ (قرآن) بیانات (بَیِّنَات) ہے۔ (مگر) تعویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔“ [سورہ آل عمران (3) آیت: 138]

روحانی سوال جواب

ان صفحات پر روحانی سائنس سے متعلق آپ کے سوالوں کے جوابات محقق نظریہ رنگ و نور شیخ خواجہ شمس الدین عظیمی پیش کرتے ہیں۔ اپنے سوالات ایک سطر چھوڑ کر صفحے کے ایک جانب خوشخط تحریر کر کے درج ذیل پتے پر ارسال فرمائیں۔ برائے مہربانی جوابی لفافہ ارسال نہ کریں کیونکہ روحانی سوالات کے براہ راست جوابات نہیں دیے جاتے۔ سوال کے ساتھ اپنا نام اور مکمل پتہ ضرور تحریر کریں۔

روحانی سوال و جواب۔ D, 1/7-1، ناظم آباد۔ کراچی 74600

سوال: مراقبہ میں واردات و کیفیات کا نزول کس طرح ہوتا ہے....؟

(صدا نور۔ کراچی)

جواب: مراقبہ میں واردات و کیفیات کا نزول دو طرح سے ہوتا ہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ آدمی آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے اس کے اوپر آدھی نیند طاری ہو گئی جس کو ہم نیم غنوغی کہہ سکتے ہیں اور اس حالت میں وہ غیب کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔

دوسری حالت میں وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے لیکن اس کے اوپر نیند طاری نہیں ہوتی۔ آنکھیں بند ہیں اور وہ غیب کی چیزوں کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اس کیفیت کا اصطلاحی نام درود ہے۔ جب کوئی شخص اس کیفیت سے پوری طرح آشنا ہو جاتا ہے تو پھر درود کی حالت میں اس کی آنکھیں کھلنے لگتی ہیں اور کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر چیز بند آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ آنکھوں پر ایک دباؤ پڑا اور آنکھیں کھل گئیں۔ رفتہ رفتہ یہ حالت اسی درجہ غالب آ جاتی ہے کہ اس کو آنکھیں بند کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اور وہ اپنے ارادہ کے ساتھ جہاں دیکھنا چاہتا ہے دیکھ لیتا ہے۔ اس کیفیت کا اصطلاحی نام کشف یا مکاشفہ ہے۔ لیکن اس حالت میں انسانی شعور کافی حد تک معطل اور دبا ہوا رہتا ہے۔ یعنی جب اس کے اوپر یہ حالت وارد ہوتی ہے تو ماحول سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور جب اس کیفیت سے باہر آتا ہے تعلق بحال ہو جاتا ہے۔

مکاشفہ کی صلاحتیت پوری طرح بیدار ہو جانے کے بعد ذہن ایک نئی کروٹ لیتا ہے اور انسان کھلی آنکھوں

سے دور دراز اور جس پر وہ چیزوں کو دیکھنے پر قادر ہو جاتا ہے کس پر وہ چیزیں بھی دیکھتا ہے اور شعوری حواس میں بھی رہتا ہے۔ مطلب یہ کہ شعوری حواس میں وہ باتیں کر رہا ہے، کھا رہا ہے۔ چل رہا ہے اور مشاہدہ بھی کر رہا ہے۔ تصوف میں اس کا نام مشاہدہ ہے۔

مشاہدہ میں اس بات کی مشق ہو جاتی ہے کہ انسان لا شعوری واردات و کیفیات میں جو دیکھتا ہے شعور اس کو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ اس کو ایک حقیقت جان کر اہمیت بھی دیتا ہے۔ نتیجہ میں لا شعوری اور شعوری کیفیات میں ایک توازن قائم ہو جاتا ہے۔

جب یہ کیفیت قائم ہو جاتی ہے تو کوئی سائلک

غیب اور ظاہر میں بیک وقت دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے اور عمل کرتا ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ بھی کرتا ہے اور دنیاوی کاموں میں بھی مصروف رہتا ہے،

فرشتوں سے ہم کلام بھی ہوتا ہے اور اپنے وہ ستوں سے محو گفتگو بھی رہتا ہے۔ یعنی اس کے اوپر ایک ایسی حالت وارد ہو جاتی ہے جس کو ہم لا شعوری اور شعوری کیفیات کا ایک جگہ جمع ہونا اور بیک وقت عمل کرنا کہہ سکتے ہیں۔

وہ خود کو زمین پر بھی موجود دیکھتا ہے اور آسمانوں کی سیر میں بھی مصروف پاتا ہے۔

آئیے! دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور اپنے محبوب ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے صدقے میں ہمیں تو فیق عطا فرمائیں کہ ہم ان کے محبوب ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے نقش قدم پر چل کر اپنا عرفان حاصل کریں اور من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی جس نے خود کو پہچان لیا پیغمبر اس نے اپنے رب کو پہچان لیا کے کلیے کے مطابق خود کو پہچانیں اور ذات باری تعالیٰ کا عرفان حاصل کر لیں۔ آمین یا رب العالمین۔



میرے سوار ہوتے ہی کشتی جھیل کے پانی پر تیرنے لگی اور
میں جھیل کی سیر کرنے لگی۔

بقیہ: کیفیات مراقبہ

ایک روز دیکھا میں رات کے وقت تھ جا رہی ہوں شدید اندھیرے کی وجہ سے راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔ ابھی میں سوچی رہی تھی کہ گھر کس طرف جاؤں گی۔ رہا شنیوں کا ایک غول میری جانب آتا دکھائی دیا۔ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ بہت سے جگنو تھے۔ وہ آگے آگے مجھے راستہ دکھاتے جا رہے تھے۔

مراقبہ سے میرے مسائل میں کمی اس طرح ہوئی کہ ذہن اب فضول سوچوں کو زیادہ دیر خود پر مسلط نہیں ہونے دیتا۔ عیسوی کی وجہ سے اعتقاد میں اضافہ ہوا ہے۔ میرے اعتقاد کی وجہ سے بچوں پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا ہے۔ اس اعتماد کی بدولت مجھے ایک آسونی میں ملازمت بھی مل گئی ہے۔

اب مایوسی پر کافی حد تک قابو پایا ہے۔ خوشی اس بات کی ہے کہ اب میں اپنے انتہائی تنگ مانسی کو بھول کر اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے کوششوں میں مصروف عمل ہوں۔





اس ماہ کے مضامین میں نبی رحمت ﷺ، حضرت موسیٰ کی ولادت سے آغاز ہو

توت ﷺ تک، بیاتج الدین، پاپائی، انسان ایک کائنات، نگاہ مرد مومن، مولانا احمد علی لاہوری، عبرت ناک داستان، ایک فقیر ایک بادشاہ، مہد رسالت میں، سنت رسول، حضرت ابو نعیم، معاشرے میں خواتین کا کردار، ماں کا دودھ، تمہیلیاں، نیل تیلچی کیجیے، حید اور شاہی نوبت خاندان، ایک پوریشہ، جہد مسد دار مضامین میں نور انبی نور نبوت، آواز دوست، باثرات، بی اس نیکوئی، ایڈیٹرز کی دعا، محفل بر اقبال، اللہ رحمی اور آپ کے مسائل شامل تھے۔ اس شمارے سے منتخب اردو تجزیے ”قطرے سے گھر ہونے تک“ قرآن میں کے ذوق مطالعہ کے لیے پیش کی جا رہی ہے۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آمادہ آرام رہتی ہے۔ مختلف انداز میں وہ ہمیں مسکنے کے حل اور تلافی کی صورتیں

سمجھاتا ہے۔ جو انسان اس کی رحمت اور ربوبیت پر یقین رکھتا

قطرے سے گھر ہونے تک

بندوں پر بہت مہربان رہتا ہے، وہ کسی کی فوری گرفت نہیں

کرتا۔ اس سرہ ارض پر جن مسائل یا مشکلات سے ہم انسان دوچار ہوتے ہیں یا تپ وہ خود، ہر ذی لہنی ناعاقبت اندیشیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ انظر اوی سطر پر انسان اپنی کوتاہیوں اور وہ سرہ کی بد باطنیاں مکر و فریب، تعصب، حسد، فتن اور بد گمانیوں کے ہاتھوں دکھ اٹھاتا ہے، مشاہدہ یہ ہے کہ جب سارے راستے مسدود اور حالات انتہائی پوس تن نظر آتے ہیں،

(سکیم محمد سعید)

پھر ان کے لیے خیر و برکت کے راستے کھل جاتے ہیں مایوسیوں کے سیاہ بادل چھٹ جاتے ہیں۔ یہ دنیا جو بہت آباد و شاد نظر آتی ہے دراصل ایس نہیں ہے، جن لوگوں کو ہماری آنکھیں بہت خوش حال مرفحہ الحال اور دولت سے کھیلتا دیکھتی ہیں

اس نے اپنے بچے ساتھی کا انتخاب کیا اور جوئے زندگی حسین وادیوں میں سے زندگی رہی ہے بھی ہوئے اور زندگی بہت اسی نظر آنے لگی۔ لیکن ہر عمل کے رد عمل کی طرح عیش و شہوات اور ہادہ مستیوں نے اپنی قیمت وصول کرنی شروع کی۔ صحت جو اب دینے لگی، تھک کا فعل خراب ہو گیا، علاج بھی ہوئے لیکن پریز کے بغیر علاج بالعموم ناکام ہی ہوتے ہیں، اس کے ساتھ بھی یہی ہوا، مزاج کا چہل رخصت ہونے لگا۔ چڑچڑاہٹ سے پن نے زندگی میں زہر نکھولنا شروع کیا، میاں سے ناچاقی ہوئی جو بڑھتی ہی چلی گئی یہاں تک کہ وہ بچوں کو لے کر ایک اور شہر میں جا بسا، ماں ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے بچوں کو ماں کا پر خلوص پیار نہ دے سکی۔

یہ خاتون اب اپنے گھر کے ایک کمرے میں محصور ہو کر رہ گئی تھی۔ محالین نے صحت یابی سے مایوسی کا اظہار کر دیا تھا، وہ لٹ کی پھاؤں ڈھلنے لگی، آخر ایک دن رخصت ہو گئی۔ اب قرض پر گزارے ہوئے تھی۔ آپ اس خاتون کی کیفیت اور اذیت کا تصور کیجیے کہ کن حالات سے وہ دوچار ہوئی! اس کی ذہنی وقت کی شدت کا کیا عالم ہو گا! ناز و نعم اور دنیا جہان کی نعمتوں پر پٹنے والا جسم آج اس کی پیار اور مینائے اذیت، روح و قلب کا غلیظ تاریک قید خانہ بنا ہوا تھا۔ قرض کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا اور اسی کے ساتھ تنظرات کی پلندہ اور مسائل کے انبار میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا پتھ پڑھ نکلے، ڈیڑھ ہاتھ میں آجائے گی تو گزر بسر کی کوئی بہتر صورت نکل آئے گی، لیکن ماں و مسائل کے فتنہ ان کے علاوہ پیار، بسم اور تھل دھل کے ساتھ یہ کام پورا نہیں ہو سکتا

ان کے ظاہر پر نہ جاسیے۔ کلبوں میں اور عایشیوں توٹوں میں داد عیش دینے والوں میں کچھ تو وہ ہیں جن کی آنکھیں اس وقت اپنے انجام کو دیکھنے سے قاصر ہیں اور وہ حسن، جوانی اور دولت کو بنا کر اور نوٹ کر مزے اڑاتے نظر آ رہے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو دراصل اندر سے بہت دکھی ہیں اور اپنی دولت کے سہارے مختلف قسم کے لہو و لعب میں مبتلا ہو کر غم غمٹ کرنے کی لالچ حاصل کر رہے ہیں۔ مختلف نئے، مختلف کھیل، دلچسپیاں، عیش، قہقہے چھبے محسوس فریب ہیں۔

کبھی آپ ان کے مونس بن کر ان کے اندر جھانکیے، آپ کو دکھوں، حسرتوں اور شکایات کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ملے گا۔ قدرت انہیں نجات کے راستے سمجھاتی ہے لیکن وہ بدستور اپنی راہ پر چلتے رہتے ہیں۔ کبھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھیے اور پھر انہیں ٹھولیے۔ پہلے تو وہ آپ کو بہت مضبوط اور اپنی روش پر مضبوطی سے ڈنٹے نظر آئیں گے لیکن پھر جس حصار میں وہ خود کو جتنا کیے ہوتے ہیں وہ آہستہ آہستہ ٹوٹنے لگتا ہے اور ان کی شخصیت کا اصل روپ سامنے آجاتا ہے۔ یہی باتیں افسانے اور کہانیاں بن جاتی ہیں، جنہیں آج زیادہ تر وقت گزارنے کے لیے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

یہاں ایک ایسی خاتون کا ذکر مناسب ہو گا اس کی کہانی بھی دوسروں سے کچھ بہت مختلف نہیں ہے۔ وہ ایک دولت مند گھرانے کی چشم و چراغ تھی۔ ہر سہولت اور آزادی سے میسر تھی۔ یورپ اور امریکہ کے عشرت کدوں کے در اس کے لیے ہمیشہ کھلے رہے۔ باغ عیش و عشرت کی اس گلگشت میں

قریبی کا عیش

Scanned By Amir

ہوتی، بھلا کمرے کی صفائی سے اس کے مسائل کا کیا تعلق۔ یہ محض اپنے ذہن کی تباہیوں سے لٹھنے والا کوئی فنزیہ جملہ ہو گا۔ گمراہ ہر روز اور ہر وقت یہی آواز سننے لگی۔ ایک ہفتے بعد اس نے سوچا چلو اس سے نجات ہی کی خاطر کمرہ ٹھیک کر لیتی ہوں، وہ اپنے بستر سے اٹھی اور کمرے کو ٹھیک کرنے لگی، ہر چیز الٹی پڑی تھی۔ پورا کمرہ بے ترتیبی کا نمونہ تھا۔ کوئی چیز بھی تو اپنی جگہ نہیں تھی۔ یہ کام بہت مشکل اور بوجھل لگا، لیکن وہ کمرے کی صفائی اور چیزوں کو جھاز پونجھ کر قرینے سے رکھنے میں لگی رہی۔ اسی کام کے دوران اس کے ذہن کے بند دروازے کھلنے لگے اور وہ سوچنے لگی

”میری اپنی زندگی بھی تو اسی سندے، بے ترتیب اور بے بنیاد کمرے جیسی ہے، کونوں میں کوزے اور پتھر کے ڈھیر میں مجھے قرض کا بوجھ نظر آیا۔ سائنس و خاموش کتابوں میں مجھے کامیاب شخصیتوں کے کردار اور ان کے اقوال پوسٹے محسوس ہوئے۔ میں نے محسوس کیا کہ جس طرح میں نے گملوں میں گئے پودوں کی دیکھ بھال نہیں کی ہے، ان پر توجہ نہیں دی ہے اور وہ سوکھ اور ٹھنڈے گئے ہیں اسی طرح میرے شوہر اور بچوں نے بھی مجھے میری غلط روش اور لاپرواہیوں کی وجہ سے منہ موڑ لیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرے کمرے کی ہر چیز اپنی جگہ پر آتی چلی گئی، اور انہی کے ساتھ یہ احساس شدت کے ساتھ ابھرنے لگا کہ میں نے اپنے رب سے جس معجزے کی دعا کی تھی وہ ظاہر ہو چکا ہے۔ اپنی تباہی کی میں خود ذمہ دار ہوں۔ صحیح فکر کی صلاحیت اور صحیح اور درست عمل کی

تھ۔ زندگی کی تمام باتیں اب اسے مسدود نظر آنے لگیں اور آخر ایک دن صبر کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ سخت مایوسیوں نے اسے پارہ پارہ کر دیا۔ وہ اپنے بستر پر گمراہ پڑی اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو گیا۔ آج اسے احساس ہوا کہ جن وسائل اور سہاروں پر اسے بڑا اعتماد اور ناز تھا وہ محض قریب تھے اب وہ اس دنیا میں بکا و تباہ بالکل ہے آسرا نہیں۔ مایوسی کی اس گھڑی میں اسے وہی یاد آیا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جو سب کا پائین ہار ہے جو ہماری شہ رُ سے بھی قریب تر ہے۔ جو ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے جو مانگنے والے کو ضرور دیتا ہے، اس نے تو آج تک اسے پکارا ہی نہیں تھا، لیکن آج چیخا چیخ کر کہہ رہی تھی، میرے رب مجھ پر رحم کر، میری غلطیوں کو دور کر، اب تو ہی تو میرا سہارا ہے۔ میں اب کس سے مدد مانگوں۔

مصائب کے جنوم سے صبر اگر وہ بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹی جس کی رحمت بے حساب ہے، اس گریہ و زاری کے عالم میں وہ ایک عجیب قلبی واردات سے دوچار ہوئی۔ اس نے اپنے قلب کی گہرائی میں ایک آواز سنی جو صرف یہ کہہ رہی تھی ”بستر سے اٹھ اور اپنے کمرے کو صاف کر، ہر چیز قرینے سے لگا“ اسے بڑی انجمن ہوئی کہ آخر یہ کیا بات ہوئی۔ اس کے مسائل نیو تپاں اور یہ آواز بھلا کس طرح ان کا حل بہت بوسنتی ہے! وہ تو اپنی دعا کے جواب میں کسی معجزے کی منتظر تھی، لیکن اس سے کمرہ درست کرنے کے لیے کہا جا رہا تھا۔ اس نے سوچا یہ بھی محض وہم ہے، دن کی کوئی آواز نہیں

میں فی سائنس کی ایک مقررہ رفتار سے سفر کرتی ہے پھول یکبارگی نہیں کھلتے۔ قطرے کے گہر ہونے تک کیا کیا مراحل طے ہوتے ہوں گے۔ یہی حال زندگی کا ہے۔ ہماری اپنی تخلیق بھی اسی ترتیب سے پورنی ہوتی ہے۔ سانوں سے خلیات اور پھر ان سے اعضاء اور پھر ان سے ایک پورا جسم بنتا ہے پانی درجہ بدرجہ سرد ہو کر برف بنتا ہے اور اسی حساب سے گرم ہو کر برف دوبارہ پانی کا روپ اختیار کرتی ہے۔

میں ہوش میں آئی تو عمل کی قوتوں نے بھی جوش مارا اور میں اپنے دامن سے تمام آلائشیں جھاڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور قدم پہ قدم آگے بڑھنے لگی۔ کمر ہی پر پھولوں کو لکھنا پڑتا اور سڑھائی وغیرہ و سلفاتی جس سے روز کا شروع پورا ہونے لگا، دال روئی حلق سے ت اترتی، نیند پھر بھی اچھی تھی، قرش کے پیوں سے خریدی جانے والی مرقن غذائیں نیا چھو نہیں میری صحت بھی سنبھلنے لگی۔ حرمت و عمل نے پورے جسم کو آمادہ انقلاب کر دیا۔ مجھ میں کام کرنے کی صلاحیت روز بروز بڑھتی گئی اور سب سے بڑا گرم یہ ہوا کہ میں اپنے اللہ سے قریب ہوتی چلی گئی۔ اس خاتون نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور صحیح فکر و عمل کے ذریعہ سے اپنی بگڑی بنائی۔ شوہر سے صلح ہو گئی، بچے بھی آئے، تعلیم بھی حاصل کی اور زندگی ایک مرتبہ پھر درخشاں ہوئی۔ وہ خاتون اب سایہ دار درختوں کی چھاؤں میں اپنا سفر حیات طے کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ مہربان ہے، نہایت رحم کرنے والا ہے، کوئی اس کا فتنہ و کرم تلاش تو کرے!

قوت انسان کے لیے قدرت کا سب سے بڑا عطیہ ہے۔ مصائب اور مشکلات قسمت کا نہیں انسان کی اپنی غلطیوں اور غلط فہمیوں اور عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں اسی طرح ان کے حل بھی خود انسان ہی کو تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ اپنے صحیح اور دیانت دارانہ احتساب اور پھر صحیح اقدام و عمل کے ذریعہ سے ہم ایک مرتبہ پھر مایوسیوں کی دلدل اور ناامیدیوں کے اندھیروں سے نکل سکتے ہیں۔ ہم مشکلات کی طرف ناچنے گاتے جتنے کھیلتے خود بڑھتے ہیں۔ پیش کوشیاں ہمیں اندھا بنا دیتی ہیں اور جب آنکھ کھلتی ہے تو ہم خود کو گروں تک دلدل میں پھنسا پاتے ہیں۔ جو اس گھڑی میں اپنے اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کی مدد کرتا ہے اور ان میں حوصلہ پیدا کر کے اسے نکالنے کا سامان کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ قدم بہ قدم ہم دوبارہ زندگی کی چمکتی دھکتی شاہراہ پر واپس ہونے لگتے ہیں اور کامیابیوں کی منزلیں قریب آتی چلی جاتی ہیں۔ کسی نے بڑے سچے کی بات کہی ہے کہ ترقی کی طرف انسان امید کے سہارے قدم بہ قدم بڑھتا ہے۔ پہلے بہت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھتے ہیں پھر اعتماد بڑھتا ہے اور رفتار میں تیزی آنے لگتی ہے۔

میں اپنے بستر پر بیٹھی یہی سوچتی رہی کہ کمرہ ٹھیک کرنے کا کام بظاہر کس قدر معمون تھا، لیکن اس کام کے لیے مجھے ملنے والا اشارہ کتنی بڑی بات تھی مجھے بتایا گیا۔

میں اسی طرح اپنی ابھی اور تباہ زندگی کو بھی درست کر سکتی ہوں۔

خود قدرت بھی اس اصول پر عمل کرتی ہے مثلاً روشنی یا ایک نہیں ہو جاتی۔ یہ بھی 186 ہزار

مقصد کی تکمیل میں سرگرم عمل ہیں۔ وطن عزیز میں اردو، انگریزی اور علاقائی زبانوں میں معیاری ہفت روزہ اور روزنامے شائع ہوتے ہیں۔

سلسلہ ملنگیہ کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کی تربیت و اصلاح کا فریضہ انجام دینے کے لیے ماہ جنوری 1991ء میں دینی، روحانی و علمی جریدہ ماہنامہ ”الملنگیہ“ کا اجراء کیا گیا۔ ماہنامہ ”الملنگیہ“ کے پچیس سال مکمل ہونے پر اپریل 2015ء میں سلور جوبلی نمبر شائع کیا گیا ہے۔

اس پچیس سالہ خصوصی ایڈیشن میں خواجہ متقی بابا اولیاء کی سوانح حیات، سلسلہ ملنگیہ کا تعارف، تعلیمات، تاریخ، اور مشن کے متعلق چیدہ چیدہ مضامین شائع کیے گئے ہیں۔

رکھتا ہے۔ جبکہ مادی وجود شعوری حواس رکھتا ہے۔ یہ حواس آئین دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف مزاحمت یا حالت جنگ میں رہتے ہیں۔ معاشرے میں تمام برائیاں شعوری حواس سے پیدا ہو کر پھیل رہی ہیں۔ شعوری حواس کنٹرول کرنے کے لیے نا شعوری حواس کو سامنے لانا ہو گا۔

روحانی لوگوں نے قانون اور قاعدے بنائے ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مراقبہ ضروری عمل ہے۔

مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری سوچ سے نکل کر باطنی سوچ اپنے اندر پیدا کرنا۔ اس طرح یقین کا پیٹرن انسان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان روح کے Function سمجھ جاتا ہے۔ انسان باطنی سوچ میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو ہماری ضرورت ہے۔“

الملنگیہ

(سلور جوبلی نمبر) اربق اپریل 2015ء

جلد: 24 شماره: 11-12

مدیر اعلیٰ: خواجہ اظہار الحق مسعود شاہ

صفحات: 432

قیمت: چھ سو روپے

رابطہ: آستان عالیہ چشتیہ نظامیہ ملنگیہ محلہ علی پور، ایچ

بلاک اوکاڑہ، پنجاب

عالم اسلام میں خصوصاً اور پاکستان میں اس وقت مختلف سطحوں پر مختلف جماعتیں، تنظیمیں اور ادارے دینی صحافت سے وابستہ ہیں اور فروغ و دعوت دین کے



اپنی کتاب کے تبصرے کے لیے آپ بھی ہمیں اپنی کتاب کی دو جلدیں اس پتے پر ارسال کر سکتے ہیں۔

7 D.1-1 انٹیم آباد کراچی 74600



بابا گورو نانک دیو جی کا
 نام کسی تعارف کا
 محتاج نہیں۔ بابا
 جی، سچے مذہب کے بانی
 اور سکھوں کے زریعہ
 دس میں سے
 پہلے گورو
 (انہیں گورو بھی لکھا
 جاتا ہے) تھے۔ گورو
 نانک دیو جی 20
 اکتوبر 1469ء کو

پاکستان

گوردوارہ پنچہ صاحب

حسین ابدان کا ایک قریبی شہر ان دنوں بھی ایک
 چھوٹے سے گاؤں کے طور پر آباد تھا۔ 1822ء میں اس
 گاؤں کا نام سردار ہری سنگھ نالو اسکے نام پر ہری پور رکھ
 کر اسے ہزارہ ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا۔

لاہور کے قریب ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں "رائے
 بھوئی دنی کونڈی" میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں اس
 گاؤں کا نام بابائی کی مناسبت سے ننگانہ صاحب رکھ دیا
 گیا۔ اب ننگانہ صاحب و ضلع کا درجہ دیا جا چکا ہے۔
 تونڈی (ننگانہ صاحب) میں بابائی کی جائے پیدائش
 پر گوردوارہ جنم استھان تعمیر کیا گیا ہے۔

1801ء میں مہاراجا نجیت سنگھ نے پنجاب میں
 سکھ راج کی بنیاد رکھی۔ اس کے سپہ سالار اعلیٰ (کمانڈر
 انچیف) سردار ہری سنگھ
 نالوانے 1807ء میں
 قصور، 1814ء میں
 سیالکوٹ اور کشمیر 1818ء
 میں ملتان اور سندھ کے
 بعض حصے اور 1822ء میں
 ہزارہ ڈویژن کا علاقہ فتح
 کر کے مہاراجا نجیت سنگھ
 کی بادشاہت کا حصہ بنایا۔



کی یہ قسم صرف اسی تالاب میں پائی جاتی ہے۔ گوردوارے کی طرح یہ مچھلیاں بھی سکھوں کے لیے نہایت مقدس اور متبرک ہیں چنانچہ آنے والے زائرین ان مچھلیوں کی خدمت کرنا اور انہیں خوراک دینا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ ان مچھلیوں کو پکڑنے، چھونے، نقصان پہنچانے یا گوردوارے سے باہر لے جانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

چشمے کا منبع اس چٹان کے نیچے پوشیدہ ہے جس پر بچے کا نشان مثبت ہے۔ اس چٹان کو باقاعدہ غسل دیا جاتا ہے اور سکھ یا تری اس نشان کو چھونے یا چومنے کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ سکھوں کا عقیدہ ہے کہ اس نشان کو چھو لینے سے روح کو نہ صرف تروتازگی اور بالیدگی حاصل ہوتی ہے بلکہ اس سے کئی بیماریوں سے بچ سکتا ہے۔ چشمے کے پانی کو پوتر (پاک) سمجھا جاتا ہے۔ اسے پینے کے علاوہ اس میں غسل کرنے کو بھی عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ اس مقصد کے لیے چٹان کے ساتھ ہی غسل خانے بنائے گئے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے لیے غسل کی علیحدہ جگہیں مخصوص ہیں۔

14 اکتوبر 1932ء کو لاہور میں مہاراجا رنجیت سنگھ کی سادھی کی طرز پر پانچ پینڈوں نے یہاں گوردوارے کی نئی تین منزلہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسے سرمئی رنگ کے بھر بھرے پتھر سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی کھڑکیاں مہرابی طرز کی ڈیزائن کی گئی ہیں۔ چھت کے سین وسط میں ایک وسیع گنبد ہے جس کے چاروں جانب ترتیب وار چھوٹے گنبد بنائے گئے ہیں۔ اس عمارت کی تمام گزرگاہیں، تالاب کے پانی کے آر پار بتائی تی ہیں۔ اس

مردار ہری سنگھ نے ہزاروں کی فتح کے فوری بعد حسن ابدال میں چٹان اور چشمے کے گرد گوردوارہ تعمیر کرایا اور اس کا نام گوردوارہ سری پنچ صاحب رکھا گیا۔ گوردوارہ کے معنی "گورو کا دروازہ" ہیں جبکہ پنجابی زبان میں دوارہ گھر کا نعم البدل بھی ہے۔ اس طرح اسے گورو کا گھر بھی کہا جاتا ہے۔ حسن ابدال میں گورو کا یہ گھر نہایت وسیع و عریض چار دیواری میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کی عمارت نہایت شاندار اور دیدہ زیب ہے۔ اس کا شمار سکھوں کی خوبصورت ترین عبادت گاہوں میں کیا جاتا ہے۔

گوردوارے کی مرکزی عمارت پنجے والی چٹان کے عین سامنے تعمیر کی گئی ہے۔ مہراب نما دروازوں، نوکیلی لیکن بلند چھتوں اور چھوٹے چھوٹے گنبدوں کا یہ حسین امتزاج اپنے اندر ایک عجیب سا سحر لیے ہوئے ہے۔ عمارت چشمے کے پانی سے بننے والے تالاب کے وسط میں بتائی گئی ہے اور یوں یہ شفاف پانی میں تیرتی محسوس ہوتی ہے۔ عمارت میں داخلے کے مرکزی دروازے کا راستہ بھی تالاب کے اوپر سے ہی گزرتا ہے۔

اس عمارت کے سین درمیان میں ایک عظیم الشان ہال ہے جس میں جہازی سائز کی گرتھ صاحب رکھی ہوئی ہے۔ دن کے مخصوص اوقات میں اس کا پات کیا جاتا ہے جبکہ تمام وقت گوردوارے کے خادم کھڑے مور پتھ سے اسے ہوا دیتے رہتے ہیں۔

چشمے کا پانی، جس میں یہ عمارت کھڑی ہے نہایت شفاف اور ٹھنڈا ہے۔ اس میں کالے رنگ کی مہاشیر مچھلیاں تیرتی رہتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مہاشیر

تعمیر کا پتہ



مقصد کے لیے نہایت خوبصورت اور چھوٹے چھوٹے پل تعمیر کیے گئے ہیں۔

مرکزی عمارت کے بعد گوردوارے کے خادین اور زائرین کے لیے کئی اور عمارتیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ یہاں ”گورو کانگر“ بے حد مشہور ہے۔ کانگر چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ اس کا کھانا معیار کے اعتبار سے

کسی قانون ساز ہونے سے کم نہیں۔

گوردوارے کی عمارت کی موجودہ ترتیب کچھ اس طرح سے ہے کہ گوردوارے کے مشرقی دروازے کے عین سامنے ایک چھوٹی سی مسجد اور چنڈ گاؤ ہے۔ اس چنڈ گاؤ کو بعض لوگ بابا والی قندھاری اور کچھ بابا گورو نانک کی بیٹھک قرار دیتے ہیں۔ پانی کا تالاب، جس میں مہاشیر مچھلیاں تیرتی رہتی ہیں، اب اس مسجد کے عقب میں ہے۔ اسی تالاب سے متصل ایک عمارت مقبرہ حکیمان کہلاتی ہے۔ یہاں دو طبیب بھائی دفن ہیں۔ یہ دونوں شاہی حکیم مغل بادشاہ شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کے وزیر باقاعدہ تھے۔ ان کی یہاں تدفین، شہنشاہ اکبر کے حکم پر ہی ہوئی تھی۔ حکیم ابوالفتح سیلانی کو 1589ء اور حکیم حمام سیلانی کو 1595ء میں یہاں دفن کیا گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مچھلیوں کا تالاب اور یہ مقبرہ 1581ء سے 1583ء کے درمیان شہنشاہ اکبر کی وزارت پر فائز رہنے والے خواجہ شمس الدین خوانی نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ وہی خواجہ شمس الدین خوانی ہیں جن کی زیر نگرانی 1581ء میں انک کا قلعہ تعمیر ہوا تھا۔

مچھلیوں کے تالاب سے ایک پختہ روش چھوٹے

سے احاطے دار لیکن خوش نما باغیچے کی جانب جاتی ہے۔

اس باغیچے میں دو قبریں ہیں۔ ایک اس کے وسط میں ہے جبکہ دوسری ایک کونے میں بنی ہوئی ہے۔ وسطی قبر کو غلط طور پر لانا رخ نام کی ایک مغل شہزادی سے منسوب کیا جاتا ہے جبکہ اس نام کی شہزادی کا وجود ہی نہیں تھا۔ واضح امر یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ ان دو قبروں میں کون دفن ہے۔۔۔؟

کچھ کا کہنا ہے کہ وسطی قبر، برصغیر کے نامور ولی حضرت محمد و الف ثانی کے خلیفہ شیخ کریم الدین بابا حسن ابدانی کی ہے لیکن 1919ء میں اسے غلط طور پر شہزادی زانہ رخ کے مقبرے سے موسوم کر دیا گیا۔ اس مزار اور باغ حسن ابدانی (واہ کا شاہی باغ) کو مغلوں کے مہندس انجینیئر احمد معمار نے ڈیزائن کیا تھا۔ ان احمد معمار نے دہلی کی جامع مسجد اور لال قلعے کا نقشہ بھی بنایا تھا۔

ستیسوں سے پہلے حسن ابدانی، مغلوں کا بھی پسندیدہ شہر تھا۔ مغل شہنشاہ اکبر یا شہیر جاتے تو وہ یا وہاں سے واپس پر یہاں قیام کیا کرتے تھے۔ پوتھے مغل شہنشاہ نور احمد زین محمد جہاںگیر نے اپنی خود نوشت ”ترک جہاںگیری“ میں حسن ابدانی کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔

اپنے لباس کا حصہ بنائے۔
 کڑا سے مراد لوہے کا ٹنگن ہے۔ ہر سکھ لازمی طور پر اپنی کلائی میں آہنی ٹنگن پہنتا ہے۔
 کرپان، سکھوں کا چھوٹا سا روایتی خنجر ہے جسے سکھ اپنے لباس میں دائیں جانب اڑتے ہیں۔ سکھوں کے لیے ضروری ہے کہ یہ ہتھیار ہمیشہ اپنے پاس رکھیں۔

سنگھاء ظاہر ہے بال بنانے کے لیے ہوتا ہے۔ سکھ اپنے سر پر بانوں کا جو جوڑا بناتے ہیں، ان میں کنگھا بھی لگایا جاتا ہے جو کلپ کا کام بھی دیتا ہے اور بال سنوارنے کے کام بھی آتا ہے۔

سکھ مذہب کی آخری لازمی شے کیس ہے۔ پنجابی زبان میں بانوں کو کیس کہا جاتا ہے۔ سکھوں پر پابندی عائد ہے کہ وہ اپنے جسم کے بال نہیں تراشیں گے۔ سکھوں کی داڑھیاں اور سروں کے لمبے بال ان پابندی کی وجہ سے ہیں۔ سروں کے لمبے بانوں کو جوڑے کی شکل میں سر پر باندھ لیا جاتا ہے۔ سر پر پٹری بستی جاتی ہے۔

اب گوردوارہ پنجہ صاحب کا قلم دار پاکستان وقف نملاک ہے لیکن ایک سکھ مہنت اب بھی گوردوارے میں رہتا ہے تاکہ مریادہ کا پالنہ کر سکے۔ ایک مخصوص تعداد میں سکھوں کی آمد پر جو رونق اور جوش و خروش دیکھنے میں آتا ہے، وہ بے مثال ہے۔

پاکستان میں سکھ گوردواروں کی تعداد ایک سو کے ٹک بھگ ہے جو ملک کے کئی حصوں میں موجود ہیں مگر سکھوں کے ہاں جو اہمیت گوردوارہ سربہ پنجہ صاحب کی ہے، وہ کسی اور گوردوارے کی نہیں۔



ویسے تو دنیا بھر سے سکھ یا تری سال میں دو مرتبہ حسن ابدال آتے ہیں لیکن بیساکھی کے میلے پر حسن ابدال کی رونق دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ سکھ مذہب کے مطابق بیساکھی کا تہوار صرف اور صرف حسن ابدال کے مقدس شہر میں ہی منایا جاسکتا ہے۔

بیساکھی کے میلے کی ابتدا آریاؤں نے 1500 قبل مسیح سے 500 قبل مسیح کے دوران اپنی ہندوستان آمد پر کی تھی۔ پنجاب میں گندم کی پہلی کٹائی کو خوشی اور دولت کی علامت اور آمد آمد کہا جاتا ہے اور بیساکھی اسی خوشی کے اظہار کا انداز ہے۔

بیساکھی ہر سال 13 اپریل کو منائی جاتی ہے اور سکھوں کے ہاں یہ جشن صرف بہاگور و نالک کے لیے مخصوص ہے۔ 13 اپریل ہندی میں بیساکھی کی نیم تاریخ ہوتی ہے۔ 1921ء میں سکھ مذہب کے گورون (بزرگوں) نے فیصلہ کیا کہ آئندہ بیساکھی کا میلہ بیساکھی 1694ء کی یاد میں ہر سال یکم بیساکھی کو منایا جائے گا۔ اس دن سکھ مذہب کے دسویں گورو گوبند و آئند صاحب (ہندوستان) شہر میں پنج کاف کے نشانات اور ترتیب پیش فرمائی تھی۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی خالی از و نہیں نہیں ہوگی کہ سکھ مذہب میں ”پانچ کاف“ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور ایک سکھ کے لیے ان کی پابندی بے حد ضروری ہے۔ یہ پانچ کاف دراصل پانچ چیزیں ہیں جو حرف ”ک“ سے شروع ہوتی ہیں۔ ان کے نام پنجابی زبان میں پنچ، کڑا، کرپان، سنگھار، کیس ہے۔

ان ”کافوں“ کی ترتیب یہی ہے۔ پنچ سے مراد جائنیا ہے جسے پنجابی زبان میں پنچ یا کاجھ کہا جاتا ہے۔ ہر سکھ کے لیے ضروری ہے کہ وہ پنچ (انڈرویز) کو

بچوں کا وہابی ڈائجسٹ



انشراح رشید - کراچی



عیشیل فاطمہ - کراچی



محمد حنظلہ کاشف - کراچی



ارتقاء عدیل - کراچی

Scanned By Amir

نعما پانڈا اور نیلا بعد

رہتا تھا۔ وہ بچپن ہی سے اپنی
تریفیں سنا آ رہا تھا۔ ”دیکھو!
کتنا پرکشش ہے۔ اس کے لمبے
پال سونے کے تاروں کی
طرح چمکتے ہیں۔“



گلو ایک چھوٹا سا
نیلا بندر تھا اور نیلا ایک
نخا پانڈا۔ دونوں بہت اچھے
دوست تھے۔ ان کے کچھ
اور اچھے دوست بھی تھے۔
ان میں ایک ہرن کا بچہ،
ایک بھورا خرگوش، ایک نیولا اور
ایک خارپشت شامل تھے۔ وہ
سب ایک پہاڑی جنگل

گلو کا چہرہ اور جسم نیلا تھا لیکن اس کے
پال سنبرے تھے۔ اس کی دم بھی بہت لمبی
تھی جو اسے دوسرے تمام بندروں سے ممتاز
رتی تھی۔ اس کے والدین نے اسے آزادی دے رکھی
تھی۔ اس وجہ سے وہ کچھ مفرور ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا

میں رہتے تھے جہاں درخت، جھاڑیاں، گھاس، بانس اور
جنگل پھول پہاڑی و حلو انوں اور گھٹائیوں
میں آتے تھے۔ اس خوبصورت جگہ پر وہ
سب بہت خوش تھے۔

کہ وہ سب سے خوبصورت اور قابل ہے۔
وہ بہت شریر اور چالاک تھا۔ وہ اکثر
دوسروں کو تنگ کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اب دوسرے جانور
اس کے ساتھ کھیلنا پسند نہیں کرتے تھے۔

محمد زبیر اشرف۔ کراچی

نخا نیلا بندر اپنے والدین کے ساتھ جنگل میں اور
نخا پانڈا اپنے والدین کے ساتھ بانسوں
کے جھنڈ میں اپنے ایک خار میں رہتا
تھا۔ گلو اور نیولا روز ساتھ کھیلا کرتے
تھے۔ انہیں اپنے دوسرے
چھوٹے دوستوں کے ساتھ مل کر
کھیلنے کا بھی بہت شوق تھا۔

ایک روز گلو کے والدین اپنے
چھینٹے کے لیے پھل جمع کرنے
پہاڑیوں پر گئے۔ گلو گھر پر
اکیلا تھا۔ وہ ایک درخت پر
چڑھ گیا اور سب کھانے لگا۔
کھاتے کھاتے اس نے سوچا کہ
میں بہت عرصے سے اپنے
دوستوں سے نہیں
ملا ہوں۔ وہ مجھ
سے کترانے لگے
ہیں۔ یہاں مزہ

لیکن کچھ عرصے بعد گلو
اور نیولا کی دوستی میں کمی
ہونے لگی۔ اس کی
وجہ یہ تھی کہ گلو کی
ہر کوئی تعریف کرتا

بھی نہیں آ رہا۔ چلو چلتے ہیں۔

چنانچہ وہ ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگیں مارتا ہوا چند ہی لمحوں میں بانسوں کے جھنڈ میں پہنچ گیا۔ نیو وہاں بیٹھا ہوا بانس کی نرم پتیوں کو بڑی رغبت سے کھا رہا تھا۔ اگرچہ وہ صرف ڈیڑھ سال کا تھا، لیکن گلو کے مقابلے میں بہت بڑا اور موٹا تھا۔

”موٹے احمق! تم پھر بانس کھا رہے ہو! اس کا مزہ اچھا نہیں ہوتا۔“ نیلا بندر چیخا۔

”گلو! بانس کی یہ پتیاں بہت نرم اور تازہ ہیں۔ آؤ کچھ تم بھی کھا لو۔ بڑی مزے دار ہیں۔“ گلو نے دوستانہ انداز میں کہا۔

”نہیں! یہ بد مزہ چیز کون پسند کرے گا....؟“ میری ماں مجھے بہت چاہتی ہے۔ وہ مجھے بہترین چیزیں کھلاتی ہے۔“ اس نے غرور سے کہا۔

اس کی یہ باتیں سن کر نیو پریشان ہو گیا اور بولا ”میری امی بھی مجھے بہت چاہتی ہیں۔ میری امی دوسروں کا خیال رکھتی ہیں۔ انہیں دوسروں کی مدد کر کے خوش ہوتی ہے۔ وہ کبھی کسی پر دھونس نہیں جھامتیں۔ یہاں سب ان کی عزت کرتے ہیں۔ میں بڑا ہو کر ان جیسا بنوں گا۔“

نیلا بندر حقارت سے ہنسا ”تمہاری امی بھی تمہاری طرح بد صورت ہیں۔ تمہارا جسم سٹپید اور کالے بالوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ مجھے دیکھو، میں کتنا خوبصورت ہوں۔“

نیو کو اس کی باتیں سن کر غصہ آ گیا۔ اس نے کہا ”گلو، اب اگر میری ماں کو کچھ کہا تو میں تمہارا لحاظ نہیں کروں گا۔“

”ارے جاؤ، تمہاری ماں تو بے وقوف ہے۔ اس

روز درخت پر چڑھتے ہوئے زمین پر گر پڑی تھی۔

بے وقوف اور موٹا جانور کیسے درخت پر چڑھ سکتا ہے....؟“ گلو نے اسے چڑھتے ہوئے کہا۔ یہ سن کر

نیو آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے گلو پر چھلانگ لگا دی۔ نیو جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ گلو بھی

درخت پر چڑھ گیا، لیکن آہستہ آہستہ۔ ظاہر ہے اس میں بندروں جیسی پھرتی اور مہارت نہیں تھی۔ جب

تک وہ درخت پر چڑھا، نیلا بندر دوسرے درخت پر کود چکا تھا۔ نیو جانتا تھا کہ وہ گلو کو نہیں پکڑ سکتا۔ وہ

ایک لمحے تک درخت پر بیٹھا رہا، پھر نیچے اتر آیا۔

”تم بہت برے ہو، بس، آج سے میری تمہاری دوستی ختم! میں تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔“ یہ کہہ کر نیو بانسوں کے جھنڈ میں گھس گیا۔

گلو سمجھ گیا کہ نیو اس سے ناراض ہو گیا ہے۔ اس نے چیخ کر کہا ”نیو، باہر آؤ، میرے ساتھ کھیلو! اب میں

تمہارا مذاق نہیں اڑاؤں گا۔“ لیکن نیو چپ چاپ بانسوں کے درمیان بیٹھا رہا۔ گلو تھوڑی دیر اس کا انتظار

کر تا رہا اور پھر بے حیائی کے ساتھ اچھلتا کودتا آگے بڑھ گیا۔ اس نے اپنے آپ سے کہا ”اگر نیو ناراض ہو گیا ہے اور میرے ساتھ نہیں کھیلنا چاہتا تو نہ سہی! میں فرگوش

اور برن کے بچے کے ساتھ کھیوں گا۔“

گلو ان کے پاس پہنچ گیا۔ مگر انہوں نے جب اسے دیکھا تو بھانگ کھڑے ہوئے۔

”تو تم بھی میرے ساتھ کھیلنا نہیں چاہتے....؟“ میں انہیں بھی کھیل سکتا ہوں۔“ اس نے اپنے آپ سے کہا۔

گلو انہوروں کی ایک ٹیل پکڑ کر جھولا جھولنے لگا۔ لیکن جلد ہی اکتا گیا۔ اتنے میں ایک نہ بند اڑ کر

قرمیں درخت پر بیٹھ گیا اور درخت کے تنے کو
 کریدنے لگا۔ گلو نے ایک اخروٹ اٹھا کر ہڈ بڈ کو مارا۔ ہڈ
 ہڈنے اسے کھور کر دیکھا اور وہاں سے اڑ گیا۔

گلو کو پھر تنہائی کا احساس ستانے لگا۔ وہ جنگل کے
 قریب ایک چشمے پر چلا گیا۔ وہاں اس نے پانی پیا۔ پانی
 میں اچانک اس نے دو جانوروں کو اپنی طرف بڑھتے
 دیکھا۔ دو مڑا تو حیرت سے بت بن کر رہ گیا۔ بڑی
 خوفناک شکلیں تھیں۔ اسی لمحے کوئی صنوبر کے
 درخت سے چلایا "گلو، بھاگو! یہ بھیڑیے تھیں، یہ
 تمہیں پھاچ رہا ہے۔ اوپر آ جاؤ۔" گلو پہچان گیا۔
 یہ ننھے پانڈے ٹیو کی آواز تھی۔ وہ جلدی سے صنوبر
 کے درخت کی طرف دوڑا۔ دونوں جانوروں خوں خوار
 بھیڑیے بھی اس کے پیچھے بھاگے۔

"جلدی سے درخت پر چڑھ جاؤ ووست!" تنھا
 پانڈے اپنے نانو شلوار جھٹکے کو بھرا کر پیچھا۔ گلو صنوبر
 کے درخت کی طرف بھاگا، لیکن وہ بھی وہاں پر چڑھنے ہی
 والا تھا کہ بھیڑیوں نے اسے آ لیا۔ بڑے بھیڑیے نے
 اس کی دم منڈ میں دبائی۔ گلو کا برا حال تھا۔ وہ درخت
 پر چڑھنے کے لیے سخت جدوجہد کر رہا تھا۔ ننھے
 پانڈے نے اسے اوپر کھینچنے کے لیے اپنا پنجہ بڑھایا،
 لیکن بھیڑیے نے تب تک اس کی آدمی دم چبا ڈالی۔
 تکلیف سے گلو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بھیڑیے
 درختوں پر نہیں چڑھ سکتے تھے، اس لیے وہ نیچے ہی
 سے غصیلی نظروں سے بندر اور پانڈے کو
 دیکھتے رہے۔

ٹیو آہستہ سے گلو کی طرف بڑھا جس کے حواس
 اب بحال ہو چکے تھے۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر آج ننھا
 پانڈا موت کرتا تو بھیڑیے مجھے حیر پھرت کر کھا جاتے۔

وہ ٹیو کا شکر گزار تھا۔ بھیڑیے ابھی تک نیچے کھڑے
 انہیں وحشت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بڑا
 بھیڑیا اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا اور سر اٹھا کر بولنا
 "میں ننھے پانڈے کو نہیں چھوڑوں گا، کیونکہ اس کا
 گوشت بندر کے مقابلے میں زیادہ چربی والا اور
 تازہ ہوگا۔"

"کاش پانڈے کا بچہ نیچے گر جائے۔" چھوٹے
 بھیڑیے نے حسرت سے کہا۔

"ہرگز نہیں پانڈے کو میں ایسا کھاؤں گا، تم
 بندر کو کھا لیتا۔" بڑے بھیڑیے نے غر کر کہا۔

"یہ نہیں ہوگا، اسے پہلے دیکھا بھی میں نے تھا
 اور کھاؤں گا بھی میں۔" چھوٹا بھیڑیا بھی غرایا۔

دونوں کی ٹکرار ہاتھ پائی تک پہنچ گئی۔ دونوں ایک
 دوسرے پر جھپٹنے اور زمین پر لٹنے لگے۔ ادھر بندر

نے کچھ کانٹے دار پھل اٹھائے اور چھوٹے بھیڑیے پر
 پھینکتے لگا۔ لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا تو پانڈے نے ایک

دم اس پر چھلانگ لگا دی۔ بھیڑیے کو یوں لگا جیسے اس
 کی کمر بھاری چٹان آن ٹری ہو۔ چھوٹے بندر نے

بھی ایک بڑا پتھر اٹھایا اور بھیڑیے کے سر پر دے
 مارا۔ ان اچانک حملوں نے بھیڑیے کو بوکھلا دیا اور وہ

بھاگ کھڑے ہوئے۔
 چھوٹا ننھا بندر ننھے پانڈے سے شرمندہ تھا۔ وہ اپنے

کے پر بچھڑتا تھا۔ وہ بولا "میں اپنا مقابلہ ننھے پانڈے سے
 نہیں کر سکتا، آئندہ میں اس سے سیکھوں گا۔"

یہ سن کر ننھا پانڈا شرمایا گیا اور اپنے پنجوں سے چہرہ
 چھپاتے ہوئے بولا "دوست دو ہے جو مصیبت کے وقت

کام آئے، میں نے تو محض اپنی دوستی نبھائی ہے۔"

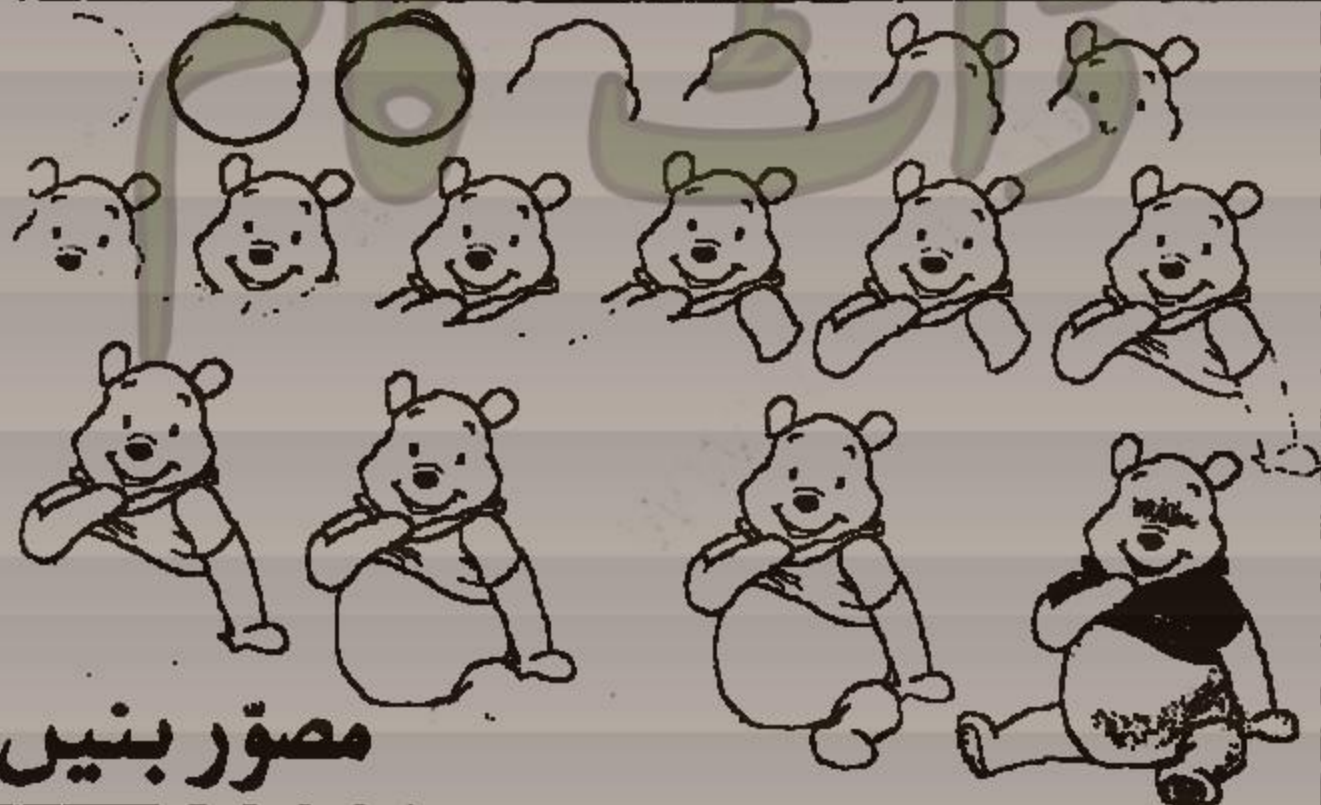


تصویر دیکھ کر ہوبہو عکس بنائیں.....



نقطے ملائیں

رنگ بھریں



مصور بنیں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈفری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1



بے وقوف: وہ ایسے کہ میں نے
وہی کا ٹکٹ خرید لیا مگر میں واپس
ہی نہیں گیا۔
(مرسلہ: شہزاد علی۔ فیصل آباد)
😊.... گاؤں سے ماں اپنے بیٹے
ٹٹے شہر گئی۔

باتوں باتوں میں ہوئی: کوئی خاص بات ہو
تو فون کر لیا کرو پیٹا۔
بیٹے نے حیرت سے کہا: امی! آپ کے
ہاں تو فون نہیں ہے۔
ماں نے ہلکا سا سے ہاں نہیں ہے تو کیا
ہوا تمہارے ہاں تو ہے۔

(مرسلہ: محمد یاسر۔ راولپنڈی)
😊.... ایک بچی دوڑتی ہوئی اپنے ابو
کے پاس آئی اور کہنے لگی: ابو آسمان
پر بادل آئے ہیں۔

اس کے ابو مطالعہ میں مصروف تھے،
بغیر دیکھے کہنے لگے: انیس ڈرامنگ
روم میں بھاؤ میں پڑے بدل کر
ابھی آتا ہوں

(مرسلہ: شمیم شاہد۔ گوجرانوالہ)

نہ پہچان لیں۔

(مرسلہ: مہتاب خان۔ کوئٹہ)
😊.... ایک پاگل اپنے مکان کی
چھت پر چڑھا۔ اتفاق سے ایک ڈا
بھی چھت پر آ بیٹھا۔

پاگل جلدی سے نیچے اترا اور
سیڑھی بنا کر بولا: میں تو سیزم
سے اترا آیا اب تم کیسے اترو گئے....؟
(مرسلہ: محمد اصغر۔ لاہور)

😊.... ماں (بیٹے سے): بیٹا، جھوٹ
بولنا بڑی عادت ہے اس سے گناہ
ہو تا ہے۔

بیٹا: اچھا تو امی مجھے یہ بتائیں کہ بسکٹوں
کا فاجو آپ کل بازار سے لائی تھیں وہ
آپ نے کہاں رکھا ہے....؟

(مرسلہ: نازیب رضا۔ کراچی)
😊.... ایک دوست (دوسرے
دوست سے): مجھے ریاضی کے
استاد پانکل اچھے نہیں آتے۔

دوسرا دوست: کیوں کیا ہوا....؟
پہلا دوست: کل انہوں نے بتایا، چن
اور ایک پانچ ہوتے ہیں اور آج کہہ
رہے تھے دو اور تین پانچ ہوتے ہیں۔

(مرسلہ: یوحید احمد۔ لاہور)
😊.... ایک بے وقوف (اپنے
دوست سے): آج میں نے ریوے
دانوں کو بہت بڑا دھوکہ دیا۔

دوست: وہ کیسے....؟

😊.... ہاسپ: بیٹا روزانہ کہیں جانے
سے انسان کی عزت کھنتی ہے۔

بیٹا: ٹھیک ہے، پھر میں کل سے
اسکول نہیں جاؤں گا۔

(مرسلہ: مصباح فتح۔ کراچی)

😊.... ایک کبوتر بحرین جہاز میں ایک
ملک کی بندرگاہ پہنچا ایک غوطہ خور پر
نظر پڑی جو پانی سے نکل رہا تھا۔

کبوتر نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا:
میں بھی کتنا بے وقوف ہوں! یہ خیال
پہلے کیوں نہ آیا خود خود کرنے کے لیے
ضائع کیے۔

(مرسلہ: کاشان علی۔ میرپور خاص)
😊.... وکیل (ڈاکٹر سے) آپ کی فاسی
فعلی آدمی کو زمین میں چھ فیٹ اندر دفن
کر سکتی ہے۔

ڈاکٹر (وکیل سے) اگر آپ کی فاسی
سے زمین سے چھ لیٹ گہرا لگا سکتی ہے۔
(مرسلہ: حبیب ناصر۔ لاہور)

😊.... شوہر (بیوی سے): بیگم!
آج میرے دوست شام کو کھانے پر
آ رہے ہیں۔ تم جلدی سے یہ سامان
گھڑی، جوتے، گل دان اور
چمچتریاں وغیرہ چھپا دو۔

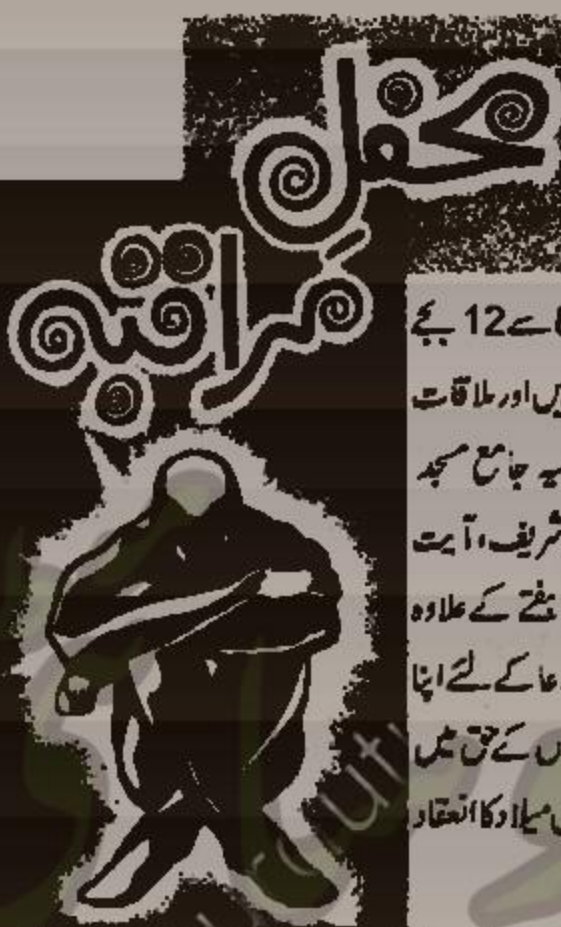
بیوی: کیوں....؟ کیا آپ کے
دوست چور ہیں....؟

شوہر: نہیں، یہ بات نہیں۔ میں
ڈر تا ہوں کہیں وہ لوگ اپنی چیزیں

مرکزی مراقبہ ہال

سرجانی ٹاؤن کراچی میں جذبہ خدمتِ خلق کے تحت جمعے کے روز خواتین و حضرات کو بلا معاوضہ روحانی علاج کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ خواتین و حضرات کو جمعے کی صبح

7:45 بجے ملاقات کے لئے نمبر دیئے جاتے ہیں اور ملاقات صبح 8 سے 12 بجے دوپہر تک ہوتی ہے اور ہفتے کی دوپہر 3:45 بجے نمبر دیئے جاتے ہیں اور ملاقات 4 بجے سے شام 7 بجے تک ہوتی ہے۔ ہر ہفتے، بعد نماز جمعہ عظیمہ جامع مسجد سرجانی ٹاؤن میں اجتماعی محفل مراقبہ منعقد ہوتی ہے جس میں درود شریف، آیت کریمہ کا ختم اور اجتماعی مراقبہ کے بعد دعا کی جاتی ہے۔ جمعے اور ہفتے کے علاوہ خواتین و حضرات ملاقات کے لئے زحمت نہ کریں۔ محفل مراقبہ میں دعا کے لئے اپنا نام، والدہ کا نام اور مقصد دعا تحریر کر کے ارسال کیجیے۔ جن خوش نصیبوں کے حق میں اللہ رحیم و کریم نے ہماری دعائیں قبول فرمائی ہیں وہ اپنے گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کرائیں اور حسب استطاعت غریبوں میں کھانا تقسیم کریں۔



شکر۔ خالدہ جاوید۔ غفار اسلم۔ حفترقی شاہ۔ ضیق الزمان۔ دانش حسن۔ دانش علی۔ دانش ماسم۔ درخشش انجم۔ درخشش مقصود۔ دردانہ بنت غازی۔ دلار منظور۔ ذبیہ رضان۔ ذیشان کمال۔ ذیشان اسمن۔ رئیس اللہ بیکر۔ راجہ عبدالماک۔ راجہ علی۔ رحمت انصاری۔ راجیلہ فرین۔ راشد محمود خان۔ رانیہ رحمت بی بی۔ رضان بی بی۔ رضانہ یاسمین۔ رشیدہ ظفر۔ رضوان احمد۔ رضوانہ ناز۔ رضوانہ ناصر۔ رضیہ اقبال۔ رحمت مقصود۔ رحمت عابد۔ رحمت کمال۔ رحیم فرودس۔ رمشا احمد۔ رمیز یاسر۔ روینہ اسلم۔ روینہ آرم۔ روینہ نواز الخٹاب۔ روینہ یاسمین۔ روینہ اسلم۔ روزینہ اشرف۔ رولی شاہ۔ ریاض ضمیر۔ ریحان علی۔ ریحانہ نعم۔ ریحانہ طیف۔ ریحانہ ناز۔ ریحانہ یاسمین۔ ریحانہ جاوید۔ زاہد حسین۔ زاہد سعید۔ زاہد لطیف۔ زاہد پرویز۔ زبیدہ ناز۔ زبیدہ علی۔ زر کاخان۔ زریینہ احمد۔ زریینہ صدیقی۔ زینباجسم۔ زینبہ خالدہ۔ زینبہ شاہد۔ زینبہ خالدہ۔ سائز بی بی۔ ساجد اقبال۔ ساجدہ سیمہ۔ ساجدہ امین۔ ساجدہ تبیکہ۔ ساجدہ علی۔ ساجدہ سحر انور۔ سجادہ جہاں۔ سہاش کاشف۔ سعید قریشی۔ سعیدہ افتخار۔ سعیدہ عتیقہ۔ سعیدہ ناز۔ سعیدہ احمد۔ سعیدہ بی بی۔ سکینہ بانو۔ سمنانہ علی۔ سمنانہ علی۔ سمنانہ خان۔ سمنانہ سعید۔ سمنانہ علی۔ سمنانہ سلطی شہر۔ سلیمہ آفاق۔ سلیمان اعظم۔ سیدہ افسانہ۔ سیدہ انمول۔ سمنانہ خالدہ۔ سمنانہ ریاض۔ سنیہ المہر۔ سنیہ احمد علی۔ سنیہ آصف علی۔ سنیہ

کراچی :- آنکھ احمد۔ آمد بیکر۔ آمد شکر۔ آمد احمد۔ آمد خابر۔ آمد خان۔ آنکھ حسن۔ آصف علی۔ آصف محمود۔ احسان اللہ خان۔ احسان ریاض۔ احسن ریاض۔ احمد لیس۔ اختر حسین۔ ارسلان ضمیر۔ ارسلان خان۔ ارم خالدہ۔ رم علی۔ سجاد احمد۔ اسحاق شفیق۔ اسحاق فاروقی۔ اشتیاق شاہد۔ اشتیاق احمد تونسہ۔ اشتیاق احمد۔ آصف صدیقی۔ اجازت امین۔ اعظم علی۔ آفتاب احمد۔ آفتاب شاہد۔ انساری بیکر۔ انیسین الطاف۔ انیسین خان۔ آبر علی۔ آرم دلدار۔ اقیاز احمد۔ اقیاز علی۔ اقیاز حسن۔ امیر الدین۔ انجم صدیقی۔ انجم شاکر۔ انجم نور۔ نور جہاں۔ انیدہ بانو۔ انیدہ رفیق۔ انیلہ حسنہ۔ نیدہ ریاض۔ امین خان۔ ایوب شیخ۔ بخارہ بانو۔ بشری آفتاب۔ بشری احمد۔ بشری فیاض۔ بلال حامد۔ بنہ جلال قریشی۔ بھیس بی بی۔ بھیس اشتیاق۔ بی بی صدیقی۔ پرویز انور۔ پرویز اختر۔ تاجش ضمیر۔ سمن الدین۔ حسین سنی۔ حسین فاطمہ۔ تنزیہہ صبا۔ نور اختر۔ تونہ بانو۔ تمیزہ مقصود۔ تیمور خان۔ ثاقب سعید۔ ثروت سلطانہ۔ ثروت شہزاد۔ ثریا راشد۔ ثریا بی بی۔ ثمنینہ منظور۔ ثمنینہ شمشیر۔ ثویبہ پرویز۔ جاوید اصغر۔ جاوید علی۔ جمشید اقبال۔ جمیلہ بیکر۔ جمیلہ بانو۔ جمیلہ اختر۔ جریبہ عمر۔ جین محمود۔ سہتی مراد۔ سہتی یاقوب۔ سہتی اشتیاق وندل۔ حافظہ جمال۔ حبیبہ محمد۔ حسن فاروق۔ حسین محمد۔ حفصہ محمد۔ حفیظ بی بی۔ حمیدہ امین۔ حمیدہ انیس۔ حمیدہ انوار۔ ان

ابن علی۔ سید امجد حسین۔ سید قاصد حیدر۔ سید حسن جاوید۔ سید خرم
 نام۔ سید راشد علی۔ سید شاہ احمد۔ سید شہب احمد۔ سید عرف علی۔ سید
 عرفان ہاشمی۔ سید عرفان علی۔ سید عسکرت علی۔ سید علی سہا۔ سید
 قادر علی۔ سید فواد احمد۔ سید مرشد حسین۔ سید نعمان علی۔ سید قمر
 اللہ۔ سید یاسین۔ شائستہ ارم۔ شادیہ تیمور۔ شازیہ سعید۔ شازیہ
 عادل۔ شازیہ حاتم۔ شازیہ قبول۔ شازیہ نور۔ شان عباسی۔ شاہ انور۔
 شاہ بشیر۔ شاہ دیکٹر۔ شاہ پرویز۔ شاہہ عاشق۔ شاہہ محمود۔ شاہہ
 نسیم۔ شاہہ شہناز۔ شہناز۔ شہناز۔ شہناز سلیم۔ شہینہ بیگم۔ شرف
 اندیز۔ شعیب خان۔ شعیب احمد۔ شکیل خان۔ شکیلہ پروین۔ شکیلہ
 ظاہر۔ شمس اندیز۔ شمس اللہ۔ شمس۔ شمشاد۔ شمشاد انور۔ شمیم احمد
 صدیقی۔ شمیم سعید۔ شوکت حسین۔ شہریار۔ شہزاد
 عبدالرحمن۔ شہزاد مختار۔ شہناز فہمی۔ شعیب نامان عزیز۔ شیخ کامران
 عزیز۔ شیعہ علی خان۔ شیعہ حسین۔ صائمہ ایوب۔ صائمہ راشد۔ صائمہ
 زورین۔ صائمہ صدف۔ صائمہ عظیم۔ صائمہ نورین۔ صابزو بیگم۔ صبا
 پروین۔ صمد حیدر۔ صدف حسن۔ صدف زہیر۔ سلطان الدین۔ صغیر
 اقبال۔ صوفی بانو۔ طارق سعید۔ طارق مجید۔ طارق سلیم۔ طارق محمود۔
 طارق وسیم۔ طاہرہ احمد۔ طاہرہ اللہ حسین۔ طاہرہ بیگم۔ طلعت
 ریاض۔ طلعت حبیب۔ طیبہ طاہرہ۔ فقہ اقبال۔ ظہیر الحسن شاہ۔ عاشق
 جاوید۔ عاشق ناصر۔ عاشق احمد۔ عابد عباسی۔ عارف علی۔ عارف بیگم۔
 عارف تبسم۔ عارف سلطانہ۔ عاشق علی۔ عاصم راشد۔ عاصم قریشی۔
 عارف سخا۔ حاجہ شاہہ۔ حامد حسین۔ حامد خن۔ حامد مرزا۔
 عبدالرحمان عبدالرزاق۔ عبدالعظیم۔ عبدالغفور۔ عبدالواہد۔
 عبدالولی۔ عتیق الرحمن۔ عثمان طیب۔ عہدہ نذیرہ۔ عرفان ہاشمی۔
 عرفان منیر۔ عرفان راشد۔ عشرت شاہہ۔ عصمت مہر۔ عہدہ علیہ حامد۔
 عفتی پروین۔ عفتی قاصد۔ عفتی عزیزہ۔ عفتی عمران۔ عفتی
 نامران۔ علی احمد۔ علی اطہر۔ عیم الدین۔ عم کھٹہ۔ عمران خان۔
 عمران عباس۔ عسرت بیگم۔ عسرتین صدیقی۔ عسرتی زاہد۔ خزانہ پروین۔
 خزانہ فاروق۔ مختصر علی۔ خام آبر۔ خامد عظیم۔ خلام سول۔ خدام
 صفدر۔ خانم علی۔ خیر حسین۔ خانمہ ندر۔ خانمہ یوسف۔ خانمہ احمد۔
 خانمہ علی۔ خانمہ تبسم۔ خانمہ عادل۔ فراز حسین۔ فرح راشد۔ فرح
 سلطان۔ فرح نامہ۔ فرح قاسمہ۔ فرح تازہ۔ فرحان علی۔ فرحانہ
 فرمان۔ فرحت حسین۔ فرحت ناز۔ فرحت بیگم۔ فرح بیگم۔ فرح
 جمال۔ فرحون شاہہ۔ فرزند انیس۔ فرزانہ۔ فریحہ بیگم۔ فرید حسین۔
 فریدہ بانو۔ فریدہ جمال۔ فضل مہر۔ فتمہ حسین۔ فواد لہر۔ فوزیہ
 شہینہ۔ فریدہ جلیل۔ فریحہ بیگم۔ فریحہ بیگم۔ فریحہ بیگم۔ فریحہ بیگم۔ فریحہ بیگم۔
 علی خان۔ قاسم محمود۔ قاضی شہ محمد۔ قرآن حسین۔ قیصر سلطان۔
 کاشف۔ کامران عزیز۔ کرن جاوید۔ کریمہ بیگم۔ کرمہ نور۔ کرمہ بانو۔

کتول ریاض۔ کوثر اقبال۔ انبہ عالی۔ نئی اشفاق۔ نئی نور۔ وجد
 عزیز۔ وجد محمود۔ جدو خانہ۔ رہیہ محمود۔ روناہی۔ مجاہد حسین۔
 مجیب احمد۔ محبوب نامہ۔ محسن ستودہ۔ محمد ابراہیم محمد اسد۔ محمد
 احمد۔ محمد اسلم۔ محمد اسماعیل۔ محمد آصف۔ محمد اطہر۔ محمد آتب۔ محمد
 افضل خان۔ محمد افضل شاہد۔ محمد افضل علی۔ محمد آرم۔ محمد امین۔ محمد
 انس۔ محمد انور الدین۔ محمد انیس۔ محمد بدیع الخضر۔ محمد پانیز۔ محمد
 جنید۔ محمد حسن شاہد۔ محمد حسن ظہیر۔ محمد حسین علی۔ محمد حنیف۔ محمد
 خالد خان۔ محمد رضوان۔ محمد رفیق۔ محمد زبیر خان۔ محمد ساجد سعید۔ محمد
 سراج۔ محمد سرور شاہ۔ محمد سلطان۔ محمد سلیمان۔ محمد سلیمان۔ محمد
 شاہد۔ محمد شفیق۔ محمد ظفر۔ محمد عارف۔ محمد عامر۔ محمد عثمان۔ محمد نواز۔
 محمد علی۔ محمد لہر۔ محمد عمران۔ محمد فیہب خان۔ محمد ناصر۔ محمد نبیل
 مصطفیٰ۔ محمد نذیر خان۔ محمد کیم۔ محمد نعیم۔ محمد نوبہ احمد۔ محمد ہاشمی۔ محمد
 یاسر۔ محمد یوسف۔ محمد یونس۔ محمد اعظم۔ محمد حنیف۔
 محمد عبدالغفور۔ محمد عامر محمود۔ محمد شہباز۔ مراد خان۔ مرزا زاہد
 باہر۔ مرزا منیر حفیظ۔ مرزا نبیل۔ مرزا انیس۔ مرزا کاشف۔ مسعود
 احمد۔ مسعود جمال۔ مشتاق احمد۔ مصدق خان۔ مصطفیٰ مظہر۔ مصطفیٰ
 علی۔ مطلب حسین۔ محرز حیدر۔ مقبول عالم۔ مقصود احمد۔ مقصود
 عالم۔ مجید احمد۔ مجید خان۔ مجید سعید۔ ممتاز ظہیر۔ منصور۔ منصور عالم۔
 منور باہر۔ منور سلطانہ۔ منیہ ہاشمی۔ منیرہ سلیم۔ موسیٰ خان۔ مور
 اللہ۔ مبین اشہد۔ میہ بیگم۔ میہ ظہیر الدین۔ میہون طاہر۔ نازش
 انور۔ نازش جمال۔ ناصر عزیز۔ نازہ احمد۔ نبی خانہ۔ نبیل خان۔ نبیلہ
 تھمب۔ نجر عرفان۔ نذیرہ۔ نذیرہ راشد۔ نذیرہ آراد۔ نسیم اختر۔
 نسیم خاور۔ نسیم جاوید۔ نسیم حیدر۔ ناصر فقہ۔ نسیم احمد۔ نسیم
 اختر۔ نسیم منور۔ نسیم مسعود۔ نصرت راشد۔ نصرت الدین۔ نعمان
 خان۔ نعیم ہوشی۔ نعیم عظیم۔ نعیمہ وحید۔ نگرہ علی۔ نسیم احمد۔ نصرت
 نیما۔ نذیرہ آفریدی۔ نگرہ کتول۔ نگرہ نواز۔ نواز شاہد نور الحق۔ نور
 جہاں۔ نوشین۔ نوبہ احمد۔ نوبہ سعید۔ نوبہ فیض۔ نوبہ فیصل۔ نہال احمد
 صدیقی۔ نصرت شہیرہ۔ نصرت منظور شاہ۔ نصرت۔ نظام
 الدین۔ نعمان طارق۔ نعمانہ بیگم۔ نور الدین۔ نورین اسمن طارق۔
 نورین نعمان۔ نورین خورشید۔ وصیہ وقار۔ وقار۔ واجد حنفی۔
 واصد حسین۔ وانیہ الدین۔ واجدہ خان۔ واصد انور۔ وائل سعید۔ ونا
 نقی۔ وناویں خورشید۔ وناویں عظیم۔ یاسین۔ یاسین۔ یوسف۔

www.paksociety.com

Scanned By Amir

نازیہ - نازیہ - نجمی - ندیم نقویہ - نذر خان - نذرت - ناز - نیر
اختر - نسیم الطہر - شاہ انوار - نصیب النساء - نصیب خانہ - نصیر - نیر
حائق - فیض مسرور - محبت - نور ماہد - نوریہ مسرور - سیر - شائق علی -
اصف علی - وحید علی - ہدیہ بی بی - ہدون اشرف - ہانہ نقیس - ہزارہ
ظہیر - ہر عرفان - یاسمین کوثر - یاقوت شاہزیب - یحیٰ نقویہ - یر

تھور:

علی - ام - اسد - جاوید - اسحاق - اشرف - اصغر - صف -
آصف - راجہ احمد - اقبال - آرام اللہ - آمنہ بی بی - آمنہ - انور رضا -
انیدہ - باقی اقبال - بشری - جمال صدیق - پائیزہ - پرین - نور -
شبنم - شبنم - شہ - ثویب - جاوید - جاوید - جہانگیر - من عمر - حیدر علی -
خالہ - ظلیل احمد - اذہر - دن قاطمہ - دل نواز - ایشان - راجہ اشرف -
رضوان - رعیت - رقیہ - رمل اشرف - روینہ - زاہد حسین - زاہد محمود -
زاہد - زاہدہ بیگم - زاہدہ زینت - سارہ بانو - سارہ - ساجدہ بیگم - سبحان
جاوید - سدرہ - سہدہ - سلمان - سہلی شفیق - سہرا - سیر - سہیل
احمد - سید اصف علی - شانستہ - شانیہ - شاہد رحمان - شاہد
- سال - شاہد محبوب - شاہدہ - شہناز - شہینہ - شہینہ - شہینہ - شہینہ
شہولہ - صائمہ - صحر - ضمیر الحق - طارقہ - طارق الحیف - ظہیر - ظہیر
احمد - ظہیر - عائشہ - عائشہ - عائشہ - عائشہ - عائشہ - عائشہ - عائشہ
مہود - عیوب - عیوب - عیوب - عیوب - عیوب - عیوب - عیوب - عیوب
عرفان - عرفان - عرفان - عرفان - عرفان - عرفان - عرفان - عرفان
عباس - عباس - عباس - عباس - عباس - عباس - عباس - عباس
جاوید - فدہ - قادیہ - قرآن حسین - کاغذ - کامران - کامران - کمال
کمال - کمال - کمال - کمال - کمال - کمال - کمال - کمال
احقر - محمد باہر - محمد راشد - محمد زہیر - محمد شیخ - محمد عرفان - محمد علی
محمد عرفان - محمد عرفان - محمد عرفان - محمد عرفان - محمد عرفان - محمد عرفان
محمد حسین - مریم - مظہر اقبال - ملیح - ملیح - ملیح - ملیح
احمد - نینہ - احمد - مہینہ - مہینہ - مہینہ - مہینہ - مہینہ - مہینہ
نیر - نیرین - نیرت - نیرت - نیرت - نیرت - نیرت - نیرت - نیرت
احمد - نیر حسین - نیر حسین - نیر حسین - نیر حسین - نیر حسین - نیر حسین
نازیہ - نازہ - ناصر - ناکہ خان - ناصرہ - ناصرہ - ناصرہ - ناصرہ
نیرین - نیرین - نیرین - نیرین - نیرین - نیرین - نیرین - نیرین
نیرت - نور زادی - واصف - واسیل - واکار احمد - واجد - واجد
ریاض - رونا - احمد - رودہ - سیر - سیر - سیر - سیر - سیر - سیر

راولپنڈی / اسلام آباد : آصف جاوید - آصف
ذات - آصف عباس - امین محمد علی - باقی تحبت پر دین - بشیر بیگم -
بازیل حسین - بہت حوا - ہر وز میہ - بیٹش حسین - بیٹش حسین - تانی
تحریر اقبال - شہ - ثویب - تبسم - حانہ میناز - حسن اختر - سیدہ - سیر

سعید - بشری ریاض - بیوا حسین - تانہ - تانہ - تانہ - تانہ
تور - توصیف - تاقب - ثروت - شہ بانو - شہینہ نور - شہینہ - شاہ
فاطمہ - شہ فیصل - شہ گل - شہ نور - شہ بانو محمد - جاوید - جعفر -
جنید - جہازیب - حادثہ - حافظ نسیم - حافظ - سید عظیم - مسکن
پنشن - مسکن - مسکن - مسکن - مسکن - مسکن - مسکن - مسکن
حیدر علی احمد - حیدر - حیدر علی - خالدہ - خرم شہزاد - خرم - ظلیل
خواجہ راہدہ - دانش - درخش - دلاور حسین - دانش - راہدہ - رات
فاطمہ - راجیلہ - راشدہ - رحمان - رحمت - رحیم - رخسانہ احمد - رسول
پنشن - رضاعی - رضوان خاں - رضیہ مجید - رفیق شہور - روینہ خوری -
روینہ اشرف - ریاست علی - ریاست خان - ریاست علی - زہد محمود -
زینتہ خاں - زینہ - زینہ - زینہ - زینہ - زینہ - زینہ - زینہ
زانیہ - سدرہ شاہد - سعدیہ - مصور - سلمان رفیق - سلمان فاطمہ - سہلی
راہینہ - سہلی اللہ - سہلی شہور - سہلی علی - سہلی محمد علی شہد سید کاشف -
سید محمد نور - سیدہ مہرین بانو - سہانا - سہانا - سہانا - سہانا
شاہد بتال - شاہدہ نسرت - شاہدہ بانو - شرمین کمال - شہینہ - شہینہ
فادق - شمس الدین - شمس مجید - شمس جہاں - شہا اذہر - شہناز خانہ -
صائمہ - صادق - صادق - صادق - صادق - صادق - صادق - صادق
اختر - صفیہ بیگم - صنوبر شفیق - ضمیرہ بیگم - ضیاء خانہ - طارق حسین -
حاجر محمود - حاجر احمد - خاں - خاں - خاں - خاں - خاں - خاں
اسد - ام - ام - ام - ام - ام - ام - ام
مہدیا - مہدی - مہدی - مہدی - مہدی - مہدی - مہدی - مہدی
مہینہ - مہینہ - مہینہ - مہینہ - مہینہ - مہینہ - مہینہ - مہینہ
خان - خام علی - خام فاطمہ - خام علی - فاضل احمد - فاضل
حاجہ - فرزندہ - فرزندہ - فرزندہ - فرزندہ - فرزندہ - فرزندہ - فرزندہ
شہباز - فلک - محمد - نسیم اختر - نسیم اللہ - کنگہ محمود - کنگہ - کنگہ
علی - کوثر پر دین - کوثر نسیم - کوثر شہد - کوثر شہناز - گل - گل
مجید - بانو - قمر - اریب فاطمہ - لیلیٰ رضا - ربیعہ - ربیعہ - ربیعہ - ربیعہ
فاضل - حسین احمد - حسین علی - محمد حسن - محمد راشد - محمد اسلم - محمد
عظیم - محمد بن اللہ - محمد احمد - محمد نور - محمد جاوید - محمد جمیل - محمد
جنید - محمد جواد - محمد بیات - محمد دانش - محمد زہیر - محمد شاہد - محمد
شہیب - محمد طارق - محمد علی - محمد سیر - محمد نور - محمد عرفان - محمد لیصل -
محمد گل - محمود حسین - مشتاق محمد - مصطفیٰ حیدر - مصلوب الحق - مقصود
حسن - منصور رضیہ - منصور مرزا - منور سلطانہ - منیر خالہ - مہوش خان
آفریدی - ناصر نعمان - نبیدہ اختر - نیرہ - نیرہ - نیرہ - نیرہ
بتال - نسیم احمد - نسیم احمد - نسیم بیگم - نور حسین - نور النساء - نور
جہاں - نور محمد - نور نسیم - نورین اختر - نورین - نورین - نورین - نورین
نیرہ - نیرہ - نیرہ - نیرہ - نیرہ - نیرہ - نیرہ - نیرہ

ذیام فاطمہ۔ فوض حسین۔ قمر سلطان۔ کاشف مجاہد۔ مبشر حسین۔ محمد
اشرف۔ محمد شفیق۔ محمد ناصر۔ محمد کاشف۔ محمد نواز۔ محمد يوسف۔ محمد
یونس۔ محمد شہانہ فاروق۔ مرزا بشیر احمد۔ مسز پروین۔ مقبول
احمد۔ مقصود۔ ملک محمد انوار۔ منظور بی بی۔ ذیاب۔ محمد اشرف ندیم
اختر۔ نذیر بی بی۔ نصیر بی بی۔ محبت بی بی۔ نوید اختر۔ ڈاکٹر سلیم۔ ڈاکٹر
غلام ربانی۔ ڈاکٹر مسرت۔ بہار علی۔ یاسر اقبال۔

پشاور:۔ آسیہ قریشی۔ آسیہ ندیم۔ آصف صدیق۔ آفتاب
احمد قریشی۔ آمنہ اشرف۔ آمنہ نصیر۔ آمنہ کبیر۔ ابدال خان۔ اربیتہ
فردوس۔ ارشد بیگم۔ اصغر علی۔ انکار احمد قریشی۔ امیر اشرف۔ نور بی
بی۔ اویس پیر۔ بشیر احمد۔ بشیر اختر۔ حمزہ عزیز۔ خورشید احمد۔ شمیم
پرویز۔ شہرہ صفیر۔ شہتار۔ جمیل بی بی۔ چوہدری بار حسین۔ حیدر
حسن توقیر۔ حسن۔ حسین بی بی۔ خالد بی بی۔ دلشاد احمد۔ ذوالفقار علی۔
ایمان جاوید۔ راشدہ۔ رباب سلیم۔ ربیعہ منور۔ رشیدہ بی بی۔ رضیہ بی
بی۔ ریحان اویس۔ زبیر۔ زین ندیم۔ زینت فردوس۔ ساجدہ بی
بی۔ ساجدہ خاتون۔ ساجدہ محمود۔ ساجدہ سجاد حسین۔ سادہ
گل۔ سدید سلیم۔ سعیدہ کوش۔ سعیدہ اختر۔ سعیدہ نور۔ سعیدہ بی بی۔
سلی شاکت۔ سمیرہ امجد۔ سمیرہ لطیفہ۔ سجاد شہزاد۔ شاہد صدیق۔ شہناز
بی بی۔ شہنزی بی بی۔ شعیب ثاقب۔ شفاقت حسین بھٹی۔ شفقت اللہ۔
شوکت جاوید۔ شہزاد حسین۔ صائمہ مریم۔ حمیدہ حفصہ۔ ظفر اقبال
باشمی۔ تمبور محمد چشتی۔ نیکہ اشرف۔ عابدہ بی بی۔ عاصمہ شفیق۔ فاقب
ستار۔ عباس۔ عبدالسیب خان۔ عبدالحفیظ۔ عبدالستار خان۔ عبد المجید۔
عبد الغفور۔ علی احمد۔ علی رضا۔ عمیر سلطان۔ عمیر نصیر۔ غلام عباس۔
فاکرا ناز احمد۔ الفت بی بی۔ قیصر امین۔ قیصر ندیم۔ کلثوم ناز۔ کلیم
اللہ۔ تیز فاطمہ۔ نوثر بانو۔ کول بشیر۔ لعیف اسماعیل۔ مبارک علی۔
محمد احمد۔ محمد ادریس۔ محمد ارشد۔ محمد اشرف۔ محمد اصغر۔ محمد آصف
چشتی۔ محمد قبال۔ محمد برہان۔ محمد بلال۔ محمد حبیب۔ محمد خورشید۔
محمد رزاق۔ محمد رشید۔ محمد رمضان۔ محمد زہرا۔ محمد سلیم۔ محمد سیر
محمد شاہد۔ محمد شریف۔ محمد شفیق۔ محمد صدیق۔ محمد حاجی علی۔ محمد عظیم
محمد حفصہ۔ محمد کاسر۔ محمد لطیف۔ محمد فوز چشتی۔ مراد جاوید۔ منصور
صدیق۔ منظور بی بی۔ مہوش کلیم۔ مہوش لیاقت۔ میاں افضل احمد انجینی۔
ذبیحہ اللہ۔ جہر پوین۔ ندیم اختر۔ نذرت نذر۔ نصیر احمد۔ نعمان
رزاق۔ نقیستار۔ نور الحسن۔ نوید اختر۔ ڈاکٹر سرب۔ یاسر ندیم۔

سیالکوٹ:۔ آمنہ۔ ابرار خان۔ انمل بٹ۔ بھل رسول۔
احمد حسین۔ چہرہ ارشد بی بی۔ ارشد بیگم۔ اسیہ۔ یوہنا بی بی۔ سعیدہ سمن۔
اسمہ۔ قمر۔ اقبال بیگم۔ اقبال۔ احمد عباس۔ امین بیگم۔ امینہ۔ افتخار عمیر۔
انیہ جاوید۔ اویس۔ بشارت۔ بلال۔ بیگم اسلمہ۔ بشیم۔ تجزیلہ۔ تنویر
عباس۔ ثانیہ۔ شہ بیگم۔ شمیم کوش۔ شمیم۔ حوشیدہ ریاض۔ جمیلہ۔

عصفی نسیم۔ عفت حنیف۔ عفت وائبر۔ عفت یاسمین۔ علی وقاص۔
علی۔ مراد نیس۔ مراد نیل۔ عمر فاروق۔ عمران احمد۔ عمران سار۔
عمران سید۔ عامر احمد۔ غلام نبیانی۔ غلام قادر۔ غلام مصطفیٰ۔ غلام نبی۔
فاخرہ لیسن۔ فاطمہ نواز۔ فخرہ۔ فخرہ از سوزان۔ فخرہ کامران۔ فخر
سنگھان۔ فرارہ فرحان۔ فرست کوش۔ فرح۔ فقیر حسین۔ فوزیہ۔
فوزیہ۔ فیصل۔ شہد فیصل۔ قمر احمد۔ قمر انبی۔ کاشف جہاد۔ کاشف
نواز۔ کامران۔ کرم بی بی۔ کمرن شاہد۔ کرن۔ کشور سنگھان۔ کلثوم
لیسین۔ کلیم خان۔ کنول سعید۔ کنول۔ کوش انبی۔ کوش ظہیر۔
کول۔ لڈی ملک۔ انبہ آصف۔ نسیم۔ وجد۔ وہ جنیس۔ مبشر
اقبال۔ محبوب علی۔ محمد احمد۔ محمد اریس۔ محمد اسامی۔ محمد امجد۔ محمد
امین خاں۔ محمد انیس۔ محمد آصف۔ محمد تبسم۔ محمد حادث۔ محمد
حنیف۔ محمد رمضان۔ محمد زاہد۔ محمد سعید عباس۔ محمد شاہد۔ محمد شفیق
تجر۔ محمد طلحہ۔ محمد عظیم شاہد۔ محمد علی صدیقی۔

ملتان:۔ آپا منظور النساء۔ ارمان۔ ارشدہ۔ ارمہ۔ اسلمہ۔
آصف۔ افروز۔ اقبال۔ اہم الدین۔ اہان اللہ۔ آمنہ۔ میر گل۔ امیر۔
ایمان۔ بشیر۔ شمیم۔ جان محمد۔ جعفر۔ حانی غلام رسول۔ مانقا قرآن۔
حسن بخش۔ حسن علی۔ حسین علی۔ صبر۔ حیدر۔ فدوی۔ دانش نواز۔
دلگوز۔ دین محمد۔ ذوالفقار۔ روبر رضوان۔ راجہ۔ رسلانہ۔ رضیہ۔
رمضان۔ روشن۔ ریختہ۔ رشمہ۔ ساجدہ۔ سون بیگم۔ سجاد حسین۔ سجاد
علی۔ سعید۔ سندھ۔ سیمہ خان۔ سلیمہ۔ سیمان۔ سمیرہ۔ مسیح اللہ۔
سبح۔ ساجدہ۔ سانیہ۔ شانست۔ شازیہ۔ شاہد علی۔ شازاناز۔
شیر۔ شاکلہ۔ شہناز۔ شہناز۔ صبور۔ صدیقی۔ الہاف۔ سائیکہ۔ جاوید
جوتی۔ جاوید۔ جہر۔ جہانم۔ عبد القدیر۔ عبد المنعم۔ ثمن۔ عطا
اللہ۔ علی گوہر۔ علی۔ خول۔ نحوث بخش۔ فاضل۔ فاطمہ۔ فرزان
ارشاد۔ قرا حسین۔ کائنات۔ گل شیر۔ مراد۔ مادیہ۔ مہر۔ علی۔
عقیبی شاہد۔ حسن عباسی۔ ملک خاتون۔ منظور احمد۔ منظور۔ نور۔ مہمان۔
میر زادی۔ نازیہ۔ ناہیدہ۔ نسیم۔ نواب خاتون۔ نور محمد۔ نوید۔ نواز محمد
خان۔ نیب محمد۔ امید۔ ازیران۔ اقا۔ ہدایت خاتون۔ بی بی۔ یاسمین۔

گجرات:۔ آغا شاہد۔ ارشد بی بی۔ امتیاز۔ یاز صدیق۔ بھٹی
اختر۔ تحویر مصطفیٰ۔ تحویر حسین۔ جاوید اقبال۔ جاوید اقبال۔ جاوید۔
جمال بی بی۔ مانا محمد صفیر۔ یاسمین بی بی۔ سعید محمد رشید۔ خورشید بی
بی۔ داؤد احمد۔ راجہ بی بی۔ راشدہ محمود۔ رضوان صاحب۔ رضیہ بیگم۔
رفعت زاہد۔ زینب اختر۔ غازیہ ساجدہ۔ سارہ۔ سارہ بی بی۔ سعیدہ
اختر۔ سعیدہ بانو۔ سکینہ بی بی۔ سلیمہ محمد۔ شوہر بیگم۔ شاہد
صدیق۔ شریف بی بی۔ شامہ نبین۔ شمیمہ۔ ون۔ شہناز کوش۔ شہناز
صفیر۔ نسیم۔ حنیہ بیگم۔ حنیہ۔ حیدر صفیر۔ طیبہ حفصہ۔ نملہ اقبال۔
نصیر اقبال۔ عالیہ بانو۔ حارثہ نبین۔ حارثہ۔ عبد القادر۔ عثمان بن۔

اللہ کا سب سے بہتر کار ساز ہے

ترجمہ: ”ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔“

(سورہ آل عمران: آیت 173)

سراقبہ ہال ملتان

نگران: کنور محمد طارق عظیمی

947/A، ممتاز آباد بی سی جی چوک، ملتان

پوسٹ کوڈ: 60600

فون نمبر: 061-6525331

Scanned By Amir



بروز اتوار 22 مارچ 2015ء، سلسلہ عظیمیہ کے اراکین نے اللہ کے دوست حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مشن کے ایک ممتاز خدمت گزار اور سندھ کے عظیم صوفی بزرگ، حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار پر حاضری دی۔ کراچی اور سندھ کے دیگر شہروں سے تعلق رکھنے والے اراکین سلسلہ عظیمیہ سینکڑوں کی تعداد میں سیہون شریف میں جمع ہوئے۔

اس موقع پر ایک مجلس مزار کرد بھی منعقد ہوئی، ڈاکٹر و قاریوسف عظیمی، جاوید احمد، اور ڈاکٹر مختار نے حاضرین سے خطاب کیا، نظامت کے فرائض شوکت علی نے انجام دیئے، آخر میں اجتماعی دعا ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ہدیہ صلوة و سلام پیش کیا گیا۔ قبل ازیں اس مجلس میں تلاوت قرآن پاک اور ہدیہ نعت پیش کی گئی۔ اس کے بعد اراکین سلسلہ عظیمیہ حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار پر حاضر ہوئے۔ سلسلہ عظیمیہ کے مرشد حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی جانب سے ہدیہ پیش کیا اور حضرت لعل شہباز قلندر کی بلندی درجات کے لیے دعا ہوئی۔

حضرت عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر عالم اسلام کے صوفی بزرگوں میں بہت ممتاز مقام کے حامل ہیں، حضرت لعل شہباز قلندر جس دور میں سندھ کے علاقے سیہون میں توحید کی دعوت اور حقوق خدا کی خدمت میں معروف تھے، اسی دور میں ستان میں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور پاپتین میں حضرت بابا فرید گنج شکر زین اسلام کی روشنی پھیلانے میں معروف تھے۔ برصغیر کے علاوہ عالم اسلام کے دیگر حصوں میں بھی حضرت لعل شہباز قلندر کے معتقدین موجود ہیں۔



حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی، حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار کے لیے چادر پیش کر رہے ہیں۔

اس زیارت میں کراچی سے زائرین کا ایک بڑا قافلہ سیپون شریف پینچل حیدرآباد، ڈگری، میرپور خاص، ننڈوالہ یار، نواب شاہ، ساگھڑ، نازکانہ اور قریب و جوار کے دیگر شہروں سے بھی اراکین سلسلہ عظیمیہ



شوکت علی، ڈاکٹر مختار، محمد جاوید اور بضید چشتی حاضرین محفل سے مخاطب ہیں۔

نے اعزاء و احباب کے ساتھ شرکت کی۔

اس زیارت کے لیے مراقبہ ہال ڈگری کے نگران غلام مصطفیٰ اور دیگر اراکین سلسلہ کی جانب سے بہت اچھے انتظامات کیے گئے تھے۔

مراقبہ ہال گلشن شہباز میں امینہ آپا کی جانب سے کراچی کے زائرین کے لیے عشاء کا اہتمام کیا گیا۔



شہ کا، خواتین و حضرات



صوفی بزرگ خواجہ شمس الدین عظیمی کی زیر ادارت

ماہنامہ قلندر شعور کراچی

قلندر شعور

روحانی علوم کے پیچیدگی اور اس میں ذوق رکھنے والے اساتذہ دانشوروں اور خواتین و حضرات کے لیے ہماری ایک اور نئی پیشکش

ایڈیٹر: حکیم سلام عارف عظیمی

ماہنامہ قلندر شعور میں آپ کے خواب، ان کی تعبیر، تجزیہ

اور مشورہ، سائنسی، علمی، ادبی، سماجی، آسمانی علوم

اور Ph.D کے مقالہ جات شائع ہو رہے ہیں۔

تازہ شمارہ منگوانے کے لیے بذریعہ فون یا خط رابطہ کریں۔

فون نمبر: 021-36912020

پتہ: B-54 سیکٹر C-4 سر جانی ٹاؤن، کراچی

Scanned By Amir



کچھ ۶ صبح بعد ان کے پیر صاحب نے اپنی اکلوتی طلاق یافتہ بیٹی کا رشتہ میرے شوہر سے طے کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس پر عمل کریں۔

مجھے اور میری ساس اور سسر کو پیر صاحب کی یہ بات سمجھ نہ آئی۔ شوہر کے بہن بھائی بھی ان کے سخت خلاف ہو گئے۔ اس معاملہ میں سب سے زیادہ میری ساس نے اپنے بیٹے کو تنقید کا نشانہ بنایا اور انہیں دھمکیاں بھی دیں۔ مقصد صرف بیٹے کا دوسری شادی کرنے سے باز رکھنا ہی تھا۔

گھر کے ٹینجے زدہ، احوں میں میری ساس کی طبیعت سخت خراب رہنے لگی۔ کبھی دل پکڑ کر بیچو جاتیں تو کبھی جسم پھونسنے لگتا۔ کبھی غشی و کمزوری ہو جاتی۔ ڈاکٹر کو دکھایا تو کوئی خاص بیماری سامنے نہ آئی۔

میرے شوہر نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ کی یہ نیکیاں میرے پیر صاحب کی مخالفت کا نتیجہ ہیں۔ آپ ان سے رجوع کریں۔ مرنی نہ کرنا کہہ کر ان کے مصداق

حکم عدولی یا وظیفہ کی رجعت

سوال: میرے شوہر بہت عبادت گزار ہیں۔ وہ بروقت مختلف وظائف، اوراد میں مشغول رہتے ہیں۔ انہیں مراقبہ میں کالی مشاہدات ہوتے تھے۔ مختلف لوگوں کے بارے میں انہوں نے کئی باتیں بطور اطلاع بیان کیں جن کی ان لوگوں نے تصدیق کی۔

بے شمار لوگ اپنے مسائل کے لیے دعا کروانے ان کے پاس آتے تھے۔

چند سال پہلے میرے شوہر کو ایک صاحب ملے۔ انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے بیعت ہو جاؤ تو تمہاری روح نیت کو استحکام مل جائے گا۔ میرے شوہر ان صاحب سے بیعت ہو گئے۔

ان صاحب نے میرے شوہر کو مزید وظائف کرنے کا کہا۔ میرے شوہر کہتے ہیں کہ ان کے پیر صاحب کے دینے ہوئے وظائف سے ان کی روحانی صلاحیتوں میں بہت اضافہ ہوا۔

کی حکم مردوں اور بیعت توڑنے کی سزا مل رہی ہے۔

جواب: روحانی سلاسل میں بیعت کا ایک باقاعدہ نظام موجود ہے جو قانون اور ضابطوں کے تحت کام کرتا ہے۔ کسی غیر مجاز شخص کے ہاتھ پر بیعت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ آپ کے شوہر نے جن صاحب سے بیعت کی وہ تو خود کسی مجاز ہستی کے ہاتھ پر بیعت نہ تھے۔ وہ دوسروں کی بیعت کرنے کے مجاز ہی نہیں لہذا یہ بیعت ہوئی ہی نہیں۔

میرا خیال ہے کہ آپ کے شوہر کی موجودہ کیفیات کثرت ورد و وظائف کی وجہ سے تھیں۔ وظائف کی رجعت یا زیادتی ہو گئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ورد و وظائف کسی روحانی استاد کی اجازت و عمرانی میں کرنا چاہیں۔ روحانی استاد اپنے شاگرد کی صلاحیت اور سکت کے مطابق وظائف اور مختلف مشقیں تجویز کرتے ہیں۔

بہتر ہو گا کہ اپنے شوہر کو ہر وقت کے وظائف ترک کرنے پر آمادہ کریں۔

انہیں کہیے کہ وہ پانچ وقت نماز پابندی سے قائم کریں اور روزانہ صبح قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ اس سے مزید کوئی ورد و وظائف فی الحال نہ کریں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کی نیند سات گھنٹوں سے زیادہ نہ رہے۔

کلر تھراپی کے اصولوں کے مطابق تین شعاعوں میں تیار کردہ ایک ایک پیالی پانی صبح شام شوہر کو پلائیں۔ صبح شام ایک ایک لی اسپون شہد کا استعمال بھی مفید رہے گا۔

انہیں روزانہ یا ہفتہ میں دو تین بار گھر سے باہر گھمانے بھی لے جایا کریں۔

میری ساس ان پیر صاحب کے پاس گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ تم پر تو سخت جادو کروا دیا گیا ہے۔ ان سے علاج کے لیے کہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

ماں کی حالت دیکھ کر بیٹے کے دل میں بھی نرمی و محبت آ گئی۔ میرے شوہر نے اپنے پیر صاحب سے اپنی ماں کا علاج کرنے کا کہا تو پیر صاحب نے کہا کہ پہلے میرا حکم مانو..... پھر دیکھتے ہیں.....

میرے شوہر نے کہا کہ میری ماں سخت بیمار ہیں آپ پہلے میری ماں کا علاج کر دیں لیکن شوہر کے پیر صاحب نے سختی سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ شادی تو تمہیں کرنی ہی ہو گئی۔ اس پر میرے شوہر نے ان صاحب سے بیعت توڑ دی۔

بیعت توڑنے کے کچھ عرصہ بعد ہی میری ساس خلیف ہونے لگی لیکن اب میرے شوہر اکثر بیمار رہنے لگے۔

میرے شوہر کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کا دماغ بچ میں سے چنچ رہا ہے۔ ان کے سر میں شدید درد رہتا ہے۔ مختلف خوفناک جانوروں کی شکلیں انہیں ذرا تکی ہیں۔ شوہر کو محسوس ہوتا ہے کہ ان کے پورے وجود میں آگ بھردی گئی ہے۔ دو سارا دن ساری رات بے چین رہتے ہیں۔

ان کیفیت کو تین سال ہو گئے ہیں۔ مختلف علاج کر دئے لیکن اتفاقاً نہ ہوا۔ کاروبار بھی ختم ہونے کو آ گیا ہے۔ تنگ دستی، ذہنی خفت، کا سامنا ہے۔ میرے شوہر پیسے جیسے نہ رہے۔ مجھے کونے دیتے ہیں۔ مغلظات بکتے ہیں۔ لہذا ماں کو بھی لہذا اس حالت کا قصور قرار دیتے ہیں۔

میرے شوہر کا کہنا ہے کہ انہیں اپنے پیر صاحب

عظیمی ریکی سینٹر..... تاثرات

(ذوالفقار احمد..... کراچی)

میری شادی کوچھ۔ ال ہو گئے ہیں۔ اس عرصے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی سے نوازا۔ میری اہلیہ اپنے بچوں کے بارے میں بہت حساس ہیں، ایک لمحے کے لیے بچوں کو نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دیتیں۔ بچوں کے بارے میں شدید حساسیت نے انہیں وہی بنا دیا۔ انہیں ہر وقت یہ خیال دامن گیر رہنے لگا کہ بیٹے اور بیٹی کو جراثیم بیمار نہ کر دیں۔ وہ بچوں کے کپڑے کئی کئی مرتبہ گرم پانی سے دھوئیں ہیں۔ میں نے شروع میں اہلیہ کی حرکات کو نظر انداز کر دیا لیکن شک و سہم اور دوسو سے میں اضافہ دیکھ کر نفسیاتی ڈاکٹر سے علاج بھی کروایا۔ وقتی آرام آیا پھر وہی کیفیات ہو گئیں۔

ایک رشتہ دار کے مشورے پر میں نے عظمیٰ ریکی سینٹر سے رابطہ کیا۔ عظمیٰ ریکی سینٹر میں ریکی کے چند سیشن لینے کے بعد کافی افادہ محسوس ہو رہا ہے۔

ہے۔ اللہ اللہ کر سنے ساتویں مہینے بیٹی کی پیدائش ہوئی تو دو بہت کمزور تھی۔ ساتویں روز اس کا انتقال ہو گیا۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ آپ دونوں فٹ کزن ہیں اس وجہ سے یہ پرائیم ہو رہی ہے۔

میرا ذہن اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جوڑی بنائی ہے تو اس کو پروان چڑھنے کے لیے صحت مند اولاد بھی ضرور عطا فرمائے گا۔

آپ مہربانی فرما کر ایسا عمل بتائیں کہ میری بہن کی خود صحت مند اولاد سے بھر جائے۔

جواب: ڈاکٹری علاج کے ساتھ ساتھ بطور روحانی علاج صبح شام آئس آئس مرتبہ سورہ مومن (23) کی آیت 12 تا 14 تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر نہیں شعاعوں میں تیار کردہ ایک ایک پیانی پانی پر دم کر کے دونوں میاں بیوی چئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بہت جلد آپ کے شوہر کی کیفیت نارمل ہو جائیں اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو ٹھیک طرح ادا کرنے کے قابل ہوں۔ آمین

گود بھر جانے

سوال: پانچ سال پہلے میری بڑی بہن کی شادی میرے چچا زاد سے ہوئی تھی۔ شادی کے دو ماہ بعد ہی بہن کو حمل ٹھہر گیا تھا لیکن آٹھویں مہینے میں حمل ضائع ہو گیا۔ ایک سال کے بعد دوسرا حمل ٹھہرا۔ آٹھویں مہینے میں بیٹی پیدا ہوئی جو کہ ایک ہفتہ کے بعد فوت ہوئی۔

ڈاکٹری ہدایت کے مطابق ایک سال احتیاط کے بعد بہن پھر امید سے ہو گئیں لیکن اس کے ساتھ ہی بہن کو شوگر بھی ہوئی۔

ڈاکٹر نے حمل کے دوران بہن کے مختلف ٹیسٹ کئے تو پتا چلا کہ بچے کی دماغ کی گروتھ نہیں ہو رہی

مئی 2015ء

Scanned By Amir

کھیر دے۔ آمین

عشاء کی نماز کے بعد 101 مرتبہ سورہ آل عمران کی آیت 171 تیار و گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں۔ یہ عمل آرم چالیس دن تک جاری رکھیں۔

چھتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے اسم الہی یا حَمِيدُ يَا وَكِيْلُ کا ورد کرتے رہا کریں۔

کسی غریب بچہ کی پڑھائی کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لیں اور اس گھمٹی کی مدد کرتے رہا کریں۔ اللہ کی مخلوق کی مدد کرنا رضائے خداوندی اور سکون کا باعث ہے۔

شیزوفرینیا

سوال: میری شادی کو تین سال ہوئے ہیں۔ شادی فیروں میں ہوئی ہے۔ میری بیوی شادی سے پہلے شیزوفرینیا کی مریض تھی جس کے بارے میں ہمیں نہیں بتایا گیا تھا۔ اس وقت طلاق سے وقتی طور پر بہتر ہو گئی تھیں۔

شادی کے پہلے سال بیٹے کی پیدائش کے بعد سے یہ مرض دوبارہ سامنے آیا۔

میری اہلیہ ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر پاتیں اور گھر کی چیز توڑ پھوڑ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ ڈاکٹری طلاق چل رہا ہے۔ ڈاکٹر کہتے مرض بہت پرانا ہے ٹھیک ہونے میں عرصہ لگے گا۔

وہ کار عظیمی صاحبہ... مجھے اپنے نومولود بیٹے کی بھی فکر ہے کہ کہیں غصے میں آکر اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا دینا۔ آپ سے التماس ہے کہ کوئی روحانی علاج تجویز فرمادیں۔

بہن کو کہیں دو چھتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے اسم الہی یا خَالِقُ يَا مُصَوِّرُ کا ورد کرتی رہا کریں۔

ہر جمعرات کے دن آرم آئس روپے خیرات کر دیں۔

سب استغاثت صدقہ کر دیں۔

تنہا اور اداس ہوں

سوال: والد صاحب کے انتقال کے بعد میں نے ان کے کاروبار کو سنبھالا تھا۔ اللہ نے بہت ترقی دی۔ آج اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں جو چاہتا ہوں میرے سامنے حاضر ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہوں اور اداس رہتا ہوں۔ مختلف تقریب میں لوگ ایک دوسرے سے محو گفتگو رہتے ہیں اور میں ایک کونے میں سم بیٹھ رہتا ہوں جبکہ میں اپنے کاروبار میں بہترین فیصلوں کی وجہ سے چانا بچانا جاتا ہوں۔

گھر میں بھی اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہوں۔ والد صاحب نے میری حالت دیکھی اور اس کا حل میری شادی کو قرار دیا۔

والد صاحب نے کہا میں نے تیرے لیے سنی نکاحیاں پسند کر رکھی ہیں۔

وامدو کے بار بار اصرار پر میں نے ایک لائق پسند کرنی ہے لیکن سوچتا ہوں شادی کے بعد بھی آرم میرے اندر سے تنہائی پسندی اور اداسی نہ مٹی تو کیا ہوگا۔

جواب: دعا ہے کہ آپ کو ایسی اچھی بیوی ملے جو اپنی محبت، اخلاص اور ذہنی ہم آہنگی کے ذریعہ آپ کی زندگی میں ہر طرف خوشیاں

تعمیراتی کام

جواب: بالآخری نالی کے ساتھ ساتھ صبح شام
استائیں مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر ایک
ایک نمین اسپون شہد پر دم کرنے الیہ کو پلائیں۔
یہ عمل آرم از م دو یا تین وقت جاری رہیں۔
شام کے وقت پانچ مرتبہ سورہ فلق پڑھ کر پانی پر
دم کر کے پلائیں۔

ایک چھوٹے سے سفید کاغذ پر بیٹ پوائنٹ سے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ کر تمویذ بنائیں
اور دم جامہ کرنے نیلے پتھرے میں ہی کرینگم کے ٹھے
میں پہنادیں۔
اپنی الیہ سے کہیں کہ وہ کثرت سے اماء الہی یٰنا
حی یا قیوم کا ورد کرتی رہا کریں۔
بری صحت

سوال: میری تین ذیلیاں اور ایک بیٹا ہے۔ میرا
جنوں سے بڑا ہے۔ میرے شوہر ملازمت کے سہنے
میں جہن مہ رہتے ہیں۔
ایک سال پہلے ہم نے خورشید کیا تھا۔ یہاں بیٹے
کی کچھ خراب لڑکوں سے دوستی ہوئی ہے۔ میں نے
دو تین مرتبہ بیٹے کو سمجھا یا بھیجنا لیکن اس نے میری
بات نہیں مانی۔ کچھ عرصے بعد ہمارے گھر سے قیمتی
چیزیں اور رقم غائب ہوئے تھی۔ ایک دن چھوٹی بہن
نے بھائی کو الماری سے پیسے نکالتے ہوئے دیکھا تو ہمیں
پتہ چلا کہ گھر سے رقم ہون غائب کر رہا ہے۔
بیٹے کی اس نزاکت کا مجھے بہت صدمہ ہوا۔ میں
نے سنتی سے بات کی تو وہ بدتمیزی پر اتر آیا

اور انکار کرتے ہوئے ٹھہرے میں گھر سے باہر چلا گیا۔
میں نے اب قیمتی چیزوں اور رقم کو تجوری میں
رہنا شروع کر دیا۔ مجھے فکر ہے کہ اس طرح میرا بیٹا گھر
میں تو چوری نہ کر سکے گا لیکن اگر اس نے باہر گھس
چوری کر لی اور پتہ لگایا تو کیا ہو گا۔

مجھے معلوم چلا ہے کہ اس کے نئے دوست دکانوں
سے چوریوں کرتے ہیں۔ ان لڑکوں کے خراب عورتوں
سے تعلقات بھی ہیں۔

کوئی وظیفہ بتائیں کہ میرے بیٹے کو بڑی صحبت
سے نجات ملے۔

جواب: اپنے شوہر کو گھر کی تمام باتوں سے آگاہ
رکھا کریں۔ آپ کے شوہر کو بھی اپنے سب بچوں سے
رابطہ رکھنا چاہیے خصوصاً اس بیٹے کے ساتھ ان کا
مستقل رابطہ نہایت ضروری ہے۔

رات سوئے سے قبل ایس مرتبہ سورہ بقرہ (2)
کی آیت نمبر 168 کا آخری حصہ اور 169 کی

پوری آیت

وَلَا تَسْبَحُواْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِیْنٌ (۱) اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوٓءِ وَالْفَحْشَآءِ
وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْمُوْنَ (۲)

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے
بیٹے کا تصور کر کے دم کر دیں اور بری عادت و بری
صحبت سے نجات کی دعا کریں۔ یہ عمل آرم از م چالیس
روز تک یا نوے روز تک جاری رہیں۔

بند جگہ کا خوف

سوال: میری عمر پینتالیس سال ہے۔ میرے
چھ بچے ہیں۔ آخری بچے کی پیدائش آپریشن سے ہوئی

سوال: میری عمر پینتالیس سال ہے۔ میرے
چھ بچے ہیں۔ آخری بچے کی پیدائش آپریشن سے ہوئی

سے ہی دونوں بیٹنیں آپس میں مخالفانہ رویہ رکھتی تھیں۔ میرے نانا اور نانی نے اس موقع پر کہ دونوں بیٹوں میں باہم محبت و سلوک ہو جائے ہم دونوں کی شادی کروا دی۔

شادی کے چند ماہ تو دونوں بیٹوں میں بہت محبت رہی۔ ایک دوسرے کا لحاظ رکھا لیکن اب پھر پرانے واپس ڈگر پر آئیں۔ میرے ننانے میرے شوہر اور مجھ سے کہا کہ اگر یہ بیٹنیں دوبارہ سے لڑائی جھگڑت میں پڑ جائیں تو تم دونوں خود آواز بان جھگڑوں سے الگ رہنا لیکن میرے شوہر نے کچھ عرصہ بعد ہی وہی کیا جو اس کی ماں نے کہا جبکہ میں نے وہ نہ کیا جو میری ماں نے کہا۔

اب میرے شوہر نے اپنی ماں کے سبب پر میرے سبب سے جانے پر پابندی مائد کر دی ہے۔ وہ میری ماں کو بھی مجھ سے ملنے نہیں دیتے۔ میرے شوہر اور ماں کا تہنا ہے کہ ماں سے نہیں مانا ورنہ تمہیں قدامت کر دیں گے۔

میری ماں نے اپنی چھوٹی بیٹی سے معافی بھی مانگی لیکن میری ساس یعنی خالہ رضہ منہ نہیں بولتیں۔ چھ ماہ ہو گئے ہیں مجھے اپنی ماں سے ملنے ہوئے۔

جواب: رات سونے سے پہلے آپس مرتبہ سورہ لہب یا سورہ تیسرے مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے شوہر اور خالہ کا تصور کر کے دم کر دیں اور ان کی ضرورتوں میں اصلاح اور رویہ میں بہتری کے لیے دعا کریں۔

یہ عمل کم از کم ایک ماہ تک جاری رکھیں۔

مکان پر مغلی عمل

www.paksociety.com

سوال: ذیہ دن منہ قیامت بعد ہم جس ماں بعد

www.paksociety.com

تھی۔ اس کے بعد سے مجھے بند جگہ سے خوف آنے لگا ہے۔ دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور میں فوراً کھلی جگہ کی طرف بھاگتی ہوں۔

سفر کے دوران کھڑکی کے پاس بیٹھتی ہوں۔ کسی کے گھر جاتی ہوں تو ان کے گھر میں دروازے کے پاس بیٹھتی ہوں۔ کچھ عرصہ بعد میرے شوہر مجھے عمرے پر لے جا رہے ہیں۔ میں بند جگہ پر زیادہ دیر نہیں رہ سکتی اس لیے ہوائی جہاز میں سفر کا سوچ کر ہی مجھے بہت زیادہ گھبراہٹ ہونے لگی ہے۔

مجھے مکہ مدینہ جانے کی بہت ترپ ہے لیکن کیا کروں۔ سمجھ نہیں آتا کہ انکار کروں یا پھر چلی جاؤں۔

جواب: عشاء کی نماز کے بعد آتا میں مرتبہ سورہ ج (22) کی آیت نمبر 65 گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں۔ یہ عمل کم از کم چالیس روز تک جاری رکھیں۔

رات سونے سے پہلے درود شریف سو مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں۔

جب روانگی کا وقت ہو تو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اسم یا رافع کا ورد شروع کر دیں۔

یا رافع کا ورد جہاز میں بھی کرتی رہیں۔

ماں سے نہیں ملنا اور نہ...

سوال: میری شادی خالہ زاد سے ہوئی ہے۔ ہم دونوں پڑھے لکھے ہیں اور سلیجے ذہن کے ہیں لیکن ہم دونوں کی ماؤں کی چچکاش نے ہم دونوں میاں بیوی میں دوری پیدا کر دی ہے۔

میری والدہ اور میری خالہ میں کبھی نہ بنی۔ بھین

ہے۔ اب مکان بیچنے کی بات کی لیکن کوئی کم قیمت میں بھی گاہک نہیں مل رہا۔

ڈاکٹر وقار عظیمی صاحب! اس مکان کے پرانے مالک نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ آپ بتائیں کہ اب ہم کیا کریں۔

جواب: قرآن پاک کی سورۃ الزلزال (99) ایک سفید کاغذ پر سیاہ روشنائی سے نکلوا کر یا پرنٹ نکلوا کر فریم کروالیں یا پلاسٹک کوٹنگ کروالیں اور اسے مکان کے دروازے کی دیوار پر کسی بلند جگہ پر آویزاں کریں۔ یہ فریم ایسی جگہ آویزاں کیا جائے جہاں آتے جاتے اس پر نظر پڑتی رہے۔

عصر مغرب کے درمیان آئیں مرتبہ
 اَعُوذُ بِاَللّٰهِ التَّامَّةِ . مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ .
 وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ .
 اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَارِزُهَا مِنْ يَمِينٍ وَلَا شِمَالٍ
 لَّا فَا جِرَ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ
 وَمَا بَرَأَ اَوْ ذَرَأَ مِنْ شَيْءٍ مَّا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ
 وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْجُحُ فِيهَا
 مِنْ شَرِّ يَدْخُلُ فِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا
 يَخْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ قَبْرِ النَّيْلِ وَالنَّهَارِ
 مِنْ شَرِّ طَوَارِقِ النَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ
 بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ

سات سات مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر پانی پر دم کر دیں اور مکان کے چاروں اطراف میں بھی دم کریں۔ یہ دم کیا ہوا پانی مختلف کمروں میں اور مکان کے چاروں کونوں میں چھڑک دیں۔ یہ عمل کم از کم چالیس روز تک جاری رکھیں۔

مکان میں کم از کم گیارہ دن تک ایک وقت مقررہ

پاکستان واپس آئے۔ میں اپنے بچوں اور شوہر کے ہمراہ کچھ عرصہ اپنی والدہ کے پاس رہی۔ میرے شوہر نے یہاں ایک پوش نلاقیے میں مکان خریدا اور ہم وہاں شفٹ ہو گئے۔ اس نئے مکان میں شفٹ ہوئے ابھی تین ماہ ہی گزرے تھے کہ شام کے وقت طبیعت اور ماحول میں عجیب سا تازہ، کھن محسوس ہونے لگا۔

اس کے چند دن بعد صبح کے تمام افراد کے سر میں شام کے وقت درد ہونے لگا۔ اکثر ڈرائنگ روم و کاسن روم میں بڑے بڑے بالوں کے گچھے ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی کبھی کسی سڑے ہوئے گوشت کی ناقابل برداشت بو محسوس ہوتی ہے۔

میرے شوہر جو بہت نرم مزاج، تحمل و بردبار تھے بہت غصہ کرنے لگے تھے۔ بچوں پر کبھی با تھ نہ اٹھانے والا باپ اب اکثر بچوں کو مارنے لگا ہے۔

مجھ سے بھی آئے دن تکرار، بحث، لڑائی کرنے لگے ہیں۔ کبھی کبھی تمہیں بھی مار دیتے ہیں۔

دو کہتے ہیں ایسا بیویوں اور بچوں کے لیے نہیں جانتا لیکن بس تمہیں اور بچوں کو دیکھتا ہوں تو خود پر قابو نہیں رکھ پاتا۔ غصہ سے بے قابو ہو جاتا ہوں جبکہ آفس میں تم اور بچے بہت یاد آتے ہیں۔

مجھے بھی ڈراؤ نے خواب آنے لگے ہیں۔ میرے شوہر نے دو تین لوگوں کو لاکر مکان دکھایا تو سب نے کہا کہ اس زمین پر سفلی عمل کرایا گیا ہے۔ ایک صاحب نے بتایا کہ یہ سفلی عمل آج سے پندرہ سال پہلے کیا گیا ہے اور مزید پندرہ سال تک اس کے اثرات رہیں گے۔ بہتر ہے کہ آپ یہ مکان چھوڑ دیں۔

میرے شوہر نے مجھے دہانوں میں یہ مکان خریدا

یہ عمل تم از تم چالیس روز تک جاری رکھیں۔ ماخذ
کے دن شمار کر کے بعد میں پورے کریں۔
حسب استطاعت صدقہ کر دیں۔

پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن

بہن بہن

سوال: میری بیٹی کی عمر ابھیس سال ہوتی
ہے۔ وہ پانچ بھائیوں کی اکلوتی بہن ہے۔ ماشاء اللہ
خوبصورت اور امور خانہ داری میں ماہر ہے۔ اس کا رشتہ
ابھی تک طے نہیں ہوا۔

شروع میں چند رشتے آئے تھے۔ ایک رشتہ تو
بھائیوں نے منع کر دیا تھا۔ دوسرا رشتہ لڑکے والوں نے
یہ کہہ کر منع کر دیا کہ ہمیں چھوٹی فیملی میں
شادی کرنی ہے۔

اس کے بعد سے آج تک کوئی رشتہ نہیں آیا۔ میں
ماں ہوں بیٹی کے جذبات سمجھتی ہوں لیکن کچھ
کر نہیں سکتی۔

دو تین چھٹے والیوں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ آپ
کی بیٹی کی شادی میں بندش ہے جب ہی ابھی تک کوئی
سبب نہیں بن رہا ہے۔ مجھے ان باتوں پر اعتبار
نہیں ہے۔ مجھے اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے وہی میری
مدد کرنے والا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ کوئی دعا
بتائیں کہ میری بیٹی کی شادی جلد از جلد ہو جائے اور
وہ خوش رہے۔

جواب: آپ ہر نماز کے بعد آیتس مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰۤاَحٰقِیْظُ یَا وَكِنٰیْلُ یَا رَقِیْبُ یَا اللّٰهُ

وَصَلِّ اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ

مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ (۱)

پر پابندی کے ساتھ لوہان کی دھوئی دی جائے۔

سب گھر والوں کو صبح اور شام کے وقت ایک ایک
فیمل اسپون شہد پینے کے لیے کہیں۔ کھانوں میں نمک
کا استعمال تم سے تم رکھیں۔

سب گھر والے وضو بے وضو کثرت سے یاھوین
یا حَفِیْظُ یَا سَلَامُ کا ورد کرتے رہیں۔

حسب استطاعت صدقہ کرتے رہیں۔

رشتے تو آتے ہیں، بات نہیں بنتی

بہن بہن

سوال: میری عمر ستائیس سال ہے۔ میں
پرائیویٹ ادارے میں اعلیٰ عہدہ پر کام کرتی ہوں۔
میرے رشتے تو بہت آتے ہیں لیکن بات نہیں
بنتی۔ کبھی لڑکے والوں کی طرف سے منع ہو جاتا ہے
تو کبھی ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

شادی میں تاخیر کی وجہ سے میری والدہ اور میں
خود بھی ڈپریشن میں رہنے لگی ہوں۔ اکثر آفس کے
معاملات ڈسٹرب ہو جاتے ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ درجنوں رشتے آنے کے باوجود
بات پٹی نہیں ہوتی۔ میں جتن سوجتی ہوں میرا ذہن اتنا
تلی اٹھ جاتا ہے۔ اب تو میں نے شادی نہ کرنے کا فیصلہ
کر لیا ہے لیکن والدہ کے اصرار پر لڑکے والوں کے
سامنے جانا پڑ جاتا ہے۔

جواب: عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد کچھ دیر
جاہ نماز پر بیٹھ کر درود شریف کا ورد کرتی رہیں۔ اس کے
بعد چند منٹ تک جاہ نماز پر خاموش بیٹھی رہیں۔ کچھ دیر
بعد ایک سو ایک مرتبہ سورہ المؤمن (40) کی آیت
نمبر 55 گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر
اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

تذکرہ نیکو اعمال

فرمانے اور مہربانی فرما کر مجھے کوئی ورد یا اسم بتائیں۔
 جواب: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اپنے
 مقصد میں کامیابی کے لیے سہولت اور خیر و
 عافیت عطا ہو۔

مشاء کی نماز کے بعد 101 مرتبہ سورہ طلاق 65 کی
 آیت نمبر 2 کا آخری حصہ اور تیسری آیت
 وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ
 مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
 فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ
 اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

گیارہ تیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر
 دعا کریں۔ یہ عمل تم ازم چالیس روز تک
 جاری رکھیں۔
 رات سوئے سے پہلے 101 مرتبہ درود شریف
 پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیں۔

چلتے پھرتے وضو وضو کثرت سے اسمائے الہیہ
 یا سحی یا قیوم کا ورد کرتے رہا کریں۔
 ہم سب ہی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔
 پڑھائی سے بے زاری

☆ ☆ ☆
 سوال: میرا بیٹا جس کی عمر تیرہ سال ہے۔ پانچویں
 جماعت میں پڑھتا ہے۔ کچھ عرصہ سے اس کا رجحان
 پڑھائی کی طرف سے کم ہو گیا ہے۔ پڑھنے بیٹھتا ہے
 تو ب دلی کے ساتھ۔ پڑھائی کے دوران بھی اس کا ذہن
 دوسرے کاموں کی طرف مشغول رہتا ہے۔

جواب: صبح شام اکیس اکیس مرتبہ
 اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ
 عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا قُدُّوسُ الْجَلِيلُ وَالْإِكْرَامُ

سات سات مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر
 دعا کریں۔ یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں۔
 بیٹی شام کے وقت پانچ مرتبہ سورہ فلق پڑھ کر پانی
 پر دم کر کے پی لیں یا آپ پڑھ کر دم کر کے پلا دیں۔
 یہ عمل ایک ماہ تک جاری رکھیں۔
 حسب استطاعت صدقہ کرتی رہیں۔

اعلیٰ تعلیم کی خواہش لیکن۔۔۔

☆ ☆ ☆
 سوال: میں چھ سال کا تھا جب میرے والد
 صاحب کا انتقال ہوا تھا۔ میری پرورش تھیال میں ہوئی
 ہے۔ مومن نے اسکول میں داخل کروا دیا تھا۔ اسکول
 میں جب بچے اپنے ابو کے ساتھ آتے تھے تو میں انہیں
 دیکھ کر اس بوچھا تھا کہ کاش میرے ابو ہوتے تو وہ
 بھی مجھے اپنے ساتھ اسکول لے کر آتے۔

اس کی ان کیفیات میں میری تعلیم جاری رہی
 اور میں نے اسے گریڈ سے میٹرک کر لیا۔

وقار انکل! میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔
 میری خواہش ہے کہ میں کینیکل انجینئر بنوں۔ شاید اس
 ضرورت میں اپنی محرومیوں کا ازالہ کر سکوں۔ ماموں کے
 معاشی حالات اتنے اچھے نہیں ہیں کہ میں اپنی اعلیٰ تعلیم
 جاری رکھ سکوں۔

فی احوال تعلیم کے حصول کے لیے مالی دشواریوں کا
 سامنا ہے۔ میری والدہ ایک اسکول میں جاب کرتی ہیں
 اس سے اعلیٰ تنفسی اخراجات کا پورا ہونا ممکن نہیں
 ہے۔ میں اپنے مستقبل سے بہت مایوس
 ہوتا جا رہا ہوں۔

آپ سے خصوصی طور پر دعا کی درخواست ہے کہ
 اللہ تعالیٰ مجھے میرے مقصد میں کامیابی و کامرانی عطا

سورہ بقرہ (2) کی آیت نمبر 115 گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر والد صاحب کے مزاج میں شفقت و نرمی غالب آنے کی دعا کریں۔ تین ماہ تک یہ عمل جاری رکھیں۔

والد سے کہیں کہ صبح نہار منہ اسیس مرتبہ سورہ الفرقان (25) کی آیت نمبر 63 تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر پانی یا دودھ پر دم کر کے پلائیں۔

یہ عمل ازم ایک ماہ تک جاری رکھیں۔

آپ کی والدہ محترمہ چلتے پھرتے وضو بے وضو کثرت سے یا روف یا ر حیمہ کا ورد کرتی رہیں۔

ڈاکٹر سے رجوع کریں

سوال: میری عمر اٹھاون سال ہے۔ چند مہینوں سے مجھے رات کے وقت اچانک گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ ہاتھ پاؤں سے جان تلکنے لگتی ہے اور دل کے مقام پر عجیب بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔

کسی صاحب علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھ پر تعویذ کئے گئے ہیں اور کسی ایسے آدمی نے کرائے ہیں جس کا نام الف، عین، کاف، یا فے سے آتا ہے۔ میرے گھر میں اور خانہ ان میں ان حروف کے دو افراد ہیں اور دودھ نول ہی میرے بہت مخالف ہیں۔

پہلے تو مجھے اس بات پر یقین نہیں آیا مگر اب یہ بات سچی لگتی ہے۔

جواب: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بتائی جانے والی بات بالکل غلط ہے۔ آپ پر کوئی تعویذ نہیں کروائے گئے۔ آپ کی ملازمت میں نوعیت کی ہیں۔

آپ فوری طور پر ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ ممکن

تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر ایک ایک چمچ شہد پر دم کر کے پلائیں اور اپنے بیٹے کے اوپر بھی دم کر دیں اور پڑھائی میں یکسوئی اور دل لگنے کے لیے دعا کریں۔ یہ عمل ایک ماہ تک جاری رکھیں۔

والد سخت مزاج ہیں۔

سوال: میرے والد صاحب پورے خاندان میں سخت مزاج مشہور ہیں۔ گھر میں والد صاحب کی موجودگی میں ہم بہن بھائی سب سے ہونے اور کسی کو نہ میں دیکھ رہے ہیں۔

والد صاحب اکثر رشتہ داروں سے یہ بات بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں کہ میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو پورے گھر میں سناٹا چھا جاتا ہے۔

گھر کے کسی فرد میں اتنی جرات نہیں کہ وہ والد صاحب کی موجودگی میں اونچی آواز میں بات کر لے۔ والد صاحب گھر میں نہ ہوں تو ہم خوب ادھم مچاتے ہیں۔ ہم جب اپنے بچپانہ ماموں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ پیار و محبت سے باتیں کرتے ہیں، ان کو باہر گھومانے لے جاتے ہیں تو ہمیں بہت کمی کا احساس ہوتا ہے۔ کبھی ہماری والدہ نے والد کے سخت لہجے پر اعتراض کیا تو انہیں بھی سخت رویے کا سامنا کرنا۔

ہمارے والد ہم راہ طبع کا خیال رکھتے ہیں۔ آج تک کسی چیز کی کمی نہیں آنے دی۔ گاڑی کے ساتھ ڈرائیور بھی دے رکھا ہے۔ تعظیم کے جتنے بھی اخراجات ہیں وہ کھلے دل سے کرتے ہیں۔ باہر گھومنے پھرنے پر بھی کوئی پابندی نہیں ہے مگر گھر میں ان کے سخت رویوں کی وجہ سے ہمیں سخت ذہنی دباؤ رہتا ہے۔

جواب: رات سونے سے پہلے آتا میں مرتبہ

تعمیراتی کام

مار کر شمال رخ بیٹھ جائیں۔ جب سینہ سانس سے بھر جائے تو یہ تصور کریں کہ نیلا رنگ جسم میں جذب ہوا ہے پھر آہستہ آہستہ سانس باہر نکال دیں۔

یہ عمل پہلے دن 7 بار سے شروع کریں پھر بتدریج 21 مرتبہ تک لے جائیں۔

اس کے علاوہ کلر تھراپی کے اصولوں کے مطابق نیلے رنگ کی شعاعوں میں تیار کردہ پانی صبح دوپہر شام ایک ایک کپ پی لیں۔

پودے پھول شعور کھتے ہیں

.....

سوال: ڈاکٹر صاحب! میرے ایک دوست کو پھولی پھولاری کا بہت شوق ہے۔ اس کے گھر میں ہر طرف مختلف قسم کے درخت اور پودے موجود ہیں۔ میرے دوست کا کہنا ہے کہ پودوں کو بھی سخت قسم کی نظر لگتی ہے۔ میں اس کی اس بات سے متفق نہیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی پودے بھی کسی کی نظر بد سے متاثر ہو سکتے ہیں۔

جواب: نظر بد سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ نظر بد سے انسان، پالنے والے جانور، پرندے، پودے، پھل دار درخت، لبلہائی فصلیں بھی متاثر ہو سکتی ہیں لیکن ایسا اکثر نہیں ہوتا۔

اللہ کی ہر تخلیق جن میں حیوانات، نباتات، جمادات اور دیگر مخلوقات شامل ہیں، شعور رکھتی ہیں۔ درخت اور پودے آپس میں تہا دار خیال بھی کرتے ہیں۔

ورخوں، پودوں کی دیکھ بھال کرنا اللہ کی مخلوق کی خدمت کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص ان مخلوق کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے تو وہ

ہے کہ وہ آپ کا حق۔ حق۔ حق۔ بھی کروائیں۔ ڈاکٹر کے مشورے پر پابندی سے عمل کریں۔

صبح شام ایک ایک فیملی اسپون شہد ایس مرتبہ سورہ آل عمران کی آیت نمبر 2 تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دم کر کے نہیں۔

اس کے علاوہ کلر تھراپی کے اصولوں پر تیار کردہ تاریخی شعاعوں کا پانی کھانے سے پہلے، زرد شعاعوں کا پانی کھانے کے بعد درود اوشس پیئیں۔

کھاؤں میں دو ماہ تک چلتائی کی جگہ روغن زیتون استعمال کریں۔ ہر جمعہ کے دن ایک آدمی کو کھانا کھلائیں۔

خاندان کے جن لوگوں کے بارے میں آپ کے دل میں شکوک شبہات پیدا ہوئے ہیں وہ قطعی بے بنیاد ہیں۔ اس بے گمانی پر آپ کو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہئے۔

مراقبہ سے علاج

.....

سوال: چند مہینوں سے میرے دماغ پر عجیب قسم کا دباؤ رہنے لگا ہے۔ اگر کوئی تیز آواز میں بات کرتا ہے تو برداشت سے باہر ہونے لگتا ہوں اور مجھے غصہ آجاتا ہے۔ دماغ پر دباؤ کی وجہ سے کام تھیک سے نہیں کیا جاتا اور جلد ہی طبیعت آگیا جاتی ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دن میں جو کچھ کرتا ہوں رات کو اسی کے متعلق خواب آتے ہیں۔ خواب میں بھی دماغ پر دباؤ محسوس ہوتا ہے۔

برائے کر مراقبہ تھراپی کے اصولوں کے مطابق میرے مسئلہ کا وقتی حل تجویز کریں۔

جواب: روزانہ صبح سویرن بچنے سے پہلے اتنی پانی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

....مختصر مختصر....

معاشی خوشحالی

محمد عالم۔ عائشہ۔ فخر۔ رخشانہ زہبت

جواب: عشاء کی نماز کے بعد 101 مرتبہ سورہ

آل عمران کی آیت 37 کا آخری حصہ

إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (1)

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر پچھ دیر

آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اور یہ تصور کریں کہ اللہ پاک

آپ کے بہت قریب ہیں۔ یہ احساس چاہے کس قدر ہلکا

ہی کیوں نہ ہو، پیدا ہو جائے تو سجدہ میں جائز ٹکڑا کر لوہی

پریشائیاں اللہ تعالیٰ کے حضور بیان کریں۔

یہ عمل چالیس روز تک پابندی سے کریں۔ خواہ تین

ناغہ کے دن شمار کر کے بعد میں پورے کر لیں۔

غصہ سے نجات

مقصود: صائم۔ درساں۔ روشن۔

جواب: عشاء کی نماز کے بعد 101 مرتبہ

یارؤف

گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ اس کا ورد

کریں۔ یہ عمل چالیس روز تک جاری رکھیں۔



روحانی فون سروس

گھر بیٹھے فوری مشورہ کے لئے

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی

روحانی فون سروس

کراچی 021-36688931, 021-36685469

اوقات: پیر تا جمعہ شام 5 سے 8 بجے تک

www.paksociety.com

ایسے لوگوں سے خوش ہوتے ہیں۔ ایسے حسن سوک
کرنے والے افراد اور ان درختوں پودوں کے درمیان
نظر نانا آنے والا دوست کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔

پودوں کے ساتھ خوشگوار انداز میں باتیں کی
جائے اور انہیں یہ باور کرایا جائے کہ آپ ان کا بہت
زیادہ خیال رکھتے رہیں گے۔ ان تسلی بخش باتوں کا اچھا
اثر قبول کرتے ہوئے پودوں کی نشوونما، خوبصورتی
و نگہار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ضدی شوہر اور بیٹے کا مستقبل

www.paksociety.com

سوال: میرا بیٹا بیرون ملک پڑھائی کے لیے جاتا
چلتا ہے۔ وہ قلم بھی ہے اور ذہین بھی لیکن میرے
شوہر کو نہجانے کس بات کی ضد ہے کہ وہ راضی نہیں
ہوتے جانا کہ ہمارے پاس بیٹوں کی کوئی
کمی نہیں ہے۔

میرے بیٹے نے کئی ممالک کی یونیورسٹیوں میں
اپلائی کیا ہوا تھا۔ اب ایک یونیورسٹی سے جواب آیا
ہے۔ میں نے جب اس کا اپنے شوہر کو بتایا تو انہوں نے
سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ یہ سب تمہارا
سیکھایا ہوا ہے۔

باپ کے انکار پر بیٹا بہت آپ سیٹ ہو گیا۔ کوئی
وظیفہ بتائیں کہ میرے شوہر اپنی ضد چھوڑ دیں۔

رات سونے سے پہلے ایک سو ایک مرتبہ سورہ
انعام (6) کی آیت نمبر 54 گیارہ گیارہ مرتبہ درود
شریف کے ساتھ پڑھ کر اپنے شوہر کا تصور کر کے دم
گردیں اور اللہ سے دعا کریں۔ یہ عمل کم از کم چالیس
روز تک جاری رکھیں۔ ناغہ کے دن شمار کر کے بعد میں
پورے کریں۔